اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

تحقیق الاسلام

پہلا حصہ

مسمّٰی

حقیقت الاسلام

قرآن و اسلام محمدی کی اعلیٰ صداقتوں کی تفہیم و تشریح اسلام و قرآن کی لاثانی نمونہ مسیحیت و اسلام کے غیر منفک رشتے۔ قرآن و اسلام محمدی مسیحیت کا معنوی ترجمہ ہے مسیحیت و اسلام کی تردید و تکذیب کے عجیب و غریب نظارے۔ مسیحیوں سے حضرت محمد کے مذہبی تعلقات کی حیرت ناک مثالیں مسیحیوں کی بائبل اور قرآن محمدی میں ماں بیٹے کے رشتے۔ الکہ المسیحیت والاسلام کے واحد معبود ہونے کے مفصل ثبوت۔ مسیحیوں کی امت کی خداپرستی کی بہترین مثالیں۔ اہل قبلہ کی جمیع ملتوں کے غیر اسلام ہونے کے منقولی شاہد جس میں الفرقان حصہ اور طبع اول کی تحقیق الاسلام کے حصہ اول کی ترمیم و تصحیح کر کے یہ مستند اڈیشن طبع ثانی کا تیار کیا ہے۔

من تصنیف

پادری غلام مسیح صاحب پنشنر پاسٹر انبالہ شہر۔ دہرادون۔ لودھیانہ کلیسیا۔ سپرنٹنڈنٹ شرقپور و بھلوال و مشن فیلڈس دہوم مشن فیلڈ لاہور پریسبٹری و مصنف رسالہ الفرقان۔ فی الحال
اڈیٹر نور افشاں۔ لاہور

طبع ثانی ۱۰۰۰ کاپی قیمت ۱۰؍ علاوہ محصول ڈاک

شکریہ

ہم ایس-ای سٹوکس اسکوئر کوٹ گڑھ (شملہ) کا۔ مسٹر آر سیمپن سب رجسٹرار شکوہ آباد ضلع مینپوری کا اور لودھیانہ پرسبٹری کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتے ہیں تحقیق الاسلام طبع ثانی میں بھی دوست ہمیں مالی امداد دینے والے ہیں جن کا ذکر خیر تحقیق الاسلام کی تمام زندگی کے ساتھ رہیگا۔ ان کے سوا اے پی مشن کے تمام مدارس کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور استادان کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے طبع اول کی تحقیق الاسلام کی اشاعت میں ہماری بڑی مدد فرمائی تھی۔ ہم امیدوار ہیں کہ طبع ثانی میں بھی ہمارے تمام نئے اور پُرانے دوست ہماری مقدور بھر مدد فرمائینگے۔ جو کام ہمارے کرنے کا تھا ہم بفضل خدا اُسے تمام کر چکے۔ باقی کام قدردان دوستوں کا ہے وہ اسے انجام دیکر خدا کا جلال ظاہر فرمائیں +

آپ سب کا خادم:-

غلام مسیح۔ اڈیٹر نور افشان۔ لاہور

فروری ۱۹۲۴ء

تحقیق الاسلام

ہمارے زمانہ میں جو مذہب اسلام کے نام سے مروج ہو وہ قرآن و حدیث اجماع و قیاس پر مبنی سمجھا جاتا ہو جس کے ارکان اللہ کو واحد ماننا۔ حضرت محمد کو نبی رسول جاننا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ کعبہ کا حج کرنا۔ کعبہ رخی پانچ یا سات نمازیں پڑھنا ہیں۔ انہیں کا نام ارکان خمسہ ہے۔ پر ان معانی کا اسلام صرف سنت جماعت کے فرقوں کا ہے جس پر اسلام کے دیگر فرقوں کا بالکلیہ اتفاق نہیں ہے۔

جب مروجہ اسلام کی بنیادوں پر غور کیا جاتا ہے تو اس میں مسیحیوں کی بائبل کی عدم موجودگی قرآن خوان اور قرآن دان اصحاب کو حیرت و تعجب کا مبتلا بنا دیتی ہے۔ بائبل جس کی تعریف و ثناء سے قرآن عربی کا ہر ایک صفحہ۔ اسکی ہر ایک سطر روشن و منور ہے جس کے قصص و مطالب سے قرآن عربی کا وجود بنا ہو جس پر ایمان لا کر عمل کرنے کے احکام سے قرآن بھرا پڑا ہو جسکی نافرمانی اور عدول حکمی کی سزاؤں کا اس کے متن میں تکرار کے ساتھ ذکر آیا ہے۔ وہی بائبل جوام القرآن بلکہ ام الکتاب کہلائی ہے وہی بائبل اہلِ قبلہ کے اسلام کی بنیاد سے خارج ہے اُس کا ذکر تک نہیں کیا گیا یہ مروجہ اسلام کے تحقیق کرنے کی پہلی وجہ ہے اور نہایت عظیم و اہم وجہ ہے جس نے ہمیں اہلِ قبلہ کے اسلام سے بدظن کیا تھا ہم اس اسلام کو اسلام نہ یقین کر سکے جس کی بنیاد بائبل اور قرآن محکم کے سوا پر تھی۔

مزید براں اہلِ قبلہ کے اسلام کی بنیاد اول قرآن عربی قرار پائی تھی۔ پر اہلِ قبلہ قرآن عربی کی بابت یہ ایک مسیحی حکایت ابتدا سے اپنے ہمراہ لئے آئے ہیں کہ قرآن عربی محکمات و متشابہات کا مجموعہ ہو۔ متشابہات منسوخ ہیں اور دین و ایمان کے لئے سخت خطرناک ہیں۔ کیونکہ وہ القاء شیطانی ہیں۔ گو منسوخات کا علم و امتیاز کھو گیا پر وہ جزو قرآن بنکر چلے آئے۔ جن بزرگوں نے قرآن عربی کو اسلام کی بنا بنایا تھا اُنہوں نے متشابہات کو محکمات سے بغیر جدا کرنے کے بنایا تھا۔ لہٰذا قرآن عربی دین اسلام کی درست و صحیح بنیاد نہ بن سکتا تھا پر اُسے بنیاد بنایا گیا یہ ہمارے باپ دادوں کی دوسری غلطی تھی۔ جس سے اسلام میں وہ تمام بدعتیں راہ پاگئیں جن کا ذکر حصہ سوم میں آئیگا

اسکے سوا اگر اسلام کی بنیاد قرآن عربی ہی رہتا تو بھی خیر تھی پر اہلِ قبلہ نے اسلام کی بنیاد میں حدیث شریف کو بھی بڑھایا ہے۔ اہلِ قبلہ کے اسلام کی اس بنیاد کے خام ہونیکا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔ تو بھی اس قدر عرض کرنا کافی ہے کہ حدیث شریف کی سرخی کے ماتحت وہ کل روایات جمع ہیں جو اہلِ قبلہ کے مختلف مذاہب کے معتقدوں نے جمع فرمائی ہیں مثلاً اہل شیعہ نے احادیث جمع فرمائی ہیں وہ سنت جماعت کی حدیثوں کے سوا ہیں۔ سنت جماعت کی حدیثوں کے جامعین نے ہی مختلف روایات جمع کی ہیں۔ گو اُن میں بعض سچی روایات بھی ہیں مگر وہ انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں۔ حدیث کے راویوں نے حضرت محمد کے نام سے جو کچھ صحاح ستہ میں جمع کر دیا ہے اُسکی

قدر و منزلت کا ادنیٰ نمونہ یہ ہو کہ خود سنت جماعت کے ہی تمام فرقوں نے صحاح ستہ کی روایات کو پورے طور سے کبھی قابلِ اعتبار نہیں سمجھا ہو۔ اہلِ شیعہ تو اِن حدیثوں کو بالکل نہیں مانتے ہیں۔ ان حدیثوں میں نہ صرف تخالف و تضاد کی ہی حد نہیں بلکہ اُن کا کثیر حصہ قرآن عربی کی تعلیم کے بھی خلاف ہو۔ اِن میں راویوں نے قصداً اہلِ قبلہ کو اہلِ حق بنانے کی کوشش کی ہے قرآن عربی کے سوا ایک نئی شریعت بنائی ہے۔ راویوں کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کا امتیاز ہی رکھا نہیں گیا۔ غرضیکہ اہلِ قبلہ کے اسلام کی حدیث نامی بنیاد قرآن کے مقابل ہزار درجہ زیادہ خام ہو۔

اسکے سوا اہلِ قبلہ کے اسلام کی بنیاد میں قیاس و اجتہاد بھی ایک بنا ہو۔ اس بنیاد کی خامی سنت جماعت کے چار اماموں کی تصنیفات سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ واحد مذہب کے چار مجتہد جب اہلِ قبلہ کے مذہب کو بجائے ایک بنانے کے چار مذہب بنا گئے ہیں تو قیاس کی حقیقت کے ناکس ہونے کے لئے یہی کافی ثبوت ہو۔ اس سے جو ضعف اہلِ قبلہ کے مذاہب کا ظاہر ہے اور کسی دلیل سے ظاہر ہونا محال ہے۔

چوتھی بنیاد اہلِ قبلہ کے اسلام کی اجماع قرار پائی۔ اجماع کا مطلب کثرت رائے کا ہو۔ اہلِ قبلہ نے جو مذہب قرآن وحدیث و قیاس سے اخذ کر نا افادہ کر کے اس پر اتفاق کر لیا یہی اجماع کا مطلب ہے۔

اب وہ مذہب قابلِ غور ہے کہ جو اہلِ قبلہ کے اجماع نے قرآن وحدیث و قیاس سے اخذ کیا تھا وہ مذہب حدیث سے اخذ ہوا ہے جس کے ارکان کا ابتداہی میں ذکر ہوا ہے۔ اگر سچ پوچھو تو یہ مذہب حنفیت ہے اسلام ہرگز نہیں ہے۔ اسی بات کی ہمیں تحقیق کرنا ہے کہ جو مذہب اللہ کو واحد مانتا حضرت محمد کو نبی رسول یقین کرتا۔ ماہ رمضان کے روزے فرض ٹھہراتا۔ زکوٰۃ کو لازم قرار دیتا کعبہ شریف کا حج اور کعبہ رخی نمازیں ارکان دین کا جزو بناتا ہے جس کا نام اسلام مشہور ہو جو قرآن وحدیث و قیاس پر مبنی بتلایا جاتا ہو۔ آیا ان ارکان و فرائض کا مذہب اسلام ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ حقیقت ہے جو "تحقیق الاسلام" کا موضوع ہے۔

ہمیں مروجہ اسلام کے اسلام ہونے کا بالکلیہ انکار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسکی بنیاد میں مشتبہ اجزا ہیں۔ جن سے آج کے دن تک حقیقی اور اصلی اسلام کی نہ صرف نمایش نہیں ہوئی برعکس اس کے غیر اسلام مذاہب اسلام کے نام سے سینکڑوں تک پیدا ہو گئے ہیں جن میں آپس میں آجتک تلوار چلتی آئی ہے اور وہ تا حال ایک دوسرے کے اسلام کی تکذیب و تکفیر کر رہے ہیں۔ فرقہ نظامیہ کے بانی نے نہایت سچائی سے اہلِ قبلہ کی تکفیر کی تھی پر ہمارے زمانہ میں ملتِ کعبہ ہی اسلام اسکے سوا کچھ رہا ہی نہیں ہے۔

اہلِ قبلہ کے اسلام کے ارکان خمسہ میں ایک رکن بھی اسلام کا داخل نہیں کیا گیا تمام ارکان ملت کعبہ یعنی ملت حنیف کے ہیں۔ اللہ کے واحد ہونے کے رکن میں صرف اللہ الکعبہ ہی رکن اول ہے۔ ورنہ خود ہی خیال کرو کہ مسیحیوں کی بائبل کے انبیاء کے اللہ الرحمٰن کا کعبہ سے کیا علاقہ و رشتہ؟ اگرچہ تمام قرآن

ہیں بائبل کے اللہ وارحمٰن کا۔ اس کے کارہای عظیم کا۔ اس کے اسمای صفات کا بیان آیا ہے۔ اسی کی عزت و عبادت کے احکام و تاکیدات سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ کعبہ شریف کے جمیع معبودوں کی تکذیب سے متن قرآن لبریز ہے۔ مگر اہلِ قبلہ کے اسلام کی جملہ صورتوں میں عزت و عبادت اللہ الکعبہ کی ہوتی آئی ہے اور اسی پر اجماع چلا آیا ہے۔ یہی حال دوسرے ارکان کا ہے پس ایسی ایسی وجہوں سے ہم اہلِ قبلہ کے اسلام کی تحقیق پر مجبور ہوئے ہیں تحقیق سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ اہل قبلہ کا اسلام نہیں بلکہ یہ کفران اسلام ہے بلکہ یہ بالکل غیر اسلام ہے حقیقی اسلام قرآن محکم کے متن میں چھوڑا گیا ہے اور قصداً چھوڑا گیا ہے جسے ہم نے کتاب ہذا میں پیش کرنا عاشقان اسلام کے لئے ضروری سمجھا ہے۔

دین اسلام کی تحقیق میں ہمیں جو مشکلات درپیش آئیں اُنکی بابت اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ ہمارے روبرو اہلِ قبلہ کی جمیع روایات جو باہم متخالف و بے ترتیب ہیں موجود تھیں۔ مگر اُن کی کوئی تفسیر و تشریح بھی ایسی نہ تھی جو اُن روایات کے مرتب کرنے والی تھی۔ اہلِ قبلہ کے مفسرین نے اسلامی روایات کی تفسیر و تشریح میں اور بھی اختلاف و تضاد بڑھائے ہوئے تھے جسکی وجہ سے اسلام و غیر اسلام میں امتیاز کرنا سخت مشکل تھا

اہلِ قبلہ نے جو اسلامی روایات کی بابت پیچیدگیاں پیدا کی تھیں وہ تو بجای خود اُن روایات کو انسانی فہم و ادراک سے باہر کرنیوالی تھیں ہی مسیحی علما بھی اُنکی اُلجھنونکو بڑھاتے ہی رہے۔ اُنہوں نے اہلِ قبلہ کے مقابل جو کچھ اسلام کی تردید میں لکھا وہ بغیر اسلام سمجھنے کے لکھا۔ لہٰذا دین اسلام کی بابت جو ہمارا خیال تھا اُسے کہیں سے مدد نہ ملی۔ اگر ملی تو بہت کم ملی جسکی وجہ سے سالہاسال ہمیں اہلِ قبلہ کے منقولات کو پڑھنے اور سمجھنے میں خرچ کرنے پڑے اس کل محنت و مشقت کے نتائج اب تحقیق الاسلام میں مرتب ہیں۔

تحقیق الاسلام کی موجودہ صورت سے پیشتر ہم "الفرقان" کے عنوان سے دو حصے شائع کر چکے ہیں۔ پھر تحقیق الاسلام کے نام سے حصہ اول و دوم شائع کر چکے ہیں مضامین کی غیر موزون ترتیب کی وجہ سے ان سب کو طبع ہذا کیلئے دوبارہ ترتیب دینا پڑا۔ باقی غیر مطبوعہ تین حصص کی اُن کے ساتھ ہی نظرثانی کرنا پڑی جسکی وجہ سے کل کتاب کے شائع شدہ اور غیر مطبوعہ حصص کو پھر کے تین حصوں میں مرتب کیا گیا۔ طوالت و ضخامت کم کیگئی مزید نئے مضامین بھی بڑھائے گئے۔ غرضیکہ ہماری پیشتر از حال کی تمام تحریر کا آخری اور مستند مجموعہ تحقیق الاسلام کی طبع ثانی ہے جسکے مندرجہ ذیل حصے ہیں حصہ اول کا نام حقیقت الاسلام ہو۔ حصہ دوم کا نام اہل الاسلام ہو۔ حصہ سوم کا نام غیر الاسلام ہوگا۔ یہ بات کسی افتکار سے پوشیدہ نہیں کہ ہندوستان میں اہلِ قبلہ نے خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور آپکے مریدوں نے کہاں تک مسیحیت کی تحقیر و تکذیب و تکفیر کی ہو۔ تحریر ہذا کے پہلے دو حصے انہیں صاحبان کی کفرگوئی کا اور اُنکے پیجا بیجا مخالفت و مکاوتت کا سد باب کرنے کیلئے لکھے گئے ہیں مگر ہم نے دورانِ تحریر میں مشکل سے کسی مسیحیت کے مخالف کو مخاطب

کیا ہی۔ اِسکے سوا کتاب ہذا کے پہلے دو حصے حصہ سوم کے دین و عقائد کا جواب ہیں جسے اہلِ قبلہ حضرت محمد کی وفات کے دن سے آج کے دن تک مانتے آئے ہیں +

حصہ اول و دوم میں ثابت کیا گیا ہے کہ عرب میں دین اسلام کی تحریک حضرت محمد سے نہیں بلکہ عربی مسیحیوں سے شروع ہوئی۔ حضرت محمد نے اسلام اور ارکان اسلام بلکہ قرآن محکم تک مسیحیوں سے پایا۔ آپ مسیحیت یعنے اسلام کے داعظ و مبشر نذیر و رسول ہو کر صابیوں اور حنفیوں یعنے اہلِ مکہ اور اُسکی بستیوں میں گئے۔ آپ نے زندگی بھر انکو مسیحیت کی مسیحیوں کی۔ الله المسیحیت کی مسیحیوں کی بائبل کی مسیحیت کے پیشوا یسوع مسیح کی تائید و تصدیق کی سچائی اور صداقت کی ہی منادی کی۔ اہلِ مکہ اور انکی بستیوں کو ڈرایا۔ انکے دین و مذہب کی۔ انکے مذاہب و عقائد کی۔ انکے معبودوں اور کعبوں کی جو آپ نے خاطر کی وہ آپ کا ہی کام تھا۔ اسلام و مسیحیت کی صداقتوں کے بیان میں اور اہلِ قبلہ کے مذاہب کی تکذیب میں جو آپ نے دُکھ اُٹھائے وہ فراموش نہیں ہو سکتے۔ مدینہ میں جو آپ نے کام کیا وہ یقیناً نکی کام و خدمت کا تواتر تھا یہ آپ کی محنتوں کا نتیجہ تھا کہ اہلِ مکہ و مدینہ آپ کی وفات سے پیشتر قرآن محکم کی جملہ صداقتوں کا اقبال کر چکے تھے اگرچہ وہ دیر پرہ اپنی آبائی ملت کے ہی دلدادہ رہتے تھے +

حصہ سوم میں حضرت محمد کی وفات کے بعد کی صحابہ کی امت کی کارروائیوں کا بیان کیا گیا ہے۔ اُنکی قرآن و اسلام محمدی سے بیوفائیاں دکھائی گئی ہیں۔ آبائی ملت و مذہب کو قرآن و اسلام محمدی پر ترجیح و فضیلت دینا بیان کیا گیا۔ غرضیکہ صحابہ کی امت کے دنوں سے لیکر ہمارے زمانہ تک اہلِ قبلہ نے حنفیت کی ترقی و اشاعت میں جو کچھ کیا تھا اس کا لب لباب دیا گیا ہی جس سے ناظرین کرام قرآن و اسلام محمدی کے بیوفاؤں کے مذہب و عقائد سے خود ہی معلوم کر لینگے کہ حضرت محمد کی وفات کے بعد اسلام کے نام سے دنیا میں جو مذہب رواج پایا تھا وہ ہرگز اسلام محمدی نہ تھا بلکہ اسلام و قرآن محمدی کا دشمن تھا اور آج تک دشمن ہی۔

کتاب مذکور کی ضرورت کا زمانہ شاہد ہے۔ دین اسلام سے نہ صرف ہندو اور مسیحی بیخبر ہیں بلکہ جنکو اسلام و سلمانی کا دعویٰ ہی وہ بھی اُسکے محتاج ہیں۔ عیان اسلام اور مسیحیوں میں۔ مدعیان اسلام اور ہندو صاحبان میں بحث مباحثہ کی جنگ ہی۔ ہندو صاحبان مباحثہ کرتے وقت اہلِ قبلہ کے مذہب پر حملہ کرتے ہوئے غلطی سے مسیحیوں کے بزرگوں کی ہتک کر جاتے ہیں جنکے جواب میں اہلِ قبلہ خاموش ہو جاتے یا اس الزام کو مسیحیوں پر ڈالکر سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ انہیں دنوں کے مباحثوں میں ظاہر ہو چکا ہے مسیحیوں کے مقابل اہلِ قبلہ قرآن محکم کے مضامین کے مفسرین بنیا کرتے ہیں جیسا چاہتے ہیں اُس کے مضامین کے معنے کر کے مسیحیت کی تکذیب پر دلیر ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے حال میں تحقیق الاسلام جیسی کتاب کی سخت ضرورت تھی جو اہلِ قبلہ و ہندو صاحبان و مسیحیوں کو حقیقی اسلام و قرآن اور غیر حقیقی اسلام و قرآن کو صفائی سے حقیقت ظاہر کر دیوے +

طرزِ تحریر سادہ اور مؤدبانہ و محققانہ ہے کسی طرح سے بزرگوں اور واجب التعظیم ہستیوں کی سوء ادبی روا نہیں رکھی تحقیقِ حق کے نتائج پیش کرنے پر کفایت کی ہے بحث و تکرار سے پرہیز کیا گیا ہے۔ اگر اس پر بھی سہواً کہیں دل آزاری کی صورت باقی رہ گئی ہو تو ہمیں معذور سمجھنا چاہیے۔ فقط۔

پادری غلام مسیح ایڈیٹر نور افشاں

حقیقت الاسلام

دین اسلام کی حقیقت مسیحیت ہے تو بھی بظاہر اسلام و مسیحیت میں زمین و آسمان کا بُعد معلوم ہوتا ہے یہ بُعد و جدائی مروجہ اسلام ہے جو درحقیقت اسلام نہیں بلکہ غیر اسلام ہے گو اہلِ قبلہ کے جملہ مذاہب کا نام اسلام و مسلمانی ہی ہے پر وہ دراصل اسلام کی مخالفت و مکاذبت ہے اگر اہلِ قبلہ کے جملہ مذاہب کو جو اسلام کے نام سے مشہور چلے آرہے ہیں ایک طرف رکھکر دین اسلام کی حقیقت دریافت کی جائے تو وہ آج کے دن خالص مسیحیت ثابت ہو سکتا ہے۔

جب ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ دین اسلام کی حقیقت مسیحیت کے سوا نہیں ہے تو ہمیں یہ بات دیکھکر ضرور افسوس ہوتا ہے کہ صرف دنیا میں دین اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسکی ایک طرف تو دنیا بھر کے مسیحی تکذیب کر رہے ہیں اسے اپنا دشمن یقین کر رہے ہیں۔ دوسری طرف مدعیان اسلام جو اُسکی حقانیت کے معتقد ہیں اسے اپنے عقائد و عمل سے خارج کئے چلے آتے ہیں مسیحیت اور اس کے متعلقات کی اندھا دھند ایسی تکذیب و تکفیر کرتے آرہے ہیں کہ جسکی مثال ملنا دشوار ہے۔ گویا دنیا میں ایک دین اسلام ہی ایسا مذہب پایا جاتا ہے جسکی تکذیب و تحقیر خود اسی کے ماننے والے کرتے چلے آرہے ہیں۔ دنیا بھر کی مسیحی اقوام اسے اپنا دشمن سمجھتی آرہی ہیں۔ دنیا بھر کے اہلِ قبلہ اسے اپنے عقائد و عمل سے نہ صرف خارج کئے چلے آتے ہیں بلکہ وہ مسیحیت اور اس کے متعلقات کی تکذیب و تکفیر کرتے ہوئے اپنے مسلمہ دین اسلام کی تکذیب و تکفیر کئے جارہے ہیں۔ تو بھی یہ عجیب معاملہ ہے کہ ایسے حال میں دین اسلام کی عمر ساڑھے تیرہ سو سال کی ہو چکی ہے۔ گو دنیا بھر کے اہلِ قبلہ اور مسیحی اسکی حقیقت سے بے خبر چلے آئے ہیں تو بھی دین اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ اہلِ قبلہ کے مقبولات میں موجود رہا ہے اور اُنکی انتظاری کرتا رہا جو اُس کے متلاشی و عارف تھے ایک مدت تک غور و فکر کے بعد اس احقر العباد پر اسلام کی حقیقت کھلی جس کا بیان آنے والے اوراق میں موجود ہے۔

اہلِ قبلہ اپنے مقبولات میں دو مخالف و متضاد مذاہب کے عقائد و رسوم لائے ہیں جن میں سے ہر ایک مذہب اپنے آپ میں اپنی صداقت کا نہ صرف مدعی ہے بلکہ دوسرے مذاہب کا۔ اس کے عقائد و مسلمات کا سخت مکذب و مبطل ہے۔ اِن مذاہب میں سے ایک کا نام دین اسلام ہے اور دوسرے کا نام ملت ابراہیم یا ملتِ حنیف۔ یا حنفیت یا صابیت یا تحنف یا دین الفطرۃ وغیرہ ہیں۔ اسی کو ملت کعبہ

بھی کہا گیا ہے۔ ایک دین یعنے دین اسلام وہ ہے جو کم از کم حضرت نوح و ابراہیم و اسحٰق اور اس کی نسل میں ہوتا ہوا عربی مسیحیوں کی معرفت حضرت محمد تک پہنچا تھا۔ دوسرا دین حنیف حضرت محمد کے آبا و اجداد کا دین تھا جسکی بابت اعتقاد تھا کہ حضرت ابراہیم عبرانی کا دین تھا۔ مگر اس دین کا تواتر نہ تو حضرت اسمٰعیل کی نسل میں دکھایا گیا ہے نہ اس اعتقاد کی صحت کا کوئی تاریخی ثبوت ہی دیا گیا ہے۔ البتہ ملت حنیف کی بابت اس قدر ثابت ہو کہ یہ دین عرب کے جمیع بت پرستوں میں حضرت محمد کے زمانہ میں مقبول تھا۔ عرب کے جملہ غیر یہودی و غیر مسیحی قبائل ملت حنیف کو ہی مانتے تھے چونکہ اہلِ قبلہ کے جملہ مذاہب کے جملہ مقبولات میں انہیں دو دشمن مذاہب کے مقبولات کسی نہ کسی طرح سے خلط ملط ہو چکے ہیں اسی وجہ سے اہل قبلہ کے جملہ مقبولات میں تخالف و تضاد کی کچھ حد نہیں ہے نہ وہ کسی کی سمجھ میں آ سکتے ہیں

اہلِ قبلہ کے مقبولات میں قرآن شریف حدیث شریف۔ اجماع و قیاس داخل ہیں۔ تفسیر القرآن۔ عقاید نامے۔ تاریخ الاسلام شامل ہیں۔ ان تمام میں دین اسلام اور ملت حنیف کا تخالف و تضاد موجود ہو۔ جو تخالف و تضاد اہلِ قبلہ کے مقبولات میں ہو۔ اسی کا اظہار اہل قبلہ کی مختلف ملتوں میں نمودار ہوا ہو۔ اہلِ قبلہ کے مقبولات میں نہ تو کوئی خالص اسلامی تحریر مل سکتی ہے نہ انکی ملتوں میں کوئی ملت ہی اسلامی ملت ہے۔ جملہ ملتوں میں الفاظ اسلام و مسلمان کے سوا اسلام کا تو کچھ مانا نہیں جاتا۔ جو کچھ مانا گیا ہو وہ سب کا سب ملت حنیف کا جزو ہے۔

ہم حقیقت الاسلام و اہل الاسلام میں دین اسلام کی مسیحی صداقتوں کا مسلمہ و مصدقہ صورت میں ذکر کرینگے اور ملتِ حنیف اور اس کے عقائد و مقبولات کی تکذیب و تحقیر کے نمونے پیش کرینگے۔ ہمارا یہ بیان زیادہ تر قرآن محکم پر تاریخ الاسلام کی درست روایات پر۔ درست تفسیر القرآن والحدیث پر مبنی ہوگا۔ ملت حنیف کا بیان حصہ سوم میں کیا گیا ہے

دین اسلام یا صرف اسلام کے لغوی معنے فرمانبرداری کے ہیں۔ شرع میں اسکے معنے صرف خدا کی فرمانبرداری کے لئے گئے ہیں جیسے دوسرے لفظوں میں تسلیم مطلق کہہ سکتے ہیں۔ اس اعتبار سے اسلام نہایت موزوں طور سے خدا کی بادشاہت کا ہممعنا آیا ہے جیسا کہ ان الدین عند اللہ الاسلام کی آیت سے ظاہر ہے یعنے تحقیق اللہ کے نزدیک دین اسکی فرمانبرداری ہی ہے۔ اہلِ قبلہ کے جملہ مقبولات میں اسلام کے یہی معنے مقبول و مروج چلے آئے ہیں۔

مگر اللہ کی فرمانبرداری ہی سوچنے اور سمجھنے کی بات تھی جس پر مسیحی محققین و اہل قبلہ کے علمای کرام نے کم توجہ کی۔ اللہ کی فرمانبرداری بغیر اللہ کے فرمانوں کو جانتے اور مانتے اور ان پر عمل کرنے کے ہر فرد بشر کے لئے محال تھی۔ اللہ بھی اسلام میں وہی مانا گیا جو اپنے فرمانوں اور شرعوں کا دینے والا تھا۔ دوسرے اللہ کی الوہیت کا بھی اسلام نے اعتراف نہ کیا۔ لہٰذا قرآن محکم کی عربی میں حضرت محمد کو نہ صرف اسلام کا ہی بیان کرنا پڑا۔ بلکہ دین اسلام کے ارکانوں کا بھی بیان کرنا پڑا۔ جو کچھ آپ اور نہ کورہ کی بابت دنیا میں سنا گئے تھے اس میں سے ہمیں بھی اہلِ بصیرت کی آگاہی کے لئے بیان کرنا پڑا چنانچہ اس حصہ میں ہم نے حضرت محمد کے زمانہ سے پیشتر کے عربی مسلموں یعنے مسیحیوں کا۔ انکی خداپرستی اور

دینداری کا حضرت محمد کے ہمزبان مسیحیوں کے فضائل و حق پرستی کا۔ انکی معرفت حضرت محمد کے مسیحی ہونے کا۔ اسلام کے یا مسیحیت کے ارکان و عقائد کا خصوصاً بائبل مقدس کے اعلیٰ فضائل کا ایسا بیان کیا ہے جو اس بات کو ظاہر و ثابت کر دیتا ہے کہ اسلام مسیحیت کا عین مذہب عقائد و اخلاق مسیحیت کا عین ثابت ہوسکتا ہے صرف اسلام مسیحیت کا عین ہی نہیں بلکہ اللہ الاسلام المسیحیت بھی ہے اسلام کے انبیاء مسیحیت کے انبیاء ہیں اسلام کے مسلم مسیحیت کے مسیحی ہیں۔ اسلام کی بائبل مسیحیت کی بائبل ہے۔ اسلام کا قرآن محکم مسیحیت کی تائید و تصدیق کی کتاب ہے اسلام کا حضرت محمد مسیحیت کا بشر و رسول ہے غرضیکہ اسلام و قرآن محکم کا جو کچھ ہے وہ مسیحیت کا ہے اور جو کچھ مسیحیت کا ہے وہ سب کچھ اسلام کا ہے۔ اسلام و مسیحیت کی مغائرت اگر کسی مذہب سے ہے تو وہ ملت حنیف ہے۔ اسلام کو ہرگز مسیحیت سے کسی معانی کی مغائرت نہیں ہے۔

یہ وہ حقائق ہیں جنکے ثبوت ہمنے رسالہ ہذا میں پیش کئے ہیں بغیر بحث و تکرار کے ہم صرف واقعات و روایات کے مرتب کرنے پر کفایت کرتے رہے ہیں طوالت و ضخامت کا خیال کسی زیر بحث مسئلہ پر اسکی تشریح کا بھی مانع رہا ہے پر تو بھی ہم اس قدر مزید کوشش کرتے رہے ہیں کہ ہمارا مطلب ناظرین کرام اچھی طرح سمجھ لیں۔

حقیقت الاسلام و اہل الاسلام کے بیان کو روبرو رکھتے ہوئے ہمیں اس بات کا اعلان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اہل قبلہ کے چار مقبولات کم از کم دو حضرت محمد کے ناموں سے منسوب ہیں۔ ایک حضرت محمد اسلامی ہے وہ واعظ اسلام و مسیحیت ہے آپ کا قرآن قرآن محکم ہے۔ آپ ایک مسیحی خاتون حضرت خدیجہ کے شوہر تھے۔ آپکے والدین کا نام عبد اللہ و آمنہ تھا۔ آپ بھی مشری رسول تھے۔ آپ کی کوششوں سے اہل مختلف دین اسلام و مسیحیت کی حقانیت کے اقراری ہوئے تھے۔ پس ہر ایک مسیحی اس واعظ اسلام و المسیحیت کی عزت کرے۔ قرآن محکم کی تعظیم کرے۔ یہی وہ باتیں ہیں جو اہل قبلہ تک پہنچنے کے لئے ہمارا رستہ بناتی ہیں۔ دوسرے حضرت محمد حنیفت کے نبی رسول ہیں جنہوں نے قرآن متشابہ کے ساتھ حنیفت کی حقیقت کے عقائد و رسوم کی تائید و تصدیق کرکے یہودیت و مسیحیت کی یکساں تکفیر کی ہے۔ ہمیں حنیفت کے نبی رسول کی نبوت و رسالت سے کچھ سروکار نہیں۔ اسے اہل قبلہ کے فیصلہ کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ پس ہم اہل قبلہ کی جملہ ملتوں تک پہنچنے کے لئے واعظ اسلام حضرت محمد کی مسیحی رسالت ماننے کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ ایسے ہی قرآن محکم کی سچائی کا اقرار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ہمیں مجبور کرنے والی وہ صداقت ہے جو ہم اس کتاب کے پہلے دو حصوں میں بیان کرتے ہیں۔ حصہ سوم قرآن متشابہ کے بیان کا جامع ہوگا۔

آخر میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ المسیحیت و الاسلام اس کتاب کے وسیلے سے برادران اسلام کو دین اسلام کی صداقت سے منور فرمائے۔ انہیں غیر اسلام کی غلامی سے جو ملت حنیف ہے خلاصی بخشے۔ انکو شہنشاہ اسلام کی جسے یسوع مسیح کہتے ہیں پوری پہچان و فرمانبرداری عطا فرمائے تاکہ بنی اسحٰق و بنی اسمٰعیل ایک ساتھ بود و باش کریں۔ آمین۔ فقط۔

احقر العباد بندہ غلام مسیح ایڈیٹر نور افشاں

حقیقت الاسلام کے مضامین کی فہرست

تحقیق الاسلام ـ حقیقت الاسلام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی فصل

عرب میں یہودیت و مسیحیت کا اقتدار

وہ شخص جو دینِ اسلام کی تحقیق کرنا چاہتا ہے اُسے سب سے پہلے عربی یہودیت و مسیحیت کے حالات تلاش کرنا لازمی امر ہے۔ کیونکہ قرآن عربی یہودیت و مسیحیت سے نہایت قریبی تعلقات ظاہر کرتا ہے۔ اگر عرب میں حضرت محمد کی حیات میں یہ دونوں مذہب پائے نہ جاتے تو اُن کے ذکر اذکار قرآن میں آنے محال تھے۔ اِس وجہ سے دینِ اسلام کی حقیقت و اصلیت کے سمجھنے کے لئے ہمیں عربی یہودیت و مسیحیت کی مختصر کیفیت یہاں بیان کرنا ضروری ہے۔

جاننا چاہئیے کہ عربی یہود و مسیحیوں کے جو حالات ہم تک ہیں وہ کسی عربی یہودی یا مسیحی کے تحریر کردہ نہیں ہیں نہ اُن کی تحریرات ہم تک پہنچ سکتی تھیں۔ کیونکہ اُن کی ہستی تو حضرت محمد کی وفات کے بعد ہی مٹا دی گئی تھی۔ عربی یہودیوں اور مسیحیوں کے جو حالات ہمارے زمانہ تک پہنچے ہیں وہ صرف ان بزرگوں کی معرفت پہنچے ہیں جن کو اسلام و مسلمانی کا دعویٰ تھا ہم اُن بزرگوں کے شکرگذار ہیں جنہوں نے عربی یہودیوں اور مسیحیوں کے کچھ حالات حوالۂ قلم کر کے پیچھے چھوڑ دیئے تاکہ بعد کی پشتوں کے لئے رہنمائی کا کام کریں۔ ذیل میں ہم اُن کے مختصر حالات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں

۱۔ **عرب میں یہودی مذہب اور اُس کا غلبہ**۔ قرآن شریف اور دیگر کتب سے یہ بات صفائی سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ عرب میں حضرت محمد کی پیدائش سے پیشتر سے یہودی قوم کا ایک گروہ آباد تھا۔ مدینہ اور اُس کے گرد و نواح میں اس گروہ کا زبردست اثر و تسلط تھا۔ اُن کی عرب میں ایک زبردست ریاست تھی۔ وہ ریاست ایسی زبردست تھی کہ مکی ریاست کے بھگوڑوں کو پناہ دے سکتی تھی۔ یہ تمام باتیں سرسید مرحوم کے بیان ذیل سے بھی ثابت ہوسکتی ہے۔ سرسید فرماتے ہیں۔

یہودی مذہب کو شام کے یہودیوں نے عرب کے ملک میں شائع کیا تھا جو اس مُلک میں جا کر آباد ہوئے تھے۔ بعض مصنف ناواجب جرأت کر کے یہ رائے دیتے ہیں کہ ایک قوم بنی اسرائیل کی اپنے حضرت

سے علیحدہ ہو کر ملک عرب میں جا بسی تھی۔ اور وہاں اکثر قوموں کو اپنا مذہب تلقین کیا۔ مگر یہ رائے صحت سے بالکل معرّا ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہودی مذہب عرب (میں) اُن یہودیوں کے ساتھ آیا تھا جو چھبیسویں صدی ونبوی میں یا پانچویں صدی قبل حضرت مسیح بخت نصر کے ظلم سے جو اُن کے ملک اور قوم کی تخریب کے درپے ہوا تھا بھاگ گئے تھے اور شمالی عرب میں بمقام خیبر آباد ہوئے تھے ؛

تھوڑے عرصہ بعد جبکہ اُن کی مضطرب حالت نے کسی قدر سکون اور قرار پکڑا اُنہوں اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کیا اور قبیلہ کنانہ اور حارث ابن کعب اور کندہ کے بعض لوگوں کو اپنے مذہب میں لائے ؛

جبکہ سنہ ۱۲۶۵ ونبوی میں سنہ ۳۵۴ قبل حضرت مسیح کے یمن کے بادشاہ ذونواس حمیری نے مذہب یہود اختیار کیا تب اُس نے اور لوگوں کو بھی بالجبر اس مذہب میں داخل کر کے اُس کو بہت ترقی دی۔ اُس زمانہ میں یہودیوں کو عرب میں بڑا اقتدار حاصل تھا اور اکثر شہر اور قلعے اُن کے قبضہ میں تھے۔ خطبات احمدیہ صفحہ ۱۳۱ و ۲۴۲ ؛

جس وقت حضرت محمد مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے پر تھے۔ اُس وقت اس کا قرب وجوار یہودی قوم کے سرداروں پر منقسم تھا اور اُن کا ایسا کثیر و وسیع اثر تھا کہ کفار مکہ بھی بغیر ان سے صلح و مصالحت کا عہد رکھنے کے گذارہ نہ کرتے تھے۔ یہ بات آسانی سے اُن جنگوں سے ثابت ہو سکتی ہے جو مدینہ میں درپیش آئے تھے۔ مدینہ اور اُس کے گردونواح میں ذیل کے یہودی قبائل حکومت میں اعلیٰ حصہ رکھتے تھے۔ بنی عوف۔ بنی نجار۔ بنی حارث۔ بنی جسم بنی غالب۔ بنی اوس۔ بنی نضیر۔ بنی قریظہ۔ بنی قینقاع۔ بنی کنانہ۔ اہل تہامہ۔ غطفان۔ اہلِ نجد۔ دیکھو تفسیر القرآن بالقرآن مصنفہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صفحہ ۹۹ و ۔ ۳۰۱ تک۔ اِن اوراق میں مدینہ کے یہود کے قبائل مذکور کی اور ان سے عہد و پیمان اور بعد کو جنگ و جدل کی مفصل کیفیت ملیگی اور یہ سب اس کیفیت پر اضافہ ہے جو سر سید نے بیان فرمائی تھی۔ اس اختصار کو پیش کرنے کا مقصد اس بات کو دکھانا ہے کہ مدینہ ہجرت کے وقت یہودی حکومت کا گویا دار الخلافہ بنا ہوا تھا اور غیر یہود عرب اُس کے گردونواح آزادگی نہ رکھتے تھے ؛

اس کے سوا تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ انصار کے نام سے مشہور تھے جو حضرت محمد کو مدینہ میں امن دینے کا وعدہ کر کے بر وقت ہجرت آپ کو مدینہ لے گئے تھے وہ بھی یہودیوں کے سوا نہ تھے۔ اُن کا مختصر قصہ یہ ہے

سنہ ۶۲۰ء میں عین اُس وقت جبکہ عرب کے بُت پرستوں کے لئے کعبہ کے لئے سالانہ حج کا موقع تھا آنحضرت نے چند مسافروں کو دیکھا اور اُن سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ حزرجی ہیں اور مدینہ میں ہمارے درمیان باہمی حسد و کینہ کی آگ مشتعل ہے۔ شاید ہمارے لوگوں کو تیرے وسیلہ سے خدا ملا دے۔ جس ایمان کے ہم خود معتقد ہیں اُس کی طرف ہم اُن کو مدعو کرینگے اور اگر خدا اُن کو تیری طرف کر دے اور وہ تجھ پر ایمان لے آویں تو خدا تو سب پر غالب ہوگا۔ پھر آپ نے اِن سے ایک اور سوال

کیا جس کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ ہم یہودیوں سے رابطہ اتحاد رکھتے ہیں اور ہماری اُن سے دوستی ہے اس پر آنحضرت نے اسلام کی تعلیم پیش کی اور قرآن کے چند مقامات اُن کو پڑھ کر سنائے۔ ۔ ۔ انہوں نے عرض کی کہ ہم مدینہ کو جاویں اور لوگوں کو اسلام کی طرف مدعو کریں اور اگر خدا اُن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرے اور وہ ایمان لاویں تو اگلے سال حج کے موقع پر جو کچھ نتیجہ ہوگا عرض کرینگے۔ جلال الدین سیوطی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نومریدوں کو سورہ یوسف سنائی تھی۔ ۔ ۔ دوسرے سال جب پھر حج کا وقت آیا تو مدینہ کے حاجیوں میں بارہ انصار تھے۔ انہوں نے بھی آنحضرت سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آنحضرت کی تعلیم کو ماننے اور فرمانبرداری کے باب میں اُنہوں نے قسمیہ اقرار کیا کہ ہم سوا واحد خدا کے اور کسی کی عبادت نہ کرینگے۔ چوری زناکاری اور بچہ کشی سے دست بردار رہینگے۔ ہر حالت میں بدگوئی و اتہام سے پرہیز کرینگے اور کسی نیک کام میں رسول خدا کے نافرمانبردار نہ ہونگے۔ اس عہد کو عقبیٰ کا عہد اول کہتے ہیں۔ کشف القرآن صفحہ ۷۰ ؎

ہم نے دکھایا کہ مکہ میں حضرت محمد سے عہد و پیمان کیا گیا اور ہم نے کہا کہ یہ انصار یہودی ملت رکھتے تھے۔ اس کی بابت سرسید آیت یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُ الۡکَافِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کی ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت انصار کے لئے آئی تھی جو حلیف یعنے دینی بھائی بنی قریظہ کے تھے۔ جب اُنہوں نے پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کریں تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر یہ کہ قَالَ الۡاِمَامُ الرَّازِیُّ فِیۡ تَفۡسِیۡرِ الۡکَبِیۡرِ وَالسَّبَبُ فِیۡہِ اَنَّ الۡاَنۡصَارَ بِالۡمَدِیۡنَةِ کَانَ لَھُمۡ فِیۡ بَنِیۡ قُرَیۡظَةَ رَضَاعٌ وَحَلۡفٌ وَمَوَدَّةٌ فَقَالُوۡا لِرَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ نَتَوَلّٰی فَقَالَ الۡمُھَاجِرُوۡنَ ھٰذِہِ الۡاٰیَةُ۔ یعنے کہا امام رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اور سبب یہ ہے کہ انصار مدینہ کو بنی قریظہ کے ساتھ ہمشیرگی اور دینی بھائی ہونا تھا اور دوستی ان کے ساتھ تھی تو اُنہوں نے آپ عرض کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ اب ہم کس کو دوست کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مہاجرین کو۔ تو نازل ہوئی یہ آیت۔ دیکھو احکام طعام اہل الکتاب صفحہ ۵۰ ؎

یہی نتیجہ انصار کی بابت سنن ابی داؤد سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں ایک حدیث یوں آئی ہے ابن عباس سے روایت ہے کہ انصار کا ایک قبیلہ تھا جو بت پرستی کرتا تھا۔ اُن کے ساتھ یہود کا بھی ایک قبیلہ تھا جو اہل کتاب تھے اور یہ انصار ان یہودیوں کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے علم کے لحاظ سے انصار بہت سی باتوں میں یہود کی پیروی کیا کرتے تھے ؎

پھر ابن عباس سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ جس عورت کی اولاد نہ جیتی تھی وہ مَنّت مانتی تھی کہ اگر میرا بچہ جیویگا تو میں اُس کو یہودی کر دا دونگی۔ پس جب بنی نضیر یہودی جلاوطن ہونے لگے تو اُن میں انصار کے

رہ کے بھی موجود تھے۔ انصار بولے کہ ہم اپنے لڑکوں کو نہ چھوڑینگے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں۔ از ینابیع الاسلام ؀

مدینہ میں یہودی مذہب اور یہودیوں کے اثر کی یہ امثال کافی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہودی ریاست کی عربی رعایا نے خدا پرستی کی بابت یہودیت سے ضرور اس قدر سیکھا کہ اُن کی ملت حنیف کی باطل پرستی میں بہت اصلاح ہوگئی تھی۔ بلکہ عرب لوگ یہودی ملت کے معتقد ہو گئے تھے۔ مگر عرب میں یہودیوں اور مسیحیوں کے باہمی رشتے خوشگوار نہ تھے۔ یہودیوں کے مسیحیوں پر جو مظالم عرب میں ہوئے اُن کی قرآن سے ایک مثال دی جاتی ہے لکھا ہے۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ط قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ط وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ط اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ط

قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور اُس دن کی جس کا وعدہ ہے اور وہ حاضر ہونے والے کی جس پاس حاضر ہو دیں مارے جاویں کھائیاں کھودنے والے آگ بھری ایندھن سے جب وہ اُس پر بیٹھے اور جو کچھ وہ کرتے مسلمانوں سے سامنے دیکھتے اور اُن سے بدلہ نہ لیتے تھے مگر اُسی کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر جو زبردست ہے خوبیوں سراہا جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔ جو دین سے بچلانے لگے ایمان والے مردوں کو اور توبہ نہ کی تو اُن کو عذاب ہے دوزخ کا اور اُن کو عذاب ہے آگ لگی کا جو لوگ یقین لائے اور کیں اُنہوں نے بھلائیاں اُن کو باغ ہیں بہتی ہیں نیچے نہریں۔ یہ بڑی مراد ہے ملنی۔ سورہ بروج ؀

موضح القرآن میں آیا ہے۔ ایک بادشاہ کا لیپالک بیٹا تھا۔ بادشاہ اُس کو بھیجتا ساحر پاس کہ سحر سیکھے وہ بیٹھا ایک راہب پاس جانے لگا کہ انجیل سیکھے۔ اللہ نے اُس کو کمال دیا کہ شیر اور سانپ اُس کا کہا مانتے۔ اور کوڑھی اُس کے چھونے سے چنگے ہوتے اور اُس کے ہاتھ سے بہت خلق اللہ پر اور حضرت عیسیٰ پر ایمان لائی۔ بادشاہ بت پرست یہ بات سنکر اس لیپالک کو مار ڈالا۔ پھر شہر میں ہر محلے کے آگے کھائی کھدوائی۔ اُسے آگ سے بھرا محلے میں سے مرد اور عورتیں پکڑ منگاتا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اُسے آگ میں ڈالتا۔ ہزاروں آدمی شہید کئے۔ جب اللہ کا غضب آیا وہی آگ پھیل پڑی۔ بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیئے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں آئی ہے۔

مسلم میں صہیبؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تم سے آگے ایک بادشاہ تھا اور اُس کا

ایک جادوگر تھا سو جب وہ بوڑھا ہو گیا اور اُس نے بادشاہ سے کہا کہ میں بڈھا ہو گیا ہوں سو میرے پاس ایک لڑکا بھیج کہ اُسکو میں جادو سکھلاؤں۔ سو بادشاہ نے اُس کے پاس ایک لڑکا بھیجا کہ اُسکو وہ جادو سکھلاتا تھا تو اس لڑکے کی آمد و رفت کی راہ میں حضرت عیسٰی کے دین کا ایک درویش تھا جس کی طرف ہو کر نکلتا اور اُس کے پاس بیٹھتا پھر جب جادوگر پاس جاتا تو جادوگر اُس کو مارتا سو لڑکے نے جادوگر کے مارنے کا درویش کے پاس گلہ کیا تو درویش نے کہا کہ جب تو جادوگر سے خوف کھاوے تو کہا کر کہ میرے گھر والوں نے مجھے روکا تھا اور جب تو اپنے گھر والوں سے ڈرے تو کہا کر کہ جادوگر نے مجھ کو روکا۔ سو اسی حال میں وہ رہا کرتا تھا۔

کہ ناگاہ وہ ایک قدآور جانور پر گذرا کہ اُس نے لوگوں کو آمد و رفت سے روکا تھا۔ سو لڑکے نے کہا آج میں دریافت کرتا ہوں کہ جادوگر افضل ہے۔ سو اُس نے ایک پتھر لیا اور کہا الٰہی اگر درویش کا طریقہ تیرے نزدیک پسندیدہ ہو جادوگر کے طریقہ سے تو اس جانور کو قتل کر تا کہ لوگ چلیں پھریں۔ پھر اُس کو مارا سو اُس کو قتل کیا اور لوگ چلنے پھرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا درویش پاس آیا اور اُس کو یہ حال بتلایا تو درویش نے اُس سے کہا کہ اے بیٹا تو مجھ سے افضل ہے مقرر تیرا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ مجھ کو نظر پڑا اور مقرر عنقریب تو آزمایا جائیگا سو اگر تو آزمایا جاوے تو مجھ کو نہ بتلائیو۔ اور اس لڑکے کا یہ حال تھا کہ اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرتا تھا اور لوگوں کے علاج کرتا تھا ہر قسم کی بیماری سے تو یہ حال بادشاہ کے ایک مصاحب نے سُنا وہ اندھا ہو گیا تھا تو اُس کے پاس بہت سے تحفے لایا اور کہا کہ جو مال کہ یہاں ہے وہ سب تیرے واسطے ہے اگر تو مجھ کو چنگا کر دیوے لڑکے نے کہا کہ میں کسیکو چنگا نہیں کرتا چنگا کرنا تو خدا ہی کا کام ہے۔ سو اگر تو خدا کا ایمان لاوے تو میں خدا سے دعا کروں تو وہ تجھ کو چنگا کر دیگا۔ سو وہ مصاحب خدا کا ایمان لایا تو خدا نے اُسے چنگا کر دیا۔ پھر وہ مصاحب بادشاہ پاس گیا اور اُس کے پاس بیٹھا جیسا کہ بیٹھا کرتا تھا۔ تو اُس سے بادشاہ نے کہا کہ کس نے تیری آنکھ روشن کر دی۔ مصاحب نے جواب دیا کہ میرے مالک نے۔ بادشاہ نے کہا کہ میرے سوا بھی تیرا کوئی مالک ہے۔ مصاحب نے کہا کہ میرا مالک اور تیرا مالک خدا ہے۔ سو بادشاہ نے اُس کو پکڑا سو ہمیشہ اس کو مارا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اُس نے لڑکے کو بتلا دیا سو وہ لڑکا بلایا گیا تو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ اے بیٹا تیرے جادو کا یہ مرتبہ پہنچا کہ تو اندھے اور کوڑھی کو چنگا کرنے لگا اور تو ایسا کرتا ہے اور ویسا کرتا ہے۔

حضرت نے فرمایا تو اُس لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو چنگا نہیں کرتا۔ چنگا تو خدا ہی کرتا ہے سو بادشاہ نے اُس لڑکے کو پکڑا اور ہمیشہ اُس کو مارا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے درویش کو بتلا دیا۔ سو وہ درویش پکڑا آیا اور اُس سے کہا کہ تو پلٹ اپنے دین سے سو اُس نے انکار کی۔ سو بادشاہ نے ایک آرہ منگایا اور درویش کی چاند پر رکھا اور اُس کو چیر ڈالا یہاں تک کہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر وہ لڑکا بلایا گیا تو اُس سے کہا کہ

اپنے دین سے پلٹ جا سو اُس نے نہ مانا سو بادشاہ نے اُس کو اپنے چند مصاحبوں کو دیا اور کہا کہ اس کو فلانے فلانے پہاڑ کی طرف لیجاؤ اور اس کو پہاڑ پر چڑھاؤ پھر جب پہاڑ کی چوٹی پر تم پہنچو سو اگر یہ لڑکا اپنے دین سے پھر جاوے تو بہتر ہے اور نہیں تو اس کو جھکیل دو سو وہ اُس کو لے گئے اور پہاڑ پر اس کو چڑھایا تو لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ان کے شر سے بچا جس طرح کہ تو چاہے سو پہاڑ نے اُن کو خوب ہلایا اور وہ لوگ گر پڑے اور وہ لڑکا بادشاہ پاس چلا آیا سو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ کیا حال ہوا تیرے ساتھیوں کا۔ اُس نے کہا کہ خدا نے مجھ کو اُن کے شر سے بچایا۔

سو بادشاہ نے اُسکو پھر اپنے چند مصاحبوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو لیجاؤ اور اس کو ناؤ پر چڑھاؤ اور اس کو دریا کے اندر لیجاؤ سو اگر یہ اپنے دین سے پھر جاوے تو خوب ہے اور نہیں تو اس کو دریا میں ڈال دو۔ سو وہ لوگ اُس کو لے گئے۔ سو لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھ کو ان کے شر سے بچا جس طرح کہ تو چاہے سو اُن کو لیکر ناؤ اوندھی ہو گئی تو وہ لوگ ڈوب گئے اور وہ لڑکا بادشاہ پاس چلا آیا۔ تو بادشاہ نے اُس سے کہا کہ تیرے ساتھیوں کا کیا حال ہوا۔ اُس نے کہا کہ خدا نے مجھ کو اُن کے شر سے بچایا۔

پھر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ تو مجھ کو نہ مار سکیگا یہاں تک تو وہ کام کرے جو میں تجھ کو بتاؤں۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا چیز ہے اُس نے کہا کہ تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر اور ایک کھنبے پر مجھ کو سولی دے پکڑ میرے ترکش سے ایک تیر لے پھر تیر کو کمان کے اندر رکھ پھر کہہ کہ خدا کے نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہے مارتا ہوں۔ پھر مجھ کو تیر مار سو اگر تو یہ کام کریگا تو مجھ کو قتل کر سکیگا۔

سو بادشاہ نے سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس لڑکے کو ایک کھنبے پر سولی دی۔ پھر اُس نے اُس کے ترکش سے تیر لیا پھر تیر کو کمان کے اندر رکھا پھر کہا کہ خدا کے نام سے جو اس لڑکے کا مالک ہے میں مارتا ہوں پھر اس کو تیر مارا سو اُس کی کنپٹی پر تیر لگا یا سو لڑکے نے اپنا ہاتھ اپنی کنپٹی پر تیر کے مقام پر رکھے سو مر گیا۔ تو لوگوں نے کہ ہم لڑکے کے مالک کا ایمان لائے ہم لڑکے کے مالک رب کا ایمان لائے ہم لڑکے کے مالک کا ایمان لائے پھر خواب میں بادشاہ سے کسی نے کہا کہ تو نے دیکھا جس کا تجھ کو ڈر تھا خدا کی قسم مقرر تجھ پر تیرا یہ ہیز اور تیرا ڈر گر پڑا البتہ لوگ تو ایمان لا چکے۔ سو بادشاہ نے خندق کھودنے کا راہوں کے ناکوں پر حکم دیا۔ سو خندق کھودی گئی، اور اُس نے اُس کے اندر خوب آگ بھڑکائی اور کہا کہ جو شخص اپنے دین سے نہ پھرے سو اُس کو خندق میں دھکیل دو۔ یا کہ یوں کہا جاوے کہ اُس میں گر پڑ سو لوگوں نے ویسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ ایک عورت آئی۔ اور اُس کے ساتھ اُس کا ایک لڑکا تھا سو وہ عورت پیچھے ہٹی تا کہ خندق میں نہ گرے تو لڑکے نے اُس سے کہا اے ماں تو صبر کر اس واسطے کہ تو حق دین پر ہے۔ مشارق الانوار حدیث ۱۷۱۲ +

تحریف القرآن کے مصنف نے ایک بیان تفسیر معالم سے نقل کیا ہے جو قصہ مذکور کی حقیقت کو تاریخی رنگ دیتا ہے اور وہ بیان یوں آیا ہے۔

"کہ جب ملک عرب میں نجران کے لوگ نصاریٰ ہو گئے۔ . . تو یہودی بادشاہ ذو نواس اُن سے ایسا ناراض ہُوا کہ اُس نے اور اُن کے نوکروں نے کھائیاں کھدوائیں اور اُن میں آگ روشن کی۔ اور اُن میں ۱۲ ہزار عیسائیوں نجران کو جلا کر مار ڈالا۔ فقط اس لئے کہ وہ خدا پر موافق دین عیسوی کے ایمان لائے تھے اور انہوں نے دین عیسوی سے انکار نہ کیا تھا اور یہودی نہ بنے تھے۔ یہ حادثہ ملک عرب میں ستر برس پہلے پیدائش محمد صاحب کے واقع ہُوا تھا۔"

۲۔ عرب میں مسیحیت کا غلبہ اور اقتدار۔ عرب میں حضرت محمد کی پیدائش سے پیشتر سے صرف یہودیت ہی موجود نہ تھی بلکہ مسیحیت کا یہودیت سے بھی زیادہ اقتدار تھا۔ قرآن وغیرہ دینی کتب مسیحیوں کے حالات سے پُر ہیں۔ اُن کے حالات عجیب وغریب تھے کہ وہ قرآن شریف میں مقبولہ صورت رکھتے ہیں۔ اس کے سوا سر سیّد مرحوم نے اپنے خطبات میں عربی مسیحیوں کی حسب ذیل کیفیت بیان فرمائی ہے:۔

سر سیّد نے مسیحیوں کے عرب میں آنے کی بابت اپنی جدید تحقیقات کے نتائج قلمبند فرمائے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ یہ بات محقق ہے کہ عیسوی مذہب نے تیسری صدی عیسوی میں ملک عرب میں دخل پایا تھا۔ . . اور وہ لوگ ترک وطن پر مجبور ہوئے تھے تاکہ اور کسی جگہ جا کر پناہ لیں۔ . . اول مقام جہاں کہ یہ بھاگے ہوئے آباد ہوئے تھے نجران تھا اور اُس سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کے معتدبہ لوگوں نے عیسوی مذہب قبول کر لیا تھا۔ خطبات احمدیہ صفحہ ۲۴۱-۲۴۳۔

سر سید نے اہل نجران کے مسیحی ہونے کی کیفیت کو قلم انداز فرمایا تھا۔ پر ہم اُسے مولانا مولوی نجم الدین سیوہاری کی کتاب رسوم جاہلیت سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے:۔

اہل نجران ایک لمبے درخت کو پوجتے تھے جس کے پاس ہر سال ایک میلہ لگتا تھا اور عید منائی جاتی تھی جب وہ عید آتی تھی تو اُس درخت پر عمدہ عمدہ کپڑے اور عورتوں کے زیور لٹکاتے تھے پھر وہاں جمع ہو کر اُسے پوجتے تھے اس درخت کی پوجا موقوف ہونے کا سبب یہ ہُوا کہ اس درخت کو ایک عیسائی نے خرید لیا تھا جس کا نام فیمون تھا۔ یہ شخص نجران کے شرفا میں سے تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا۔ بڑا عابد زاہد اور صاحب کشف وکرامات تھا۔ رات کو اُٹھ کر اپنے گھر میں جس میں اُس کو اُس کے آقا نے ذرکھا تھا تہجد پڑھا کرتا تھا جب رات کو تہجد پڑھنے کو کھڑا ہوتا تو اُس کا گھر انوار الٰہی سے چمک جاتا اور صبح تک نور سے معمور رہتا۔ اتفاقاً کسی روز اُس کے گھر کی روشنی اور چمک دمک اُس کے آقا نے بھی دیکھ لی اور چونکہ شمع

اُس نے دیکھا اِس سے اُس کو سخت تعجب ہوا۔ اس لئے اِس کے آقا نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ اس کے دین کی برکت ہو۔ اس سے پوچھا کہ تمہارا دین کیا ہو؟ فیمون نے کہا کہ میں عیسائی ہوں اور تمہارا دین باطل ہو یہ درخت جسے تم پوجتے ہو نہ کسی کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہو اور نہ نفع اور اگر میں اپنے مالک سے جسے میں پوجتا ہوں اس درخت پر بد دعا کروں تو وہ اُسے ابھی تخس نخس کر دے اور میرا مالک وہ اللہ ہو جو اپنی ذات و صفات میں ایک ہو۔ اُس کا کوئی شریک نہیں فیمون کی یہ تقریر سنکر اُس کے آقا نے کہا کہ اچھا تم اپنے خدا سے دعا کرو اگر تم نے ایسا کر دکھایا تو ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائینگے اور اپنے دین کو چھوڑ دینگے فیمون نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں پھر خدا تعالیٰ سے اُس درخت کے لئے بد دعا کی۔ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی تیز ہوا چلائی جس نے اُس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اُس وقت سے اہلِ نجران نے عیسائی دین قبول کر لیا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شریعت پر عمل کرنے لگے +

اس کے سوا محمد احسان اللہ العباسی اپنی تاریخ الاسلام میں مذاہب قبل اسلام کے بیان میں لکھتے ہیں۔ یمن کے مغربی ساحل کی طرف سے کچھ عیسائی گھس آئے تھے۔ بہت سے قبیلے نصاریٰ ہو گئے تھے جن کو عرب متنصرہ کہتے تھے۔ شمال عرب میں بھی شام کی طرف سے عیسائی مذہب پھیل چلا تھا۔ عیسائی قبیلوں کے نام مورخوں نے غسان ربیعہ۔ تغلب۔ بجرو۔ تنوخ۔ طے۔ کوداع۔ سکنائے نجران۔ عرب حیرا لکھے ہیں۔ ملک عرب میں مسیحیت صرف دینی فتوحات ہی نہ رکھتی تھی بلکہ اُن کے اپنے بادشاہ تھے۔ اُن کی وہاں پر دنیوی بادشاہت بھی تھی۔ نعمان بن منذر بن ماء السماء جس کی کنیت ابو قابوس تھی عیسائی ہو گیا تھا۔ اس نے ملک حیرہ میں ۲۲ برس بادشاہت کی تھی پھر خسرو پرویز کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ اُس کی وفات کے چھماہ بعد حضرت محمد کی پیدائش ہوئی۔ ابوالفدا مترجم جلد اول صفحہ ۷۶

صوبہ غسان میں جو بادشاہ ہو گذرے وہ عیسائی قیاصرہ روم کی طرف سے عامل تھے جنہوں نے غسان کو گرجوں اور خانقاہوں سے پُر کر دیا خاص حجاز کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ کا نام عبد المسیح بن ثعلبہ تھا۔ اُس کی بابت سر سید نے لکھا ہو کہ نام سے بلا ریب ثابت ہوتا ہے کہ وہ عیسائی تھا اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ اِس سلطنت کے بادشاہ پانچویں اور چھٹی صدی میں گذرے ہیں۔ خطبات احمدیہ خطبہ اول صفحہ ۶ و ابوالفدا صفحہ ۱۸۰۔

اس میں شبہ نہیں کہ گرجوں اور خانقاہوں وغیرہ کا ذکر قران میں بھی آیا ہے۔ لکھا ہے صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا یعنے عبادت خانے اور خانقاہیں اور مسجدیں جہاں کثرت کے ساتھ اللہ کا نام لیا جاتا ہے حج ۶ رکوع۔

غرضیکہ مندرجہ صدر بیان حضرت محمد سے پیشتر اور آپ کی عین حیات میں عرب کے درمیان مسیحیت کے اختیار و اقتدار اور اثر وغیرہ کو ظاہراً ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ بیان مذکورہ بالا اِس بات پر

صریح دلالت کر رہا ہے کہ ملک عرب میں حضرت محمد کی پیدائش کے زمانہ کے قریب اہل کتاب کا ملکی اور دینی طور سے بڑا ہی اثر و اقتدار تھا۔ اس بات کو ہم مندرجہ بیان کی سند سے ہی نہیں مانتے بلکہ بسند قرآن تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن میں آیا ہے۔ اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا۔ یعنے کیا ان کا (اہل کتاب کا) ملک میں کوئی حصہ ہے۔ وہ لوگوں کو تل برابر زمین نہیں دیتے ہیں۔ نساء رکوع ۸۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خالص عرب جو یہودیت و مسیحیت سے جدا اپنی ہستی کی حفاظت کرنے میں کوشاں تھے وہ مسیحیت کے عربی اقتدار سے خصوصاً اور مسیحیت و یہودیت کے اختیار و اثر سے عموماً نہایت دل تنگ تھے۔ وہ اس بات کو مانتے اور یقین کرتے تھے۔ کہ یہودیت و مسیحیت نے اُن کے لئے تل برابر ملک نہ چھوڑا تھا۔ جن پر اُن کا قبضہ نہ ہو۔ اس کے ساتھ حنفیت کے دلدادے اس بات کو بھی جانتے اور مانتے تھے کہ یہودیت و مسیحیت عربی ملتیں نہیں ہیں۔ نہ اُن کا عرب میں حصہ ہے۔ بحوالہ تاریخ العرب کتاب رحمتہ للعٰلمین کا مصنف جلد اول کے صفحہ ۹ کے حاشیہ پر لکھتا ہے۔

عیسائیت کو سنہ ۳۳ء میں بنو غسان نے قبول کیا اور پھر عراق عرب۔ بحرین اور صحرائے فاران و دومتہ الجندل اور فرات و دجلہ کے دوآبہ میں یہی مذہب پھیل گیا۔ اور اُس دین کی اشاعت میں نجاشی اور قیصر نے ملکر کوشش کی ۳۹۵ء و ۵۱۳ء میں اس کی اشاعت پر بڑا زور دیا گیا تھا و یمن میں اناجیل بکثرت پھیل گئی تھیں۔ صفحہ ۲۹۔ پھر یہی مصنف لکھتا ہے۔

کہ اس طرف چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی عیسائیوں کی تھیں۔ مثلاً اکیدر دومتہ الجندل میں حکمران تھا۔ یوحنا ایلہ کا فرمانروا تھا۔۔۔ اہل اذرح بھی عیسائی تھے۔ کتاب و جلد ایضاً صفحہ ۴۳ کا حاشیہ۔

حالات مندرجہ صدر عربی مسیحیت کی عربی فتوحات کی کیفیت کا کافی ثبوت ہیں۔ قرآن عربی میں جو اہل کتاب کی فتوحات کے خلاف ایک شکایت دیکھی گئی ہے وہ بت پرست عربوں کی ہزار ہا فریادوں کا واحد مجموعہ ہے مسیحیت نے ملّی ریاست کو چھوڑ کر عرب کے ملک کے ایک بڑے حصہ پر نہ صرف قبضہ کر لیا تھا بلکہ اُس کی آبادی کے بڑے حصہ کو مسیحی بنا لیا تھا۔ تمام عرب میں مسیحی ریاستیں بھری تھیں۔ امن و سلامتی کی فراوانی تھی۔ مسیحی طبیب واعظ غیر مسیحی قبائل کو انجیل سُنایا کرتے تھے۔ اس مسیحی خدمت کو مسیحی حکمران طاقت و تقویت دیا کرتے تھے۔ ان میں ہر نا لمبیت کے اصحاب موجود تھے۔ جو کفار مکہ کی آزاد ریاست میں انجیل بشارت دیا کرتے تھے۔ ان حالات و اسباب کی موجودگی میں عرب کی بابت خدا کے کلام کی مندرجہ ذیل نبوتیں حضرت محمد کی پیدائش سے پیشتر ہی تکمیل کو پہنچ چکی تھیں+

۳۔ عرب کی بابت بائبل کی نبوتوں کی تکمیل۔ یسعیاہ لکھتا ہے۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے۔ اے ددانیوں کے قافلو پانی لیکے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لیکے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار

سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائینگے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا ہے۔ ۲۱: ۱۳-۱۷

پھر لکھا ہے۔ سمندر سے سمندر تک اور دریا سے انتہائے زمین تک اُس کا حکم جاری ہوگا وہ جو بیابان کے باشندے ہیں اُس کے سامنے جھکینگے اور اُس کے دشمن ماٹی چاٹینگے۔ ترسیس اور جزیروں کے سلاطین نذریں لائینگے اور سبا اور سیبا کے بادشاہ ہدیے گذرانینگے زبور ۷۲: ۸-۱۱ تک +

دومہ کی بابت الہامی کلام۔ کسی نے مجھ کو شعیر سے پکارا کہ اے نگہبان رات کی کیا خبر ہے۔ اے نگہبان رات کی کیا خبر ہے؟ نگہبان بولا صبح ہوتی ہے اور رات بھی۔ اگر تم پوچھو گے تو پوچھو۔ تم پھر آؤ۔ ۲۱: ۱۱+

بیابان اُس کی بستیاں قیدار کے آباد دیہات اپنی آواز بلند کرینگے سلع کے بسنے والے ایک گیت گائینگے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکارینگے۔ وہ خداوند کا جلال ظاہر کرینگے۔ یسعیاہ ۴۲: ۱۱+

پھر بھی لکھتا ہے کہ قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہونگی۔ نبیط کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہونگے وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جائینگے اور میں اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دونگا یسعیاہ ۶۰: ۷۔

پھر لکھتا ہے۔ قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی اونٹوں کی قطاریں مدیان اور عیفہ کی سانڈنیاں آکے تیرے گرد بے شمار ہونگی۔ وہ سب جو سبا کے ہیں آئینگے وہ سونا اور لوبان لائینگے اور خداوند کی تعریفوں کی بشارتیں سنائینگے ۶۰: ۶۔ یسعیاہ نبی پھر لکھتا ہے

کیونکہ میں اُن کے درمیان ایک نشان نصب کرونگا اور میں اُن کو جو اُن میں سے بچ نکلیں۔ قوموں کی طرف بھیجونگا یعنے ترسیس اور پول اور لود کو جو تیر انداز ہیں اور توبل اور یونان کو اور دور کے بحری ممالک کو جنہوں نے میری خبر نہیں سنی اور میرا جلال نہیں دیکھا وہ قوموں کے درمیان میرا جلال بیان کرینگے ۶۶: ۱۹۔ اسی طرح اگر بائبل میں عوض تیما۔ سبا کوش۔ فوط۔ لود۔ یوعش وغیرہ اسماء اور اہل عرب کی بابت بیانات دیکھے جائیں تو عرب کے لوگوں کی بابت ایسی خبریں کثرت سے مل سکتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں کو اسرائیل کا خدا بنی اسرائیل کے وسیلے سے اپنا علم وعرفان دینے کو تھا۔ بائبل کے انبیاء نے عربوں کی بیدینی کو اسرائیل کے وسیلے سے دور کرنے کے ضرور وعدے کئے تھے۔ اُن میں سے یسعیاہ نبی کے کلام کی چند نبوتیں کے حوالے ہدیۂ ناظرین ہیں۔ ان کو پڑھ کر ہر ایک حق پسند ناظر اس بات کو دیکھ سکتا ہے کہ یہودیت ومسیحیت کی عربی فتوحات میں اوپر کی نبوتیں کہاں تک پوری ہو چکی تھیں؟ عربوں نے حضور مسیحیت کے وسیلے سے وہ تمام برکات حاصل کی تھیں جن کا ذکر انبیاء برحق کی نبوتوں میں آیا ہے۔

دوسری فصل

حنفیت کے مرکز مکہ میں مسیحیت کا دخل

حضرت محمد کی پیدائش سے پیشتر ہی عرب سچائی و صداقت کی روشنی سے منور ہو چکا تھا۔ مسیحیت کی معرفت عرب و عراق عرب وغیرہ کے ممالک مسیحیت کے حلقہ بگوش ہو چکے تھے۔ امن و سلامتی اور علم فضل اور آزادی و حریت عربوں کو ایسی حاصل ہو چکی تھی جو نہ کبھی ان کو پیشتر نصیب ہوئی تھی اور نہ بعد کو کبھی حاصل ہوئی۔ تمام عرب میں صرف ایک ظلمت و تاریکی کا مرکز باقی رہ گیا تھا اور وہ مکہ کی آزاد ریاست اور اسکی بستیوں کا مجموعہ تھا۔ یہ مرکز بھی مسیحی واعظین کی آمد و رفت سے باہر نہ تھا۔ خاص مکہ میں مسیحیوں کی سکونت تھی وہ مختلف کام کیا کرتے تھے۔ کعبہ شریف جو حنفیت کا بتخانہ تھا اندر کی دیوار پر یسوع مسیح اور حضرت مریم کی تصویر رکھتا تھا (خطبات احمدیہ مصنفہ سر سید مرحوم) جس سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ اہل مکہ گو اپنی حنفیت کے عقائد مانتے تھے تو بھی مسیحیت کی تاثیر سے غیر موثر نہ تھے۔ مکہ شہر میں کعبہ شریف کے وجود کے سبب سے صابی یا صائبین یا حنفاج کے دنوں میں دور دور سے آتے ہونگے حج کے ایام مسیحی واعظین کے لئے بھی کچھ کم دلچسپی کے باعث نہ ہونگے۔ وہ ان دنوں میں ضرور آ کر اہل تحنف کو انجیل مقدس کی بشارت دیتے ہونگے غرضیکہ گو عربوں کی یہ ریاست قدیم بت پرستی کے مذہب کو ماننے والی تھی اور یہودیت و مسیحیت کے مقابل اپنی ملکی و مذہبی ہستی کی محافظ تھی۔ تو بھی وہ آپ کو مسیحیت کے غالب اثر سے محفوظ نہ رکھ سکتی تھی ما سے کعبہ شریف کے معبودوں میں مسیحیت کے بانی کو جگہ دینی پڑی تھی۔

اس کے سوا تاریخ الاسلام کے اوراق آج تک اس بات کے شاہد ہیں کہ ریاست مکہ کے دار الخلافہ میں مسیحیت کا اثر یہاں تک غالب ہو چکا تھا کہ حضرت محمد کے لڑکپن کے زمانہ میں چند نامی ذیشان مسیحی ہو چکے تھے۔ جن کا مختصر قصہ کتب تاریخ میں حسب ذیل مذکور ہے۔

حضرت کے اقوال و اعمال قلمبند کرنے والوں میں سب سے پہلا مورخ زہری گذرا ہے۔ جس نے سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی تھی۔ اس نے جو کچھ لکھا تھا آنحضرت کے اصحاب کی متواتر روایات سے حاصل کیا تھا۔ بالخصوص عروہ کی سند سے جو حضرت عائشہ کے عزیزوں میں سے تھا۔ اس میں تو شک نہیں کہ اس قدر مدت گذر جانے کی وجہ سے ان روایات میں بہت کچھ مبالغہ اور اشتباہ مل گیا تھا تو بھی اگر زہری کی کتاب اس وقت موجود ہوتی تو غالباً اس سے ان لوگوں کا بڑا کام نکلتا جو اسلام کی ابتدا کے متعلق حقیقت حال کی کھوج و تلاش میں ہیں کیونکہ وہ کتاب سب سے قدیم اور اس لئے سب سے معتبر سمجھی جاتی۔ زہری کی کتاب تو بالکل ناپید ہو گئی۔ لیکن اس کا ایک شاگرد ابن اسحاق تھا جس نے سنہ ۱۵۱ھ میں وفات پائی۔ اس نے اسی مضمون پر ایک اور کتاب لکھی تھی۔

جو کتاب بھی بعد ازاں گم ہو گئی۔ مگر اس کے اکثر اجزا ابن ہشام کی کتاب سیرۃ الرسول میں محفوظ رہ گئے ہیں۔ اس ابن ہشام نے سنہ ۲۱۲ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ہم اسی کتاب سے حنفاء کا کچھ تھوڑا سا حال یہاں نقل کرتے ہیں

قال ابن اسحق واجتمعت قریش یوما فی عید لهم عند صنم من اصنامهم کانو یعظمونه ینحرون له ویعکفون عنده ویدیرون به وکان ذلك عید الهم فی کل سنة یوما فخلص منهم اربعة نفر نجیا ثم قال بعضهم لبعض تصادقوا ولیکتم بعضکم علی بعض قالوا اجل وهم ورقه بن نوفل بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی۔ وعبید الله بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرة بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمة وکانت امه امیمه بنت عبد المطلب وعثمان بن الحویرث بن اسد بن عبد العزی بن قصی وزید ابن عمرو ابن نفیل بن عبد العزی بن عبد الله بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی فقال بعضهم لبعض تعلموا والله ما قومکم علی شئ لقد اخطؤا دین ابیهم ابراهیم ما حجر نطیف به لا یسمع ولا یبصر ولا یضر ولا ینفع یا قوم التمسوا لانفسکم فانکم والله ما انتم علی شئ فتفرقوا فی البلدان یلتمسون الحنیفیه دین ابراهیم فاما ورقة بن نوفل فاستحکم فی النصرانیه واتبع الکتب من اهلها حتی علم علما من اهل الکتاب واما عبید الله بن جحش فاقام علی ما هو علیه من الالتباس حتی اسلم ثم هاجر مع المسلمین الی الحبشة ومعه امرأته ام حبیبة بنت ابی سفیان مسلمه فلما قدمها تنصر وفارق الاسلام حتی هلك هنالك نصرانیا۔ قال ابن اسحق فحدثنی محمد بن جعفر بن الزبیر قال کان عبید الله بن جحش حین تنصر یمر باصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم وهم هنالك من ارض الحبشة فیقول فقحنا وصأصأتم ای ابصرنا وانتم تلتمسون البصر ولم تبصروا بعد وذلك ان ولد الکلب اذا اراد ان یفتح عینیه لینظر صأصأ لینظر وقوله فقح فتح عینیه۔ قال ابن اسحق وخلف رسول الله صلی الله علیه وسلم بعده علی امرأته ام حبیبة بنت ابی سفیان بن حرب . . . . قال ابن اسحق واما عثمان بن الحویرث فقدم علی قیصر ملك الروم فتنصر وحسنت منزلته عنده (قال ابن هشام) ولعثمان بن الحویرث عند قیصر حدیث منعنی من ذکره ما ذکرت فی حدیث الفجار قال ابن اسحق واما زید بن عمرو ابن نفیل فوقف فلم یدخل فی یهودیة ولا نصرانیة وفارق دین قومه فاعتزل الاوثان والمیتة والدم والذبائح التی تذبح علی الاوثان ونهی عن قتل الموؤدة وقال اعبد رب ابراهیم وبادی قومه بعیب ما هم علیه۔ قال ابن اسحق حدثنی هشام بن عروة عن ابیه عن امه اسماء بنت ابی بکر رضی عنهما قالت لقد

رائت زید بن عمرو بن نفیل شیخا کبیرا مسند اظهره الی الکعبة وهو یقول یا معشر قریش والذی نفس زید بن عمرو بیده ما اصبح منکم احد علی دین ابراهیم غیری ثم یقول اللهم لو ان اعلم ای الوجوه احب الیک عبدتک به ولکنی لا اعلمه ثم یسجد علی راحته قال ابن اسحق وحدثت ان ابنه سعید بن زید بن عمرو بن نفیل وعمر بن الخطاب وهو ابن عمه قالا لرسول الله صلی الله علیه وسلم استغفر لزید بن عمرو قال نعم فانه یبعث امة وحده (وقال زید بن عمرو بن نفیل فی فراق دین قومه وما کان لقی منهم فی ذلک)

اربا واحدا ام الف رب　　　ادین اذا تقسمت الامور
عزلت اللات والعزی جمیعا　　　کذلک یفعل الجلد الصبور
فلا عزی ادین ولا ابنتیها　　　ولا صنمی بنی عمرو ازور
ولا غنما ادین وکان ربا　　　لنا فی الدهر اذ حلمی یسیر
عجبت وفی اللیالی معجبات　　　وفی الایام یعرفها البصیر
بان الله قد افنی رجالا　　　کثیرا کان شانهم الفجور
وابقی اخرین ببر قوم　　　فیربل منهم الطفل الصغیر
وبینا المرء یعثر ثاب یوما　　　کما یتروح الغصن المطیر
ولکن اعبد الرحمن ربی　　　لیغفر ذنبی الرب الغفور
فتقوا الله ربکم احفظوها　　　متی ما تحفظوها لا تبور
تری الابرار دارهم جنان　　　وللکفار حامیة سعیر
وخزی فی الحیوة وان یموتوا　　　یلاقوا ما تضیق به الصدور

(سیرة الرسول جلد ا صفحہ ۷۶ و ۷۷) **ترجمہ** ابن اسحاق نے کہا کہ ایک روز اپنی عید کے دن قریش اپنے ایک بت کے پاس جمع ہوئے۔ وہ لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس پر اونٹ قربان کرتے اور اس کے پاس اعتکاف میں بیٹھتے اور گرد اس کے پرکرما کرتے تھے اور یہ عید ان کی ہر سال ایک دن ہوتی تھی۔ ان میں چار شخص تھے جنہوں نے خفیہ مشورت کرلی اور ان لوگوں سے جدا ہو گئے۔ تب آپس میں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا آؤ ہم لوگ عہد باندھ لیں کہ ایک دوسرے کا راز فاش نہ ہونے دیں۔ ان لوگوں نے کہا بہت خوب۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں۔ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی اور عبید اللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن عبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ اس کی ماں امیمہ عبد المطلب

کی بیٹی تھی) اور عثمان بن الحویرث بن عبدالعزی بن قصے۔ اور زید ابن عمرو ابن نفیل بن عبدالعزی بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔ ان لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔ تم کو معلوم ہے کہ خدا کی قسم تمہاری قوم کچھ دین پر نہیں۔ یقیناً وہ لوگ اپنے باپ ابراہیم کے دین سے برگشتہ ہو گئے۔ پتھر کیا ہے کہ ہم اُس کی پرکرما کریں نہ وہ سنتے نہ دیکھے نہ ضرر پہنچاوے نہ نفع۔ اے قوم اپنے دلوں میں غور کرو کہ بخدا تم کچھ راہ پر نہیں ہو۔ یوں وہ لوگ الگ الگ ہو گئے اور مختلف ملکوں میں چلے گئے کہ حنفیت یعنے دین ابراہیم کی کھوج کریں ورقہ بن نوفل تو دین عیسائی میں پکا ہو گیا اور ان لوگوں کی کتابوں کی کھوج میں لگا۔ یہاں تک کہ اس نے اہل کتاب کا علم سیکھ لیا۔ عبیداللہ بن جحش جو تھا وہ جس شبہ میں تھا اُسی میں قائم رہا حتی کہ مسلمان ہو گیا۔ پھر اُس نے مسلمانوں کے ساتھ حبشہ میں ہجرت کی اور اُسی کے ساتھ اُس کی جورو ام حبیبہ ابی سفیان کی بیٹی بھی گئی تھی جو مسلمان تھی۔ ولیکن جب وہ اِس ملک میں گیا تو وہاں عیسائی ہو گیا اور اسلام کو ترک کر دیا اور دین مسیحی پر وفات پائی۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ محمد بن جعفر بن الزبیر نے مجھ کو خبر دی کہ جب عبیداللہ بن جحش عیسائی ہو گیا تو وہ اصحاب رسول اللہ صلعم کے پاس جو اس وقت سرزمین حبشہ میں تھے آتا اور ان سے کہا کرتا کہ ہماری آنکھیں تو کھل گئیں اور تم اب تک چندھیاتے ہو یعنے ہم تو آنکھوں دیکھنے لگے اور تم ابھی بینائی کی تلاش ہی میں ہو۔ اس کے معنے لفظی یہ ہیں کہ جب کتے کا پلا اپنی آنکھیں کھولنا چاہتا ہے کہ دیکھے تو پہلے صاصا کرتا یعنی چندھیاتا ہے اور اس کے لفظ فقح کے معنے ہیں آنکھیں کھولیں۔ ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ اس شخص کے بعد رسول اللہ صلعم نے اُس کی جورو ام حبیبہ دختر ابی سفیان بن حرب کو لے لیا . . . .

. . . . ابن اسحاق نے کہا رہا عثمان بن الحویرث تو وہ قیصر روم کے پاس گیا اور عیسائی ہو گیا۔ وہاں بادشاہ کی درگاہ میں اس کو بہت عزت حاصل ہوئی اور۔ ابن ہشام نے کہا کہ اس عثمان بن الحویرث کے قیصر پاس ٹھہرنے کے متعلق ایک روایت ہے جس کا ذکر یہاں ترک کرتا ہوں کیونکہ اس کا بیان حدیث فجار میں ہو چکا۔ ابن اسحٰق کہتا ہے ولیکن زید ابن عمرو ابن نفیل جو تھا وہ ٹھہرا رہا نہ دین یہودی اُس نے اختیار کیا نہ دین نصرانی اُس نے صرف اپنی قوم کے دین کو ترک کر دیا اور بتوں اور مردار اور خون اور قربانی سے جو بتوں پر چڑھائی جاتی پرہیز کرتا ٭ تھا اور دختر کشی سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں ابراہیم کے خدا کی بندگی کرتا ہوں اور جن برائیوں کی

٭ مقدس رسولوں کا غیر قوم عیسائیوں کے لئے یہی فتویٰ تھا کہ "بتوں کے چڑھاوے اور لہو اور گلا گھونٹے جانور کے کھانے اور حرامکاری سے پرہیز کرو۔" اعمال باب ۱۵ آیت ۲۹ ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح زید کے اور ساتھی باری باری عیسائی ہوتے گئے۔ یہ بھی اسی رنگ میں رنگتا گیا۔ گو بظاہر کسی عیسائی فرقہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔

اُس کی قوم مرتکب ہوتی تھی وہ اُن کو رد کرتا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ کو خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے جس نے سنا تھا اپنی ماں اسماء بنت ابی بکرؓ سے وہ کہتی تھی کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا جب وہ بہت بڈھا ہو گیا کہ کعبہ سے پیٹھ ٹیکے ہوئے کہہ رہا تھا اے قوم قریش قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں زید بن عمرو کی جان ہو کہ بجز میرے تم میں کوئی بھی نہیں جو دین ابراہیم پر ثابت ہو اور پھر کہتا تھا بار خدایا اگر مجھ کو معلوم ہو کہ کون سا طریق تیری بارگاہ میں زیادہ پسندیدہ ہے تو میں اُسی طریق سے تیری بندگی کرتا۔ لیکن میں نہیں جانتا۔ پھر وہ دونوں ہتھیلیاں زمین پر ٹیک کر سجدہ میں جاتا۔ ابن اسحاق نے کہا مجھ کو خبر ملی ہو کہ اُس کے بیٹے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے اور عمر بن الخطاب نے جو اس کا عمزاد تھا دونوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ زید بن عمرو کے لئے مغفرت مانگئے آپ نے کہا بہت خوب وہ یقیناً مثل ایک امت کے تنہا قیامت میں اُٹھیگا اور زید بن عمرو بن فضیل نے اپنی قوم کا دین ترک کرنے پر اور جو کچھ اس وجہ سے ان کے درمیان اس پر مبتیا اشعار ذیل کہے ہیں:۔

"آیا میں ایک خدا کو مانوں یا ہزار خداؤں کو۔ جبکہ امور دین اس طرح متفرق ہو رہے ہیں۔ میں نے لات و عزے سب کو ترک کر دیا اور اسی طرح ہر صابر جوان مرد کرتا ہے نہ تو میں عزے کو مانوں اور نہ اُس کی دونوں بیٹیوں کو اور نہیں بنی عمر کے دونوں بتوں کے درشن لوں اور نہ میں اب غنماد کو مانتا ہوں۔ ہاں کسی وقت جب میری عقل خام تھی میں اس کو معبود سمجھتا تھا۔ میں حیرت میں ہوں اور راتوں میں عجائبات ہیں اور دنوں میں بھی جن کو شخص بینا سمجھتا ہے۔ یقیناً خدا لوگوں کو اکثر ہلاک کر ڈالتا ہے جب اُن کی بدیاں بہت بڑھ جاتی ہیں اور دوسرے لوگوں کو وہ باقی رکھتا ہے۔ قوم کی عمدگی کے سبب اور ان کے بچوں کی پرورش کرتا ہے ہم لوگوں میں ایک دن آدمی لغزش کھاتا ہے اور پھر ایک دن سُدھر جاتا ہے جس طرح مینہ پڑنے سے شاخیں ہرا جاتی ہیں۔ ولیکن میں تو اپنے رب رحمٰن کو پوجتا ہوں۔ تاکہ رب غفور میرے گناہوں کو معاف کر دے پس تم لوگ اپنے رب اللہ کے تقوے کو نگاہ رکھو۔ جبتک اس کو نگاہ رکھو گے ہلاک نہ ہو گے تو دیکھنا ہے کہ نیکوں کا گھر جنت ہے اور کافروں کیواسطے دھکتی ہوئی آگ۔

اس زندگی میں اُن کے لئے رسوائی ہو اور جب مریں تو اُس سے جا ملیں۔ جس سے دل گھٹ جاوے"۔

ابن ہشام خبر دیتا ہے کہ خطاب نے جو زید کا چچا تھا زید کو مکہ سے نکال باہر کیا تو مجبور ہو کر وہ کوہ حراء میں جا رہا جو اس شہر کے سامنے واقع ہے۔ خطاب زید کو مکہ کے اندر گھسنے نہیں دیتا تھا (سیرۃ الرسول جلد اول صفحہ ۷۹) اور اسی کتاب سے یہ بھی خبر ملتی ہے کہ حضرت محمد صاحب بھی گرمیوں کے موسم ہر سال تحنث کرنے کی خاطر اسی کوہ حرا کے ایک غار میں اہل عرب کی رسم کے موافق جا کر رہا کرتے تھے۔ جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ آپ جو اپنی قوم کے دین سے بیزار تھے وہاں جا کر زید ابن عمرو سے جو علاوہ خدا پرست اور مصلح قوم ہونے کے

آپ کے قریبی رشتہ داروں میں بھی تھا ملاقات کیا کرتے تھے*۔ اس خیال کی تائید ابن اسحٰق کے ایک قول سے بھی ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جس وقت آپ پر وحی آئی آپ اسی غار میں تھے۔ ثم جاء جبرئیل بما جاءہ من کرامۃ اللہ وھو بحراء فی شھر رمضان . . . . کان رسول اللہ صلعم یجاور فی حراء من کل سنۃ شھرا وکان ذلک مما تحنث بہ قریش فی الجاھلیہ والتحنث التبرر . . . قال ابن ھشام تقول العرب التحنث والتحنف یریدون الحنیفیہ فیبدلون الفاء من الثاء (صفحہ ۸۰ و ۸۱)

ترجمہ۔ پھر جبرائیل اُن کے پاس آئے اور جو کچھ خدا کی کرامت سے تھا لائے اور آپ اس وقت حرا میں تھے ماہ رمضان کے دنوں میں . . . اور رسول اللہ ہر سال ایک ماہ حرا میں گوشہ نشینی کیا کرتے تھے۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ ایام جاہلیت میں قریش اسی طرح تحنث کرتے تھے۔ تحنث کے معنے ہیں تزکیہ نفس۔ ابن ہشام کہتا ہے۔ کہ اہل عرب تحنث اور تحنف دونوں کہتے تھے اور مراد اس سے حنفیت لیتے تھے۔ پس یوں انہوں نے ف کو ث سے بدل دیا۔

تھوڑی دیر کے لئے ان نومسیحی قریشیوں کے حالات کو نظر انداز کر کے ملکی حنفاء کے اور اُن کے مذہب کے حالات وکیفیت کو پہلے دیکھتے ہیں۔ ہمارے زمانہ کے علماء کے بیانات حسب ذیل آئے ہیں جن میں سے بعض کے بیانات اختصاراً درج کئے جاتے ہیں:۔

---

* کتاب الاغانی الامام ابی الفرج الاصبہانی کے جزء ثالث صفحہ ۱۵ میں یہ روایت ہے۔ قال الزبیر حدثنی مصعب بن عبداللہ عن الضحاک بن عثمان عن عبدالرحمٰن بن ابی الزناد عن موسے بن عقبہ عن سالم بن عبداللہ انہ سمع عبداللہ ابن عمر یحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لقی زید بن عمرو بن نفیل باسفل بلدح وکان قبل ان ینزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوحی فقدم الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفرہ فیہا لحم فابی ان یاکل وقال انی لا آکل الا ما ذکر اسم اللہ علیہ۔

زبیر نے کہا روایت کی مصعب بن عبداللہ نے اُس نے ضحاک بن عثمان سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے اُس نے موسے بن عقبہ سے اُس نے سالم بن عبداللہ سے کہ اس نے عبداللہ بن عمر کو سنا روایت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ زید بن عمرو بن نفیل سے وادی بلدح کے نچان میں ملے تھے اور یہ پیشتر اُس سے ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے آگے خوان پیش کیا۔ اُس میں گوشت تھا۔ پس زید نے کھانے سے انکار کیا اور کہا کہ میں کوئی شے نہیں کھاتا۔ بجز اس حال کے کہ اس کے اوپر خدا کا نام لیا گیا ہو۔

مثلاً ابوعیسیٰ مغربی لکھتا ہے کہ امت سریان سب مذہبوں اور امتوں سے اول ہے چنانچہ حضرت آدم اور اُس کی اولاد کی زبان سریانی تھی اور اُن کی ملت ومذہب بعینہ ملت صابئین کی ہے . . . . بعض عرب صابئہ کے مذہب کی طرف مائل تھے. وہ لوگ انواء منازل اور ستاروں اور منجمین کا بہت اعتقاد رکھتے تھے سب کام اُن کے انواء پر منحصر تھے کہ ایکی فلانے نوء کے (موافق) سبب ہمارے ملک میں مینہہ برسا. بعض فرشتوں کو سجدہ کرتے تھے اور بعضے جنوں کو پوجتے تھے. ابوالفدا صفحہ ۲۳۷-۲۳۸ جلد اول.

واضح ہو کہ صابئین کے مذہب میں سب طرح کی عبادتیں ہیں. از انجملہ سات وقت کی نماز ہے جن میں سے پانچ وقت کی نماز مطابق پنج وقتی نماز اہل اسلام کے ہے اور چھٹے وقت کی نماز کو صلوٰۃ ضحیٰ یعنے دوپہر کی نماز لکھتے ہیں اور ساتویں وقت کی نماز کا وقت گھنٹے بجے رات کو ہوتا ہو. یہ لوگ مسلمانوں کی نماز پڑھتے ہیں نیت نماز مسلمانوں کی ہی مانند کرتے اور ایک نماز کو دوسری سے نہیں ملاتے اور جنازہ کی بھی نماز بدوں رکوع اور سجدہ کے پڑھتے ہیں تیس دن کے روزے بھی رکھتے ہیں اور روزہ میں چاند کا دیکھنا اور افطار کرنا سب کچھ کرتے ہیں اور جب سورج اول برج یعنے حمل میں آتا ہے تب عید کرتے ہیں اور جب پانچ ستارہ جن کو متحیرہ کہتے ہیں اپنے اپنے بیت شرف میں داخل ہوتے ہیں تب یہ لوگ عید کرتے تھے. وہ پانچ ستارہ متحیرہ یہ ہیں. زحل مشتری مریخ. زہرہ عطارد اور مکہ کی بھی عزت کرتے تھے. ابوالفدا مترجم جلد اول صفحہ ۱۹۷ و ۱۹۸

حسینی لکھتا ہے. وہ لوگ جو ایک دین سے دوسرے کے گرویدہ ہونے والے ہیں. ہر دین سے اُنہوں نے کچھ لے لیا ہو (صابئین کہلاتے ہیں) ملائکہ کو پوجتے تھے. کعبہ کی طرف منہہ کر کے نماز ادا کرتے تھے. بعضوں نے کہا ہے صابئین زندیق لوگ ہیں یا ستاروں کو پوجنے والے. جلد اول صفحہ ۱۶.

مولوی نجم الدین صاحب رسوم جاہلیت میں لکھتے ہیں :- کہ (صابئین) وہ قوم تھی جس سے رئیس الموحدین سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام والصلوٰۃ نے کواکب پرستی میں مناظرہ کیا تھا اور ستارے اور چاند اور سورج کے چھپنے سے انکو قائل کیا تھا کہ یہ چیزیں معبود بننے کی قابلیت نہیں رکھتی ہیں. کیونکہ یہ زوال پذیر ہیں اور ایک حالت پر قائم نہیں رہتی ہیں اور معبود وہ چاہیئے جو بے زوال ہو. غرض جس قوم کی ہدایت کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے وہ قوم صابی کہلاتی ہے. صفحہ ۵

آنحضرت سے پیشتر صابئین کی دو قسمیں تھیں. یعنے حنفاء اور مشرکین. حنفاء وہی لوگ ہیں جنکا ذکر پہلے موحدین میں گذر چکا. چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے تھے. اس لئے قریش آپ کو صابی کہتے تھے.

مشرکین سبعہ سیارہ اور بارہ برجوں کو پوجتے تھے. سبعہ سیارہ شمس. قمر. زہرہ. مشتری. مریخ. عطارد.

زحل کے لئے انہوں نے علیحدہ علیحدہ ہیکلیں بنائی تھیں جن میں اُن کی تصویریں تھیں۔ ان ستاروں کے لئے اُن کے ہاں خاص خاص عبادتیں اور دعائیں مقرر تھیں۔ نجومیوں کی طرح نچھتروں پر اعتقاد رکھتے تھے۔ اُن کی حرکات وسکنات اور تمام کاروبار کا مدار نچھتروں پر تھا اور بارش کو نچھتروں کی طرف منسوب کرتے تھے چونکہ نبوت کے یہ لوگ سرے ہی سے قائل نہ تھے اس لئے اُن کا کوئی خاص دین نہیں تھا بلکہ ان کا اصل الاصول یہ تھا کہ اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق ہر دین میں سے عمدہ عمدہ باتیں چن لیتے تھے۔ گویا یہ لوگ اس زمانے کے برہمو تھے (اور میں کہتا ہوں کہ نیچری تھے) صفحہ ۵۔

مولوی نجم الدین صاحب نے حنفاء کو موحد بنانا چاہا ہے۔ مگر یہ اُن کی بھول ہے کیونکہ ہمارے نزدیک حنفاء ایسے ہی مشرک ثابت ہیں جیسے صابئیں لوگ تھے چنانچہ ابن ہشام کا بیان اس پر شاہد ہے اور علاوہ اس کے قریش بقول خود موحد ہونے کی جہت سے حضرت کو حنفی نہیں کہا کرتے تھے۔ بلکہ صابی جس سے ثابت ہے کہ صابئین کسی معانی کی وحدت الٰہی کے معتقد تھے۔ مگر حنفاء میں سے ایک نہ تھا اور اگر کسی کو خدا کی وحدت کا اعتقاد آجاتا تھا تو وہ یہودی یا نصرانی بن جاتا تھا۔ ورنہ یہودیت و مسیحیت کا متلاشی ہو جاتا تھا۔ غرضیکہ صابئین وحنفاء بت پرست ومشرک تھے جن کا مذہب حنفیت تھا اور حنفیت کے معتقد حنفاء حنیف کہلاتے تھے جو تَحَنُّث یا تَحَنُّف کیا کرتے تھے اور نبوت والہام کے منکر ہو کر اپنی طبیعت کی پیروی کرتے رہتے تھے۔

نوٹ: قبلہ کی نمازیں صابئین کی نمازیں ہیں جو تعداد میں زیادہ سے زیادہ سات اور کم سے پانچ ہیں اور یہ صابئین یا حنفاء ایک ایک نماز ایک ایک سیارے کی پرستش میں پڑھا کرتے تھے۔ یعنے نماز فجر۔ ضحےٰ۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا۔ تہجد۔ یہ نمازیں سورج۔ چاند۔ زحل۔ مشتری۔ مریخ۔ زہرہ۔ عطارد کی عبادت میں ضرور پڑھی جاتی تھیں اور کعبہ کی طرف مُنہ کر کے پڑھی جاتی تھیں۔

پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: صابئین ایک قوم ملک عراق میں تھی جن کے تین فرقے ہیں جو مسلمانوں (محمدیوں) میں بھی ملے جلے ہیں۔ اول گنڈے تعویذ کرنے والے۔ موکلوں اور دنوں کے خواص کے قائل۔ دوم ستاروں کی پرستش کرنے والے اور اُن کے نام سے دعا اور وظیفے کرنے والے۔ سوم۔ فلاسفر لوگ جو اپنے خیالات وعقل کو اپنا رہبر بناتے اور کتب سماویہ کو اس کے مطابق کرتے ہیں صفحہ ۳۳۶۔

صابئین وحنفیت وحنفا کی بابت جو بیان مذکور ہو چکا ہے اس سے ظاہر ہے کہ صابئین وصابی وحنفاء درحقیقت ایک ہی مذہب کو ماننے والے تھے جو مختلف جگہوں میں مختلف ناموں سے یاد کئے جاتے تھے۔ اُن کے مذہب کا نام حنفیت تھا۔ یہ مذہب اہلِ بابل سے عرب میں آیا تھا۔ جسے اہلِ مکہ نے اپنا مذہب بنا لیا تھا۔ اس میں سب طرح کی بت پرستی۔ ارواح پرستی۔ جنات پرستی۔ ملائک پرستی۔ ستارا پرستی۔ سیارہ پرستی وغیرہ پائی جاتی تھی۔ اُن کے

عقاید و رسوم کو دیکھنا ہو تو ابو الفدا کی کتاب سیرۃ الرسول کو اور خطبات احمدیہ مصنفہ سرسید مرحوم کو اور رسوم جاہلیت مصنفہ مولوی نجم الدین سیوہاری کو دیکھیے۔ جو کچھ ناظرین کو ہم دکھایا چاہتے تھے اُس کا ذکر اوپر کے اقتباسوں میں ہو چکا ہو۔ اُن اقتباسات سے ذیل کی حقیقتیں ظاہر ہیں۔

١۔ کہ حنفیت و صائبیت و صابیت و ملت ابراہیم ایک ہی مذہب و ملت کے نام ہیں جو غیر یہود و غیر مسیحی قبائل عرب میں پائی جاتی تھی اور سخت بُت پرست ملت تھی۔

عبرانی زبان میں لفظ حنیف اور اس کے اشتقاق کے معنے سخت مکروہ آئے ہیں۔ مثلاً لفظ حنیف کے معنے ناپاک کے ہیں۔ زبور ١٠٦: ٣٨ نجس کے ہیں۔ یسعیاہ ٢٤: ٥ بدکار کے ہیں۔ یرمیاہ ٣: ٢۔ ریاکار کے ہیں ایوب ٨: ١٣ و ١٣: ١٦ و ١٥: ٣٤۔ مخالف کے ہیں۔ ایوب ١٧: ٨۔ کافر کے ہیں یسعیاہ ٣١: ٦ بے دین کے ہیں یرمیاہ ٢٣: ١٥ یہ تمام حوالے عبرانی بائبل میں دیکھے جائیں۔

عربی زبان میں بھی لفظ حنیف کے معنے عبرانی معانی سے بہت مختلف نہیں آئے ہیں مثلاً

١۔ ابن اسحٰق کے نزدیک لفظ حنیف لفظ حنیث کا ہم معنی مانا گیا ہے۔ حنیفت و حنیث مترادف ہیں تحنف و تحنث واحد مطلب کے الفاظ ہیں۔

٢۔ لفظ حنث اپنے مشتقاق سمیت اب بھی مکروہ المعانی لفظ ہو جس کے معنے کفر گو۔ مذہب کی مذمت کرنے والے عہد شکن۔ نیکی بدی کے درمیان ڈگمگانے والے کے ہیں۔ قرآن میں آیا ہے۔ وَکَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ واقعہ آیت ٤٦ سے ٤٨ تک کے معانی پر غور کرو۔ پھر اسی ذیل میں سورہ ص ٤ رکوع میں فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ آیا ہے۔ اِن آیات میں لفظ حِنث العظیم کے معنے کفر عظیم اور تحنث کے معنے کفر و عہد شکنی کے آئے ہیں۔

٣۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور مشکوٰۃ وغیرہ حدیثی کتب میں آیا ہے کہ آنحضرت غار حرا میں تحنث کیا کرتے تھے چنانچہ لکھا ہو وَکَانَ یَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَیَتَحَنَّثُ فِیْهِ۔ یعنے اور تھے آنحضرت کہ خلوت میں رہتے بیچ غار حراء کے اور تحنث کیا کرتے تھے۔ ابن اسحٰق کے قول کے موافق تحنث اور تحنف ایک ہی معنا رکھتے تھے اور یہ معنے کفر کرنے اور بدعہدی کرنے کے ثابت ہوتے ہیں۔

٤۔ مگر ہم لفظ حنیف کے مسلمہ معنے بھی بیان کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ عیاض بن حمار کل مال نحلته عبدا حلال وانی خلقت عبادی حنفآ کلهم وانهم اتتهم الشیاطین فاجتالتهم عن دینهم وحرمت علیهم ما احللت لهم وامرتهم ان یشرکوا بی مالم انزل به سلطانا ترجمہ مسلم میں عیاض بن حمار سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ جو مال میں نے بندے کو دیا سو حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو حُنَفَاءٔ پیدا کیا اور البتہ اُن کے پاس شیاطین آئے سو اُن کو

اُن کے پیدائشی دین سے پھیر ڈالا اور اُن پر حرام کیا جو میں نے اُن پر حلال کیا تھا اور شیطانوں نے اُن کو تبلایا کہ میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرا دیں جس پر میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ مشارق الانوار حدیث ۲۱۶۸ یہ حدیث مظاہر الحق جلد ۴ چھاپہ مجتبائی دہلی کے صفحہ ۳۰۵ میں مفصل پائی جاتی ہے۔ اس کے سوا ایک حدیث یوں بھی آئی ہے جس میں انسان کے فطرت اسلام پر اور صرف فطرت پر پیدا ہونے کا ذکر آیا ہے۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ یُصَلِّیْ عَلٰی کُلِّ مَوْلُوْدٍ مُتَوَفّٰی وَاِنْ کَانَ لِغَیَّۃٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّہٗ وُلِدَ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ یَدَّعِیْ اَبَوَاہُ الْاِسْلَامَ اَوْ اَبُوْہُ خَاصَّۃً وَاِنْ کَانَتْ اُمُّہٗ عَلٰی غَیْرِ الْاِسْلَامِ اِذَا اسْتَھَلَّ صَارِخًا صُلِّیَ عَلَیْہِ وَلَا یُصَلّٰی عَلٰی مَنْ لَّا یَسْتَھِلُّ مِنْ اَجْلِ اَنَّہٗ سِقْطٌ فَاِنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ کَانَ یُحَدِّثُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ کَمَا تُنْتَجُ الْبَھِیْمَۃُ بَھِیْمَۃً جَمْعَاءَ ھَلْ تُحِسُّوْنَ فِیْھَا مِنْ جَدْعَاءَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا۔ الخ۔

یہ حدیث حنیفیت کے معانی و مطالب کو بخوبی روشن کرتی ہے۔ حنفاء وہ لوگ تھے جو آبائی و پیدائشی دین کو مانتے تھے اُن کے مذہب میں سب کچھ حلال تھا وہ حرام کا نام تک نہ جانتے تھے۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ پیدائشی و آبائی دین کو چھوڑنا شیطانی پیروی کرنا تھی جس سے حنفیت کے معنے خود بخود ظاہر ہو جاتے ہیں۔

۵۔ القرآن میں لفظ حُنَفَاءَ کے معنے حاجی کے کئے گئے ہیں۔ ابن المنذر السدی کی روایت میں حَنِیْفًا مُّسْلِمًا کے معنے حج کرنے والے لوگ بتلائے گئے ہیں۔ حصہ اول صفحہ ۳۰۸ و ۳۸۱ ان معانی سے بھی حنیفیت کے اچھے معنے نہیں نکلتے ہیں۔

مندرجہ صدر حوالوں سے کم از کم یہ حقیقت ظاہر و باہر ہے کہ حنفیت یا حنیفیت یہودیت و مسیحیت کی غیر و مخالف ملت تھی۔ جو ملت ابراہیم حنیفیت کے نام سے مشہور تھی۔ اس ملت میں حلت و حرمت کا کچھ امتیاز نہ تھا۔ اس کے معتقدین پر سب کچھ حلال تھا۔ اس ملت کی تحقیق قریش کے چار سرداروں نے کی۔ اسے باطل جانکر ترک کر دیا اور وہ بھی مسیحی ہو گئے۔ قریش کے چاروں سرداروں کا مسیحی ہو جانا ریاست مکہ کی مذہبی شکست کے لئے کافی تھا۔ ان بزرگوں کے مسیحی ہو جانے پر اہلِ مکہ میں سخت پریشانی ضرور پیدا ہوئی ہو گی مگر بت پرستوں کا مسیحیت و مسیحیوں کے خلاف جو جوش و خروش پیدا ہوا ہو گا وہ ہرگز چند دنوں میں ٹھنڈا نہ ہوا ہو گا۔ ان چاروں بزرگوں کے مسیحی ہونے پر حنیفیت کے محکم قلعہ کی دیواریں ضرور شکستہ ہو گئی ہونگی۔ ان کے مسیحی ہونے کا اثر اُن کے عزیز و اقارب پر بجلی کی سی تیزی کے ساتھ پھیلا ہو گا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان قریشی بزرگوں میں جو مسیحی ہو گئے تھے حضرت محمد کے قریبی رشتہ دار تھے حضرت اور آپ کے چاروں اصحاب کے نسب ناموں کو اُن کے ساتھ ملا کر دیکھ لو۔

۶۔ حنفاء کے مذہب میں خدا کی بابت نہایت عجیب عقیدہ تھا وہ اعتقاد رکھتے تھے کہ خدا نے یعنے اللہ نے جنوں کی بیٹیوں سے شادی کی تھی اس سے اللہ کی مذکر اولاد جن اور مؤنث اولاد فرشتے پیدا ہوئے تھے۔ دیکھو رسوم جاہلیت کو۔ وہ کعبہ کے معبودوں میں لات و عزیٰ و مناۃ کو اللہ کی جورو آں جانکر پوجتے تھے۔ عربی اسم اللہ بھی اسی وجہ سے آلات کا مذکر آیا ہو جس کی مؤنث لات دیوی تھی۔

۷۔ حنفا قسمت و تقدیر کے سخت معتقد تھے۔ مروجہ اسلام میں جو تقدیر کی تعلیم مانی جارہی ہے وہ بعینہ حنفا کے عقائد کا حصہ ہے (رسوم جاہلیت)

۸۔ حنفا میں مکہ کے کعبہ کی کمال عزت تعظیم کی جاتی تھی۔ اس میں ۳۶۰ بت تھے۔ اور دیگر تصاویر بھی تھیں جن کی وہ عزت و عبادت کیا کرتے تھے۔ اُن کا کعبہ کی بابت عقیدہ تھا کہ وہ گویا حضرت آدم کے وقت موجود تھا حضرت آدم اُس کا حج و طواف کرنے آیا کرتے تھے۔ سنگ اسود بھی کعبہ کے معبودوں میں شامل تھا وہ کعبہ کا حج عورت و مرد ننگے ہو کر کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے معبودوں کی خوشنودی چاہنے کے لئے قربانیاں کیا کرتے تھے۔ اُن کا یہہ اعتقاد بھی تھا کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل نے کعبہ کو بنایا تھا (خطبات احمدیہ سر سید مرحوم و رسوم جاہلیت مولوی نجم الدین صاحب)

۹۔ حنفیت کے حنفا میں عورت مرد کے رشتے عجیب و غریب تھے۔ وہ محرمات سے شادیاں کر لیتے تھے متعہ ان میں عام تھا۔ کھلی حرامکاری ہوا کرتی تھی رسوم جاہلیت۔ قرآن عربی کی آیات ذیل حنفاء کے عورت مرد کے رشتوں پر دلالت کرتی ہیں:-

يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝ وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَاٰتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۚ أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

ترجمہ۔ اے ایمان والو حلال نہیں تم کو کہ میراث میں لیلو عورتوں کو زور سے اور نہ اُن کو بند کرو کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا۔ مگر جب وہ کریں بے حیائی صریح اور گذران کرو عورتوں کے ساتھ معقول پھر اگر وہ تم کو نہ بھاویں تو شاید تم کو نہ بھاوے ایک چیز اور۔ اللہ نے رکھی اس میں بہت خوبی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اُس میں سے کچھ۔ کیا لیا چاہتے ہو ناحق اور صریح گناہ سے اور کیونکر اُس کو لے سکو اور پہنچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکے۔ تم سے عہد گاڑھا۔ اور نکاح میں نہ لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ مگر جو آگے ہو چکا۔ یہ بے حیائی ہے اور کام غضب کا اور بُری راہ ہے۔ حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی اور جن ماؤں نے تم کو دودھ دیا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور اُن کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن عورتوں سے تم نے صحبت کی۔ پھر اگر تم نے صحبت نہیں کی تو تم پر نہیں گناہ اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھی دو بہنیں کرو۔ مگر جو آگے ہو چکا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مندرجہ صدر آیات میں دو دفعہ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کا جملہ آیا ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جن عورتوں سے قرآن شریف نے شادی بیاہ کے رشتے منع و حرام ٹھہرائے ہیں قریش و حنفاء میں وہ سب رشتے جائز و مباح تھے۔ ان رشتوں سے پیدا شدہ حنفا کی وہ پشت تھی جو عین زمانہ محمدی میں موجود تھی حنیفت کی دوسری باتوں کو چھوڑ کر اگر مندرجہ صدر باتوں پر غور کیا جائے تو ہر ایک محقق کو ماننا پڑیگا کہ قریش کی ملت ابراہیم یا حنفیت انتہا درجہ کی مکروہ ملت تھی۔ جیسے قریش کے چار سرداروں نے تحقیق کر کے مکروہ و نفرت انگیز ملت پایا تھا اور اُسے چھوڑ کر مسیحی ہو گئے تھے۔ اُن کے مسیحی ہونے کے خلاف کبھی آج تک کسی نے کوئی طعن نہیں کیا ہے ÷

تیسری فصل

حضرت محمد کے مسیحیوں سے تعلقات اور ربط ضبط

حضرت محمد مکہ میں رہتے ہوئے مسیحی اثر سے محفوظ نہ رہ سکتے تھے۔ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ پر اُس کے حق ہونے میں کسی کو شبہ کی گنجایش نہیں ہو سکتی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مکہ میں جو چار قریشی سردار مسیحی ہو گئے تھے۔ اُن میں سے بعض آپ کے اور آپ کے چاروں اصحاب کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے جو آپ کے ہی خاندان سے تھے۔ اُن کے نسب نامے پیشتر مذکور ہو چکے ہیں۔ حضرت محمد اور آپ کے چاروں یاروں کے نسب نامے حسب ذیل ہیں۔ مقابلہ کر کے اُن کے اور حضرت محمد کے رشتے کو دیکھا جا سکتا ہے

حضرت اور آپ کے چاروں اصحاب کا نسب نامہ یوں آیا ہے۔

۱۔ نسب نامہ حضرت ابوبکر صدیق۔ ابوبکر کا نام عبداللہ تھا۔ عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن النضر بن کنانہ۔

۲۔ نسب نامہ حضرت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن قرط بن ریاح بن عبدالعمد بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔

۳۔ حضرت عثمان بن عفان کا نسب نامہ۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔

۴۔ حضرت علی کا نسب نامہ۔ علی بن ابی طالب۔ ابی طالب کا نام عبدمناف تھا اور وہ عبدالمطلب بن ہاشم کے فرزند تھے۔ وہ اپنی کنیت ابالحسن کرتے تھے۔ معارف۔ البیان۔

۵۔ حضرت محمد کا نسب نامہ۔ محمد بن عبداللہ بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن قریش۔

ان نسب ناموں کا جب قریشی سردار ونکے نسب ناموں سے مقابلہ کیا جاتا ہے جو عیسائی ہو گئے تھے تو یہ بات صفائی سے نظر آجاتی ہے کہ سرداروں کو حضرت محمد اور آپ کے چاروں اصحاب کے قریبی رشتہ دار ثابت ہو جاتے ہیں ایسے حال میں یہ بات ممکن نہ تھی کہ ان قریش سرداروں کے جوان عزیز و اقارب ان سے میل جول نہ رکھیں یا ان کی مسیحی زندگی کے اثر سے بالکل غیر متاثر رہیں۔

ابن اسحٰق کے بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت زید بن عمر بن نفیل اپنے چچا کے ظلم سے جو حضرت عمر کا باپ تھا گھر سے نکالا گیا تھا۔ وہ غار حرا میں اپنی سکونت رکھتا تھا۔ یہاں پر نوجوان قریش خصوصاً حضرت محمد تحنث کرنے آیا کرتے تھے۔ ان سے یہاں پر آپ کی ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ ممکن نہ تھا کہ حضرت زید آپ کو مسیحیت کی تعلیم دینے سے باز رہے ہوں آپ کی ایک دو ملاقاتوں کا ذکر ذیل میں درج ہے لکھا ہے۔

عن ابن عمر انه كان يحدث عن رسول الله صلے الله عليه وسلم انه لقى زيد بن عمرو بن نفيل باسفل بلدح وذلك قبل ان ينزل الوحى علےٰ نبی صلعم فقدم اليه رسول الله صلعم سفرة فيها لحم فابى ان ياكل منها ثم قال زيد انى لا اكل مما تذبحون على انصابكم ولا اكل الا مما ذكر اسم الله عليه وكان يعيب على قريش ذبائحهم

بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ دعویٰ نبوت سے بہت برس پہلے خود آنحضرت صلعم ایک مرتبہ پکا ہوا گوشت زید بن عمرو بن نفیل کے پاس تحفہ میں لے گئے مگر اس نے اس کے کھانے سے انکار کیا

اور حضرت سے کہا میں نہیں کھاتا جس کو تم لوگ اپنے بتوں پر ذبح کرتے ہو اور جس چیز پر اللہ کا نام نہیں پکارا جاتا اس کو میں ہرگز نہیں کھاتا اور وہ قریش کے ذبیحوں کی برائی بیان کرتا تھا۔ انتہیٰ۔

اور پھر یہ وہ زید ہے جس کی بابت حضرت کی یہ رائے تھی کہ وہ قیامت میں تنہا ایک امت ہو کر اٹھیگا چنانچہ ابن اسحٰق نے کہا ہے مجھ کو خبر ملی ہے کہ اس کے بیٹے (زید کے بیٹے) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے اور عمر بن خطاب نے جو اس کا عم زادہ تھا۔ دونوں نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ زید بن عمرو کے لئے مغفرت مانگئے۔ آپ نے کہا بہت خوب۔ وہ یقیناً مثل ایک امت کے تنہا قیامت میں اٹھیگا۔ سیرۃ الرسول جلد اول صفحہ ۷۹۔ اور پھر یہ زید مسیحی تھا۔ دیکھو سوم جاہلیت صفحہ ۲ کا حاشیہ۔

اہلحدیث امرتسر نے مطبوعہ ۸ دسمبر ۱۹۲۲ء میں ایک حدیث صحیح بخاری سے نقل کر کے ابن عمر کی روایت میں تھوڑا سا اختلاف دکھایا ہے جو بجائے خود پر لطف ہے۔ ہم ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے اسے بھی ذیل میں درج کرتے ہیں لکھا ہے۔ قال اخبرنی سالم انہ سمع عبد اللہ یحدث عن رسول اللہ صلعم انہٗ لقی زید بن عمرو نفیل باسفل بلدح وذات قبل ان ینزل علی رسول اللہ صلعم الوحی فقدم الیہ رسول اللہ صلعم سفرۃ فیہا لحمٌ فابی ان یاکل منہا ثم قال انی لا اکل مما تذبحون علی انصابکم ولا اکلُ الا مما ذکر اسم اللہ علیہ (کتاب الذبائح باب الذبح علی النصب) سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے سنا کہ آنحضرت زید بن عمرو بن نفیل سے مقام بلدح میں ملے یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ جب آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی یعنی رسول نہیں ہوئے تھے آنحضرت نے زید کے سامنے دسترخوان بچھایا اور گوشت رکھا۔ زید نے اس کے کھانے سے انکار کیا۔ پھر کہنے لگا میں ان جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا جس کو تم بتوں کے تھانوں (یعنی دیویوں و مندروں) پر چڑھاتے ہو میں اس جانور کا گوشت کھاتا ہوں جو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔

اہلحدیث۔ اس عربی عبارت میں تو صرف دو جگہ غلطیاں ہیں جو ہم نے ۱ و ۲ لکھ کر صحیح کر دی ہیں ترجمہ میں مصنف نے بہت ٹھوکر کھائی ہے۔ ہمارے خیال میں ترجمہ صحیح کر دینا ہی مصنف کے غیض و غضب کا مکمل علاج ہے۔ ناظرین مصنف کے ترجمہ میں اتنا حصہ پھر ذرہ دیکھ لیں جس پر ہم نے خط کھینچا ہے۔ بس یہی جڑ فساد کی ہے۔

صحیح ترجمہ یوں ہے "آنحضرت کے آگے دسترخوان کیا گیا۔ آپ نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا میں ان جانوروں کا گوشت نہیں کھایا کرتا جن کو تم لوگ بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو" مطلب یہ کہ انکار آنحضرتؐ کا فعل ہے جس کو مصنف ہفوات نے زید بن عمرو کا قرار دے کر اپنی بے سمجھی کا

ثبوت دیا ہے۔ ہمارے ترجمہ کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ صحیح بخاری مطبوعہ مصطفائی میں اس جگہ دو نسخے لکھے ہیں۔ ایک میں محض (الیٰ) ہے۔ دوسرے میں جو متن میں ہے (الیہ) ہے۔ مگر اُس کے ساتھ ہی رسول اللہ کی لام پر جر لکھ کر اشارہ کیا ہے کہ رسول کا لفظ (الیہ) کی ضمیر مجرور سے بدل ہے۔

اس حدیث کی غلطی مصنفِ ہفوات کے جواب میں درست کی گئی ہے لیکن ہمیں "الیٰ" اور "الیہ" پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ حضرت زید مسیحی ہو کر حنفا کے معبودوں کے نام سے ذبح شدہ چیز اور اُن پر چڑھائی ہوئی چیز کھانا حرام جانتے تھے۔ حضرت زید کی صحبت کے اثر سے اگر حضرت محمد نے بھی اپنے آبائی معبودوں کے نام سے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا حرام سمجھ لیا تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ اصل بات تو یہ دیکھنا ہے کہ حضرت محمد اپنے مسیحی اقارب سے ملتے تھے۔ اُن کو کھانا بھی گھر کے لوگوں کی غیبت میں لیجا کر دیا کرتے تھے۔ مگر مسیحی اسے حرام جانکر نہ کھایا کرتے تھے آخر حضرت محمد بھی حضرت زید کے مذہب پر ہو گئے تھے۔

۲۔ **حضرت ورقہ بن نوفل سے بھی آپ کا واسطہ تھا**۔ اس بزرگ کے حالات بھی پیشتر نقل ہو چکے ہیں۔ کتب تاریخ و روایات میں آپ کے حالات اور بھی مل سکتے ہیں ہم صرف ایک مقام اور نقل کرتے ہیں لکھا ہے۔ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ خَدِيجَةَ أَخِي أَبِيهَا وَكَانَ امْرَءً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا۔ یعنے وہ خدیجہ کے چچا کے بیٹے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں عیسائی ہو گئے تھے اور وہ عربی زبان میں ایک کتاب یعنے انجیل لکھا کرتے تھے۔ جتنا کہ اللہ کو منظور ہوتا تھا اور وہ بہت بوڑھے تھے۔ دیکھو صحیح مسلم کتاب الایمان باب بدء الوحی۔

شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر سورۂ اقراء میں فرماتے ہیں کہ ورقہ عبرانی کتابوں اور توریت اور انجیل سے پوری واقفیت رکھتا تھا اور ان کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا کرتا تھا۔ یہ بزرگ حضرت محمد کا سالہ تھا۔

۳۔ **امیہ بن ابی الصلت**۔ عرب کے اس مشہور شاعر کی بابت آیا ہے کہ امیہ بن ابی صلت ایک شاعر تھا کہ ابھی جاہلیت تھا اور ہوائے تدین و تالہ سر میں رکھتا تھا یعنے خواہش دین جاری کرنے کی اور خدا پرستی کرنے کی رکھتا تھا اور قدیم کتابیں پڑھا ہوا تھا اور نصاریٰ کے دین پر آیا ہوا تھا اور بت پرستی سے اعراض لئے سر پھرایا تھا۔ مدارج النبوت جلد دوم چھاپہ نولکشور واقع کانپور صفحہ ۲۳۰۔

ایک اور بزرگ لکھتے ہیں کہ امیہ بن ابی الصلت عرب کا مشہور شاعر تھا۔ اُس نے قدیم مذہبی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا تھا۔ اُس کے مذہبی رنگ کے ساتھ اُس کی زبان پر سب سے قدیم مذہبی لٹریچر کے الفاظ چڑھ گئے تھے۔ اُس کے کلام میں آیا ہے۔

قمر وما ھو ریسل و نغیم   واللطیطہ فوق الارض مقتد د

علیک علی عرش السماء مہیمن — نعزتہ تنوا الوجوہ و تسجد

ملائکۃ اقدامہم تحت عرشہ — بکفیہ لولا الیہ کلوا وا بلدو

امین الوحی القدس جبرئیل فیھم — ومیکال ذو الروح القوی المسدد

علیک لسماوات الشتد ادواد نمنا — ولیس لشئی عن قضاۃ مساود

فکن خائفا للموت والبعث بعدہ — ولاتک ممن غرہ الیوم او غد

یہ قصیدہ غایت مطول ہے۔ جس میں اُس نے مذہبی رنگ وآب سے خدا کی قدرت اور فرشتوں کی کثرت غیرذی روح چیزوں کی تسبیح تحلیل کی تصویر کھینچی ہے۔ لیکن ہم نے اُس کے عقائد کے اظہار کے لئے صرف چند شعر نقل کئے ہیں۔

امیہ بن ابی الصلت نے جناب رسالت پناہ کا زمانہ پایا تھا چنانچہ جب آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھے گئے

والشمس تطلع کل آخر لیلۃ — حمراء لصبح لونھا تیورد

تابی فلا تطلع لنا فی رسلھا — الا معذبۃ والا تجلد

تو آپ نے فرمایا صَدَق۔ ضیاء الاسلام مرادآباد جلدہ نمبر ۳ کو دیکھو۔

۴۔ **قیس بن ساعدۃ**۔ قیس بن ساعدۃ عرب کا مشہور خطیب تھا اور سوق عکاظ میں عموماً مذہبی اور اخلاقی خطبے دیا کرتا تھا۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا خطبہ سُنا تھا اور اُس کی تعریف فرمائی تھی قیس بن ساعدۃ کے خطبات اور اشعار تمام تر ان عقائد سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہم اُس کے چند شعر نقل کرتے ہیں۔

وجبال شوامخ راسیات — وبحار میاھن غزار

ونجوم تلوح فی ظلم اللیل — وشمس فی کل یوم تدار

وغلام اشمط و رضیع — کلھم فی التراب یوماً یزار

والذی قد ذکرت دل علی اللہ — نفوسا لھا ھدی واعتبار

یاداعی الموت والملحود فی جدث — علیہم من بقایا خزھم خرق

دعہم فان لھم یوماً یصاح بھم — فھم اذا انتبھوا من نومھم فرق

حتی یعودوا لحال غیر حالھم — خلقا جدیدا من قبلھا خلقوا

منھم عراۃ ومنھم فی ثیابھم — منھا الجدید ومنھا المنھج الخلق

ترجمہ۔ بلند اور اٹل پہاڑ اور پانی سے لبریز دریا اور ستارے جو رات کی تاریکی میں چمکتے ہیں اور سورج

جو دن میں گردش کرتا ہے۔ لڑکے اور ادھیڑ شیرخوار بچے سب کے سب ایک دن قبر میں ملینگے۔ یہ تمام چیزیں خدا کی طرف ان نفوس کو رہنمائی کرتی ہیں جو ہدایت پذیر ہیں۔ اے داعی موت اس حالت میں کہ مُردے قبر میں ہیں اور اُن کے بچے کھچے کپڑے پُرزے پرزے ہو گئے ہیں۔ اُن کو پڑا رہنے دے۔ کیونکہ ایک دن وہ پکارے جائینگے پس خوفزدہ ہو کر بیدار ہونگے۔ یہاں تک کہ اپنی قدیم حالت کے خلاف دوسری حالت میں جدید خلقت کی طرف رجوع کرینگے جیسا کہ پہلے مخلوق ہوئے تھے۔ بعض ان میں ننگے ہونگے اور بعض نئے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے ہونگے"۔ ضیاءالاسلام جلد ا ور نمبر ایضاً۔

۵۔ مکہ کے تلواریں بنانے والے مسیحی بھی آپ کے دوست تھے۔ حضرت محمد کے تعلقات اوپر کے مشہور مسیحیوں سے ہی نہ تھے۔ بلکہ آپ کے تعلقات مکہ کے اُن مسیحیوں سے بھی تھے جو مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے مفسرین قرآن نے ان کے ذکر اذکار تفاسیر میں لکھے ہیں جنکا اختصاراً ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً معاصرین سمجھتے تھے کہ مکہ کے مسیحی حضرت محمد کو قرآن سکھایا کرتے تھے اور مخالفوں کا یہ خیال قیامت تک غلط ثابت نہیں ہو سکتا ہے۔ جس کا بیان یوں آیا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا اِفْكُ افْتَرٰهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَاءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا وَقَالُوْا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ اور کہا کفار نے کہ یہ قرآن تو سوا قدیم افترا کے اور کچھ نہیں اور اس میں مدد کی ہے آخری قوم نے۔ پس تحقیق آئے وہ ظلم اور جھوٹ پر اور کہنے لگے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ جن کو لکھ لیا ہے سو وہی صبح شام لکھوا جاتی ہیں اسے۔ فرقان۔ ا رکوع پھر آیا ہے۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ اور تحقیق ہم کو معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تحقیق اسے تو ایک بشر سکھاتا ہے جس کی بابت اُن کا گمان ہے اُس کی زبان عجمی ہے اور یہ عربی زبان ہے ظاہر نحل آیت ۱۰۳

اس پر بیضاوی لکھتا ہے۔ یعنون جبرالرومی غلام عامر ابن الحضرمی وقیل جبر ویسار کان یصنعان السیوف بمکۃ ویقران التورٰیۃ والانجیل وکان الرسول یمر علیھما ویسمع مایقرأنہ وقیل عائش غلام حویطب بن عبد العزیٰ وقد اسلم وکان صاحب کتب وقیل سلمان فارسی۔ یعنے مراد رکھتے تھے (کافر) جبر رومی سے کہ غلام ابن الحضرمی کا تھا اور کہا ہے کہ جبر اور یسار تھے جو کہ مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے اور توریت اور انجیل پڑھا کرتے تھے ان کے پاس رسول گذر کیا کرتے تھے اور جو کچھ یہ دو شخص پڑھا کرتے تھے اُس کی سماعت کیا کرتے تھے

اور کہا ہے کہ وہ عائش تھا کہ وہ غلام حویطب بن عبد العزیٰ کا تھا اور مسلم ہو گیا تھا اور صاحب کتاب تھا اور کہا ہے کہ وہ سلمان فارسی تھا۔

معالم میں آیا ہے کہ۔ وقال عبد اللہ بن مسلم الحضرمی کان لنا عبدان اهل التمر یقال لاحدهما یسار یکنا ابا فکیهة ویقال الاخر جبر وکان یصنعان السیوف بمکة وکان یقران التوریة والانجیل فربما مر بهما النبی وهما یقران التوریة فیقف ویسمع قال الضحاک وکان النبی عم اذا اٰذاه الکفار یقعد الیهما ویستریح بکلامهما فقال المشرکون انما یتعلم محمد منهما یعنے اور کہا عبد اللہ ابن مسلم الحضرمی نے اہل یمن التمر سے کہ ہمارے دو غلام تھے ایک کو ان میں سے یسار ابا فکہ کہتے تھے اور دوسرے کو جبر۔ یہ دونوں مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے اور توریت و انجیل پڑھا کرتے تھے۔ پس بعض اوقات حضرت ان پاس گذر کرتے اور وہ دونوں توریت پڑھتے ہوتے تو حضرت وہاں توقف کرتے اور سماعت کیا کرتے۔ کہا ضحاک نے کہ جب کفار نبی کے پاس آتے تو آنحضرت ان دونوں کی طرف یعنے جبر و یسار کی طرف بیٹھے اور اُن کے کلام سے استراحت حاصل کرتے تھے۔ پس مشرکوں نے کہا کہ بہ تحقیق محمد کو ان دونوں شخصوں میں سے ایک تعلیم دیتا ہے اور یہی بیان مدارک میں آیا ہے پھر ابو ہریرہ سے روایت یوں آئی ہے۔ اَبُوْهُرَیْرَةَ وعنہ قَالَ کَانَ اَهْلُ الْکِتٰبِ یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰىةَ بِالْعِبْرَانِیَّةِ وَیُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِیَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ۔ مظاہر الحق جلد اول۔ چھاپہ نولکشور صفحہ ۱۸

مقامات مذکورہ کو پیش کرنے کا فی الحال ہمارا صرف اسی قدر مطلب ہے کہ حضرت محمد کے زمانہ طفولیت سے لیکر بعد کی زندگی میں عربی مسیحیوں سے انس و محبت کے رشتے دکھا دیں اور یہ بات اوپر کی باتوں سے روشن ہے آپ کے مسیحی دوست لکھے پڑھے لوگ تھے۔ ان میں آپ کے نہایت قریبی رشتہ دار تھے۔ ان میں خطیب و واعظ تھے۔ اُن میں اعلیٰ پایہ کے شاعر تھے۔ ان میں مسیحی دین کے راہب اور پادری تھے۔ اُن میں اہل کسب بھی تھے غرضیکہ ہر قابلیت کے آدمی تھے۔ دولتمند اور عام درجہ کے بھی تھے۔ اُن سے آپ کا ربط ضبط زمانہ طفولیت سے چلا آتا تھا۔ وہ ربط ضبط ایسا گہرا تھا کہ معاصرین سمجھا کرتے تھے کہ مسیحی حضرت محمد کے معلم اور قرآن محمدی کے موجد ہیں ‌‌۔

۲۔ **آپ مسیحیوں کے ہاں ملازم بھی تھے**۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ مکہ میں ایک دولتمند لیڈی تھی آنحضرت نے آپ کی ملازمت اُٹھائی تھی۔ آپ اُن کے ہاں گماشتہ کا کام کرتے تھے جو لکھے پڑھے آدمیوں کا کام ہو سکتا ہے آپ کی ملازمت میں ہی آپ نے شام کے سفر کئے اور صیغہ تجارت میں آپ نے اپنے آقا کی نگاہ میں

مقبولیت حاصل کی۔ یہی حضرت خدیجہ ہیں جن کے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل تھے جو انجیل کا عربی میں ترجمہ کیا کرتے تھے اور وہ بھی آپ کے ہی خاندان کے مسیحی تھے۔

ان مسیحیوں کی صحبت و سنگت میں آنحضرت زمانہ طفولیت سے کم از کم ۲۵ سالہ عمر تک ضرور رہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس عمر میں حضرت محمد نے حضرت خدیجہ سے جو مسیحی مذہب پر تھیں شادی کر لی تھی۔ حال یہ ہے کہ اس وقت مسیحی لوگوں میں اور حنفاء میں اس درجہ تک نفرت و جدائی تھی کہ کوئی مسیحی کسی حنفی کے گھر کی پکی ہوئی چیز نہ کھا سکتا تھا۔ ان قرائن کا خیال کرتے ہوئے حضرت محمد کا اپنی شادی مذکور سے پیشتر مسیحی نہ ہونا بلکہ بت پرست رہنا ایک شق القمر سے بڑھ چڑھ کر معجزہ تھا۔ مگر قیاس اور قرائن اس بات کے متقاضی ہیں کہ حضرت محمد اپنی ۲۵ سالہ عمر سے پیشتر ہی مسیحی ہو چکے ہوں۔ آپ کو مسیحی ہونے سے روکنے والی کوئی شئے ملت آبائی میں نہ تھی۔

۷۔ **حضرت محمد کا حضرت خدیجہ سے شادی کرنے کے دن سے لیکر آپ کی چالیس سالہ زندگی** تک پہنچنے کے درمیان ۱۵ سال اور ایسے ہیں جن میں آپ کی زندگی بالکلیہ مسیحی اثر میں مقید رہی تھی۔ آپ ایک علامہ مسیحی خاتون کے شوہر ہو کر ایک عالم اجل مسیحی کے جیسے ورقہ بن نوفل کہتے ہیں بہنوئی تھے۔ جو شوق سے مسیحی نوشتوں کو عربی لباس پہناتا رہتا تھا۔ یہ ایک دوسرا معجزہ ہوگا۔ اگر اس طویل زمانہ میں حضرت محمد نے مسیحیوں سے کچھ نہ سیکھا ہو اور نہ آپ حنفیت چھوڑ کر مسیحی ہونے پر مجبور ہوئے ہوں۔

چوتھی فصل

حضرت محمد کے زمانہ کے عربی مسیحیوں کے قرآنی حالات

روایات و حکایات سے دکھایا گیا کہ حضرت محمد کے علم و آگاہی میں صرف مسیحی نہ تھے جو حضرت محمد کے عزیز قریبی رشتہ دار تھے۔ بلکہ عربی مسیحیوں کے اکابر بھی آپ کے علم میں تھے۔ آپ اُن کے وعظ سنا کرتے تھے۔ اُن کے شعراء کے کلام کو سنا کرتے تھے۔ آپ کا اُن کی بابت اعلیٰ درجہ کا حسن ظن تھا۔ اُن سے حد درجہ کا ربط و ضبط تھا۔ آپ کے معاصرین اس بات کو جانتے اور مانتے تھے کہ قرآن عربی کے معلم بھی مسیحی ہی ہیں۔ ایسے حالات و اسباب کی موجودگی تقاضا کرتی ہے کہ قرآن عربی میں بھی اُن کی تعریف و توصیف ہو۔ حضرت محمد اپنی خوش اعتقادی کا جو عربی مسیحی لوگوں کی نسبت تھی قرآن میں بھی اظہار کریں۔ یہ اظہار قرآن عربی میں کیا گیا ہے۔ جسے ہم ناظرین کی ہدایت و آگاہی کے لئے بیان کر دینا چاہتے ہیں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ہمارے ناظرین کرام ذیل کے بیان پر گہری نظر ڈالینگے۔ لکھا ہے۔

لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ۔ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ۔ اَهْلِ الْكِتَاب۔ سب کے سب برابر نہیں (اُن میں) ایک امت قائم ہے جو رات کے وقت اللہ کے کلام کو پڑھا کرتی ہے اور سجدہ کیا کرتی ہے۔ . . . . اور اللہ اور یوم آخرت کو مانتی ہے اور نیک باتوں کا حکم کرتی ہے اور بری باتوں سے روکتی ہے اور بھلائی میں جلدی کرتی ہے۔ اور یہی صالح اُمت ہے اور جو بھلائی وہ کرتی ہے اُسکی ناقدری نہ ہوگی اور اللہ پرہیزگاروں کو جاننے والا ہے۔ عمران آیت ۱۱۳-۱۱۵۔

پھر یہ کہ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ط ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ج يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔ ترجمہ۔ ایمان لانے والوں کی نسبت دشمنی کے بارے میں یہود کو اور مشرکین (مکہ) کو تو سب آدمیوں سے زیادہ سخت پاویگا اور دوستی یا محبت کے بارے میں تو اُن کو زیادہ قریب پاویگا جو کہتے ہیں کہ ہم نصارٰی ہیں۔ اس لئے کہ اُن میں قسیس اور رہبان ہیں اور یہ لوگ تکبر نہیں کرتے اور جب وہ رسول پر نازل شدہ کلام سُنتے ہیں تو دیکھتا ہے کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں کہ انہوں نے اُس کے کلام میں جو حق حق ہے وہ پہچانا ہے۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب اب ہم ایمان لائے ہمیں گواہوں میں لکھ ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور جس قدر سچ بات ہمیں ملی ہے اس پر ایمان نہ لائیں ہمیں امید ہے کہ خدا نیک لوگوں میں ہمیں داخل کریگا پس خدا نے بھی اس قول کے سبب انہیں بدلا دیدیا باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہینگے۔ یہ نیکوں کا بدلہ ہے اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی دوزخی ہیں۔ مائدہ آیت ۸۲-۸۹ تک اور اس کے ساتھ سورہ فرقان آیت ۵۲-۵۶ تک۔

پھر لکھا ہے۔ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ۔ اور جب پڑھا جاتا ہے اُن پر قرآن تو وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے اسکا اور جان لیا ہم نے کہ یہ کلام خدا کا ہے بیشک وہ صحیح اور درست ہے اور اُترا ہے ہمارے رب کے پاس سے بیشک ہم اس سے پیشتر ہی مسلمان ہیں

قصص آیت ۵۳ پ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔ یعنے الرحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے اور جب جاہل اُن سے کلام کرتے تو کہتے ہیں سلامتی ہو اور جو اپنے رب کے واسطے راتوں کو سجدے اور قیام میں گذرانتے ہیں اور جو دعائیں کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھ کہ اس کا عذاب بڑی مصیبت ہے وہ قرار و قیام کے واسطے بری جگہ ہے اور جو خرچ کرنے وقت خطا کا نہیں کرتے اور نہ تنگدلی کرتے ہیں بلکہ ان کے درمیان قائم رہتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود نہیں پکارتے اور نہ کسی نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں اور جس نے ایسا کیا وہ گناہگار ہوا۔ فرقان آیت ۶۴: ۶۸۔ پھر لکھا ہے

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسا تلاوت کرنے کا حق ہے۔ یہ لوگ اُس کو مانتے ہیں۔ اور جو کوئی اُس سے کفر کرے وہی ٹوٹا پانے والا ہے۔ بقر آیت ۱۲۱ پھر یہ کہ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ اور اہل کتاب میں سے بعض تو ایسے ہیں کہ اگر تو ڈھیر کے ڈھیر اُن کے پاس امانت رکھے تو وہ تیری طرف ادا کر دیگا اور بعض ایسے ہیں کہ اگر ایک دینار بھی امانت رکھے (جب تک) ہمیشہ تو اُس پر کھڑا نہ رہے وہ آسے ادا نہ کریگا۔ یہ حالت اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے کہا کہ ہم پر جاہلوں کا کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔ عمران آیت ۷۴۔ پھر لکھا ہے۔

مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اور بعض ان میں مومن ہیں اور اکثر فاسق ہیں عمران آیت ۱۱۰۔ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ . . . وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ بعض ان میں صالح ہیں اور بعض اس کے برعکس ہیں۔ . . اور جو لوگ کتاب سے تمسک کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں تحقیق ہم اصلاح کرنیوالوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔ اعراف آیت ۱۶۹ پ ۱۷۰

بِهِ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ۔ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ۔ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

یعنے اور دیئے ہم نے واسطے اس کے اسحٰق اور یعقوب ہرایک کو ہدایت کی ہم نے اور نوح کو ہدایت کی ہم نے اُن سے پہلے اور اولاد اُس کی سے داؤد کو اور سلیمان کو اور ایوب کو اور یوسف کو اور موسیٰ کو اور ہارون اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم احسان کرنے والوں کو اور زکریا کو اور یحیٰی کو اور عیسےٰ کو اور الیاس کو ہرایک صالحون سے تھا اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو اور ہرایک کو بزرگی دی ہم نے اوپر عالموں کے اور باپوں اُن کے سے اور اولاد اُن کی سے اور بھائیوں اُن کے سے اور پسند کیا ہم نے ان کو اور ہدایت کی ہم نے اُن کو طرف سیدھی راہ کے۔ یہ ہے ہدایت اللہ کی دکھاتا ہے ساتھ اُس کے جسے چاہتا ہے بندوں اپنوں سے اور اگر شریک کرتے وہ تو البتہ کھوئے جاتے عمل اُن کے۔ یہ لوگ ہیں وہ جو دی ہم نے ان کو کتاب اور حکمت اور نبوت پس اگر کفر کریں (کفار) ساتھ اُس کے (قرآن کے) پس تحقیق متوکل کیا ہم نے ساتھ اس کے (قرآن کے) اس قوم کو کہ نہیں ہے ساتھ اس کے (قرآن کے) کفر کرنے والی (کہ اہلِ کتاب ہیں) یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ نے۔ پس چل تو اُن کی ہدایت پر۔ انعام ۱۰ رکوع ؀

پھر صفائی سے لکھا گیا کہ حضرت کو کتب مقدسہ کے انبیا کی بابت مسیحیوں سے ہی دریافت کرنے کا حکم تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ یعنے اور نہیں بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے کسی کو مگر وہ تھے انسان جن کی طرف ہم نے وحی کی تھی۔ پس دریافت کرلو اہلِ ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔ نحل آیت ۴۳ ؀

حضرات یہ تو کوئی بڑی بات نہ تھی کہ حضرت محمد کو قرآن محمدی کے ہرایک شک و شبہ میں مسیحیوں کی

طرف رجوع ہوکر صفائی کرنے کا حکم تھا جیسا کہ لکھا ہے۔
فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ۔ یعنے پس اگر تو اس چیز کی طرف سے جو تیری طرف ہم نے نازل کی ہو۔ شک میں ہو تو پس اُن لوگوں سے دریافت کر جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔ (یعنے عربی مسیحی) یونس ۱۰ رکوع آیت ۹۴ +

پھر لکھا ہو کہ۔ وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ
یعنے اور دریافت کر اُن سے جو تجھ سے پہلے رسول ہم نے بھیجے تھے کہ کیا ہم نے سوا الرحمٰن کے کسی کی عبادت کا حکم دیا تھا؟ زخرف ۴۳ رکوع آیت ۴۵۔ انبیاء ۲۱ رکوع آیت ۲۵ +

یہاں سے کئی قابل غور و فکر حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے حضرت محمد کے زمانہ کے عربی مسیحیوں کا شمار یا اُنکی کثرت و قلت کو دیکھنا چاہیے۔ منقولات بالا میں اُنکو ایک قوم کہا گیا ہو جسکی ہدایت پر حضرت محمد کو چلنے کی ہدایت آئی ہے۔ اُن کو ایک اُمت کہا گیا ہو +

پھر اُنکے نام و خطاب بھی قابل غور ہیں۔ وہ اہل الکتاب کہلائے ہیں۔ صالحین کہلائے ہیں۔ عباد الرحمٰن کہلائے ہیں۔ حضرت محمد سے پیشتر کے مسلم کہلائے ہیں۔ نصاریٰ کہلائے ہیں۔ اُن کو اہل الذکر کہا گیا ہو۔ وہ یقرؤن الکتاب کے نام سے نامزد کئے گئے ہیں +

مزید براں اُن کے معبود کا نام بھی یاد رکھنے کے لائق ہو۔ عربی مسیحی اپنے معبود کو الرحمٰن کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ اسی نام کے مسمیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اہل کفر اس نام سے بالکل ناآشنا تھے۔ جیسا کہ آگے چلکر ثابت ہوگا۔ وہ عربی اسم اللہ کو ہمیشہ بمعنے الرحمٰن استعمال کیا کرتے تھے وہ یقین کرتے تھے کہ اُن کی تمام دینی کُتب کو الرحمٰن نے نازل کیا تھا اور اُنکی کتابوں میں صرف الرحمٰن ہی کی عبادت کا حکم آیا تھا +

اسکے سوا آیات مذکورہ میں مسیحی بائبل کے ساتھ دکھائے گئے ہیں۔ یہ عربی مسیحی دن رات الکتاب اور اُس کی آیات کو پڑھا کرتے تھے۔ وہ الکتاب کو ایسا پڑھا کرتے تھے جو پڑھنے کا حق ہوتا ہے وہ لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف بلایا کرتے تھے۔ وہ اُن انبیاء کے معتقد تھے جنکا مختصر ذکر سورہ انعام کی آیات میں آیا ہے۔

عربی مسیحیوں کی خصلت و سیرت اور اُنکی دیانت و امانت وغیرہ بھی قابل ذکر و فکر ہے۔ وہ فروتنی سے عرب میں رہتے تھے۔ عربی جاہلوں کو سلام کیا کرتے تھے۔ تمام دن رات دعاؤں اور عبادتوں میں گذرانتے تھے وہ خرچ و اخراجات میں خطا نہیں کرتے تھے۔ وہ ہر ایک نیک کام میں جلدی کرتے تھے۔ پر بدکاری سے پرہیز کیا کرتے تھے اور خیرات میں نہایت بڑھے ہوئے تھے۔ اُن کی دیانت و امانت کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی ان کے پاس ایک قنطار سونا۔ چاندی امانت رکھتا تو وہ بروقت مطالبہ ادا کر دیتے تھے۔ وہ کبھی خطا کاری اور

سنگدلی نہ کرتے تھے۔ وہ کسی کو قتل نہ کرتے تھے نہ زنا کیا کرتے تھے جو ان میں بدعملی کا مرتکب ہوتا تھا وہ گناہگار سمجھا جاتا تھا۔ حضرت محمد کو اُن سے انبیاء برحق کی بابت تحقیق کرنے کا حکم تھا اور اُنہیں عربی مسیحیوں سے قرآن عربی کی ہر ایک مشکل کو حل کرنے کی تاکید تھی

غریب مسیحیوں کی بابت جو حضرت محمد کے ہمعصر و ہمزباں تھے۔ جو کیفیت اوپر کی آیات میں مذکور ہوئی ہے وہ ہر ایک معانی سے تعجب خیز و حیرت انگیز ہے۔ پھر اس کے ساتھ جب یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اُنہیں پادری اور رہبان تھے اور کہ یہ عربی مسیحی حضرت محمد اور اسلام کے متلاشی عربوں کو محبت کرتے تھے مگر عربی یہودی ان اسلام کے متلاشیوں سے اور حضرت محمد سے دشمنی کرتے تھے تو کون خدا ترس مسلم اس حقیقت سے منکر ہو سکتا ہے کہ حضرت محمد انہیں مسیحیوں کے دین و ایمان کے ہو چکے تھے۔ قرآن عربی میں حضرت محمد کے ہمزبان جس قدر نیک عربوں کا قرآن میں ذکر آیا ہے وہ ہرگز مسیحیوں کے سوا نہیں ہو سکتے ہیں۔ عربی مسیحیوں نے اور اُن کی مسیحیت نے حضرت محمد کو موہ لیا تھا۔ حالات مذکورہ کسی مسیحیوں کے دشمن اور مسیحیت کے مخالف کے لکھے ہوئے مانے نہیں جا سکتے ہیں۔ پھر اس پر لطف یہ ہے کہ تمام قرآن میں صرف مسیحی امت و قوم ہی خدا کی پسندیدہ قوم و امت ثابت ہو سکتی ہے۔ اسکے مقابل کوئی دوسری قوم خدا کی مقبول ثابت نہیں ہے۔

پانچویں فصل

ینابیع القرآن محکم

فصول ماقبل میں ایسے قرائن و امکانات ظاہر ہو چکے ہیں جو اسبات کے قدرتاً متقاضی ہیں کہ حضرت محمد مسیحیوں سے مذہبی تعلیم پاتے۔ حضرت محمد کے آبائی مذہب میں کوئی مذہبی خوبی نہ تھی۔ کوئی مذہبی کتاب نہ تھی۔ کوئی ہادی یا معلم نہ تھا سراسر بت پرستی کی اندھی تقلید تھی۔

اسکے سوا آپ کے عزیز و اقارب میں سے چوٹی کے آدمی جو علم و فضل کی دولت سے غنی تھے مسیحی ہو چکے تھے۔ وہ مسیحی ہو کر مکہ میں ہی رہا کرتے تھے۔ اُن سے آپ کی صحبت تھی۔ اُن سے میل ملاپ تھا۔ ان کے سوا دیگر مشہور مسیحی تھے جن سے آپکو کمال خوش اعتقادی تھی۔ ان سے آپ توریت و انجیل کی سماعت کیا کرتے تھے۔

اسکے علاوہ آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے ملازم ہو گئے تھے۔ آپ بھی مسیحی مذہب کو ماننے والی تھیں۔ جو عاقلہ و بالغہ و عالمہ ہونے کے سوا مشہور دولتمند تھیں۔ آپکا چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل خود علامہ عصر ہونے کے علاوہ آپ کے ساتھ مسیحی ہو کر رہتا تھا اور توریت و انجیل کا عربی میں ترجمہ کیا کرتا تھا۔ اسی حضرت خدیجہ کے ساتھ آپ کی شادی ہونے کو تھی۔ ایسے اسباب و حالات کی موجودگی میں حضرت محمد کا بغیر مذہبی تعلیم و تربیت کے رہنا

شق القمر سے بڑھ کر شق الشمس کا معجزہ تھا۔ پھر یہ مسیحی بھی اُن صفات کے تھے جنکا ذکر فصل ماقبل میں ہُوا ہے۔ پس یہ تمام امکانات ہر ایک عاقل کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے مجبور کرتے ہیں کہ حضرت محمد نے عربی مسیحیوں سے ضرور قرآن عربی کی تعلیم پائی ہو۔ جسکے مزید ثبوت ہم اس فصل میں درج کرتے ہیں۔

دفعہ ۱ حضرت محمد کے لئے حنفیت پر ایک سبق۔ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ عربی مسیحی اہل مکہ کے مذہب کو کفر صریح جانتے تھے حتیٰ کہ اُن کے ہاں کے کھانے بھی حرام سمجھا کرتے تھے۔ حضرت محمد جب آبائی مذہب سے متنفر ہو کر مسیحیت کی طرف رجوع ہونے لگے ہونگے تو اُنکو پہلے پہل مصنف قرآن نے آبائی مذہب کے خلاف ضرور کچھ سکھایا ہوگا۔ قرآن عربی میں جو کچھ حضرت محمد کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے اُسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں جو سبق حضرت محمد کو آبائی مذہب کی بابت دیا گیا ہے اُس میں آبائی مذہب کی نہایت سیاہ تصویر کھینچی گئی ہے۔ جیسا ناظرین کی آگاہی کے لئے بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ ذیل کی آیات پر غور فرمائیے۔ لکھا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ۔ ترجمہ۔ آیت قبل کے ساتھ ہم تجھ سے ہنسی کرنے والوں کے مقابلہ میں کافی ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرے خدا بناتے ہیں۔ پس وہ جان لینگے۔ اور ہم کو معلوم ہے کہ تیرا دل انکی باتوں سے ضرور تنگ ہوتا ہے۔ پس اپنے رب کی حمد میں تسبیح اور سجدہ کرتا رہ اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہ۔ یہاں تک کہ تجھ کو یقین آجائے۔ حجر آیت ۹۵۔۹۹۔ کفار حضرت کو اپنے معبودوں سے ڈرایا کرتے تھے۔ زمر آیت ۳۶۔ پھر لکھا ہے۔

وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَہٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْکَ خَلِیْلًا

اور قریب تھے کہ تجھ کو اس کلام سے بچلا دیتے جو ہم نے تیری طرف وحی کیا تھا تاکہ تو ہم پر سوا اسکے کچھ اور بات بنا دے اور تب وہ تجھ کو دوست بنا لیتے۔ بنی اسرائیل آیت ۷۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُہٗ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیُشْھِدُ اللّٰہَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِہٖ وَھُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ۔ اور لوگوں میں سے ایک ایسا ہے جسکی بات اس دنیوی حیات میں تجھے تعجب میں ڈالتی ہے اور وہ اپنے مافی قلب پر اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہے۔ مگر وہ سخت جھگڑالو ہے۔ بقر آیت ۲۰۴۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَرَحْمَتُہٗ لَھَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو ایک گروہ ان میں سے ارادہ کر ہی چکا تھا کہ تجھ کو گمراہ کرے۔ نسا آیت ۱۱۳۔ فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَضَآئِقٌ بِہٖ صَدْرُکَ۔ پس شائد تو ان باتوں میں سے جو تیری طرف وحی کی گئی ہیں۔ بعض کو چھوڑنے والا ہے اور ساتھ اس کے تیرا سینہ تنگ ہوتا ہے۔ ہود آیت ۱۲ اور اسکے ساتھ پر ملامت پیغام ہود آیت ۱۱۲ میں دیکھا جائے۔

خدا کی وحدانیت کے عقیدہ میں حضرت محمد کی مشکلات کو ظاہر کرنے کے لئے گوڑیونی آیات میں سے چند آیات مندرجہ صدر پیش کی ہیں۔ ان سے حضرت محمد کا ایک عرصہ تک توحید الٰہی کے اعتقاد میں متذبذب ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے کیا یہ آیات حضرت محمد کے عارف باللہ ہونیکی دلیل ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا اِن سے یہ بات ثابت نہیں کہ یہ آیات آپ کی زندگی کے ابتدائی حصہ پر دلالت کر رہی ہیں۔ جبکہ آپ مسیحیوں سے مانوس ہو کر اپنے آبائی مذہب کے عقائد میں متذبذب ہوئے تھے جبکہ ہنوز مسیحیت کے عقیدہ کے واحد خدا کی آگاہی ہوئی تھی۔ مگر اُس کی وحدانیت پر آپ کا دل نہ جمتا تھا۔ جبکہ آبائی مذہب کے پُر شرک عقیدے آپکو پیارے معلوم ہوتے تھے۔ جبکہ آپ کبھی خدا پرستوں کی طرف ہوا کرتے اور کبھی مشرکوں کی طرف ڈھلک جایا کرتے تھے؟ یہ آیات روز روشن کی طرح یہ بات بھی ظاہر کر رہی ہیں کہ حضرت محمد کی زندگی کے ابتدائی زمانہ میں دو قسم کے لوگ آپ سے رشتہ رکھتے تھے۔ ایک قسم کے لوگ خدا پرست تھے جو آپکو دین حق کی تلقین کیا کرتے تھے۔ ان لوگوں کے ساتھ آپ کے تعلقات تو گہرے تھے مگر آپ اُنکے عقائد کی سمجھ میں نہایت کچے تھے۔ یہ لوگ آپکو آبائی مذہب کے خلاف تعلیم دیا کرتے تھے۔ دوسری قسم کے وہ لوگ تھے جو آبائی ملت یا حنفیت کے عقائد کی خوبی ظاہر کیا کرتے تھے۔ اپنے معبودوں کی فضیلت کے قصے سُنایا کرتے تھے اور اس وقت حضرت محمد اِن مشرکوں سے الگ تھے عجب بات ہو کہ حضرت اِس وقت مشرکوں سے بھی اُنس رکھتے تھے۔ ان کے معبودوں سے خائف ہو کر اُن کی الوہیت کے خیال سے مؤثر ہو جایا کرتے تھے۔ آپ پر مشرکوں کے خیالات یہاں تک مؤثر ہو جایا کرتے تھے کہ اسلامی قرآن کو چھوڑنے پر آمادہ ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت محمد کی یہ حالت تب ہی تک رہی ہو گی جب تک آپ مسیحیت و اسلام سے واقف ہو کر مسیحی یا مسلم نہ بنے ہونگے۔ مسیحی مسلم ہونے کے بعد کی زندگی سے آیات مذکور کی مطابقت نہیں ہو سکتی ہو۔

اگر مندرجہ صدر آیات کو حضرت محمد کی چالیس (۴۰) سالہ زندگی کے بعد آپ سے منسوب کریں تو پہلے یہ بات ماننی محال ہو جاتی ہے کہ حضرت محمد کا بچپن سے لیکر چالیس سالہ عمر تک مسیحیوں سے رفاقت و سنگت رکھنا اور مسیحیوں کی کتب مقدسہ کی تعلیم پاتے رہنا اور پھر اپنے عزیز و اقارب کے مسیحی ہونے پر آبائی حنفیت کے تخت پر جمے رہنا ایسی باتیں ہیں جو مانی نہیں جا سکتی ہیں۔ دوم اگر بفرض محال ہات کو بھی مان لیا جاوے تو ایک ایسے شخص کو نبی بنانے کی کوشش کرنا جو ملکہ نبوت سے خالی ہو۔ جو نبوت کے عہدے پر بلایا جا کر خدا کی وحدانیت کے اعتقاد میں ایسا متزلزل و متذبذب ہو اور مشرکانہ عقائد کی حقانیت کا ایسا خیال رکھتا ہو جیسے خیالات آیات مندرجہ صدر سے ظاہر ہیں اور جو کلام اُسے دیا جاتا ہو اس سے دل تنگ ہو کر چھوڑنے پر آمادہ ہوتا رہتا ہو۔ یہ تمام امور ہی آپ کی نبوت کی نفی میں کافی و وافی ثبوت بن سکتے ہیں جن میں سے ایک کا بھی جواب نہیں ہو سکتا۔ پس آیات زیر بحث کو حضرت محمد کی چالیس سالہ عمر کے بعد کی زندگی سے

منسوب کرنا آپ کو عہدۂ رسالت کے ناقابل بنانا ہے جسکے ساتھ ہم اتفاق نہیں کرسکتے ہیں۔

قرآن شریف میں ذیل کی آیات بھی حضرت محمد کے آبائی مذہب کی تضلیل و گمراہی پر شاہد ہیں اور حضرت محمد کی مذہبی زندگی پر بھی روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کے مطالب بخوبی اس بات کو روشن کرتے ہیں کہ مسیحی اسلام اور قرآن ملی کے حصول سے پیشتر حضرت محمد دین وایمان کے وسائل سے خود محروم تھے مسیحی سلام میں آنے ہی سے آپکو روحانی ہدایت وروشنی نصیب ہوئی تھی۔ بطور مثال چند آیات درج کرتے ہیں۔ لکھا ہے۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔ یعنے پس تحقیق رہا میں تمہارے درمیان ایک عمر (۴۰ برس) پہلے اس سے۔ پس کیا تم نہیں سمجھتے۔ یونس ۲ رکوع۔

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ۔ کیا نہ پایا ہم نے تجھ کو یتیم۔ پس جگہ دی تجھ کو اور پایا تجھ کو گمراہ اور ہدایت دی تجھ کو۔ ضحیٰ۔

مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ۔ یعنے نہ جانتا تھا تو کہ کیا ہوتی ہے کتاب اور نہ جانتا تھا تو کہ کیا ہوتا ہے ایمان۔ شوریٰ آیت ۵۲

لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ۔ یعنے البتہ تحقیق تو اس سے بیچ غفلت کے تھا پس ہم نے تیری آنکھ سے پردہ اُٹھا دیا۔ پس آج تیری نگاہ تیز ہے۔ ق آیت ۲۰ و ۲۱۔

پیشتر کی آیات میں حضرت کی شان میں آیا تھا۔ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ . . . پھر وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ آیا تھا پھر أَن تَفْتِلُوكَ بھی آیا تھا۔ پھر تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ بھی آیا تھا۔ مگر ان آیات میں حضرت کی بابت ارشاد ہے فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ يَجِدْكَ يَتِيمًا اور وَجَدَكَ ضَالًّا آپ کی شان میں ہے۔۔ کتاب وایمان سے لاعلمی کا اظہار موجود ہے۔ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ اور غِطَاءَ آپ کی بابت مذکور ہیں۔ یہ تمام جملے اور الفاظ وہی ہیں جنکو قرآن عربی نے کوڑیوں دفعہ کفار ومشرکین کی بابت استعمال کیا ہے۔ یہ تمام الفاظ اور جملے ایسے ہیں کہ حضرت محمد کے مسیحی عزیز واقارب آپ کی بابت استعمال کرسکتے تھے۔ ان سے جو بڑی حقیقت ظاہر و باہر ہے وہ حضرت محمد کی آبائی ملت کی کراہیت ہے جس میں آپ پیدا ہوئے تھے اور جسمیں آپ نے اپنا بچپن کاٹا تھا۔ پس ان مقامات سے بھی حضرت محمد کی آبائی ملت تحنث وشرک پرستی ہی ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے اس ملت سے تب تک رہائی نہیں پائی جب تک کہ مسیحیت کو قبول نہ کیا تھا۔

قرآن خواں اصحاب کو معلوم ہے کہ مروجہ قرآن عربی میں ھود۔ صالح۔ شعیب۔ لقمان۔ سکندر ذوالقرنین وغیرہ کے قصص بار بار دہرائے گئے ہیں اور حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کا عرب میں آنا اور کعبہ کا بنانا مذکور

ہوا ہے۔ سرسید مرحوم جیسے بزرگ انہیں عرب کے انبیاء تسلیم کر گئے ہیں۔ اگر حضرت محمد سے پیشتر عرب میں کبھی کوئی نذیر و بشیر آیا تھا یا کوئی نبی رسول آیا تھا تو حضرت محمد کے آبائی مذہب کو گمراہی وغیرہ کہا نہ جا سکتا تھا۔ مگر آپ کے آبائی مذہب کی بابت وہ کچھ کہا گیا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ اسکے سوا ذیل کی آیات نے عربی انبیاء کی ہستی بھی اُڑا دی ہے۔ لکھا ہے

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ۔ یعنے کیا ہم نے اِن کو کوئی کتاب اس سے (قرآن سے) قبل دی ہے جس کے ساتھ وہ تمسک کرتے ہیں۔ بلکہ وہ تو یہی کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء کو ایک امت پایا ہے اور ہم انکے نقش پا پر ہدایت یافتہ ہیں۔ زخرف ۲ رکوع۔

پھر لکھا ہے۔ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ۔ یعنے کیا ہم نے تم کو کوئی کتاب دی ہے۔ جسے تم پڑھتے ہو۔ قلم ۲ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ یعنے کیا تمہارے پاس کوئی سلطان مبین ہے۔ پس لاؤ اپنی کتاب اگر تم سچے ہو۔ الصفت ۵ رکوع۔ پھر آیا ہے۔

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَیِّنَتٍ مِّنْهُ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا یعنے کیا ہم نے انکو کتاب دی ہے جس کے سبب سے وہ بینات پر ہوں۔ بلکہ ظالم لوگ ایک دوسرے سے وعدہ کرتے ہیں تو فریب ہی کا وعدہ کرتے ہیں۔ فاطر ۵ رکوع۔ پھر آیا ہے۔

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ یَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ یُشْرِكُوْنَ۔ یعنے کیا ہم نے اُن پر کوئی ایسی حجت نازل کی ہے جو اُن سے وہی کلام کہتی ہے جسکے ساتھ وہ شرک کرتے ہیں۔ روم ۴ رکوع۔ پھر آیا ہے

وَمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ۔ یعنے اور ہم نے انکو کوئی کتاب نہیں دی جسے وہ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے ہم نے اُن کی طرف کوئی نذیر بھیجا۔ سبا ۵ رکوع

ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ مروجہ قرآن میں حضرت ابراہیم عبرانی کا اور آپ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کا عرب میں آنا اور کعبہ بنانا وغیرہ مذکور ہے ہود۔ صالح وغیرہ غیر معروف بزرگوں کے قصص مروجہ قرآن میں مرقوم ہیں۔ مگر آیات منقولہ بالا ان تمام قصص کی حقانیت و صحت کے خلاف صریح نصوص ہیں اُنکی سند پر حضرت اپنے آبائی مذہب کے معتقدوں کے تمام دینی عقائد کی تکذیب میں کمربستہ ہیں۔ آپ دعویٰ کر رہے ہیں کہ حنفاء اور صابئین اور قریش اور دیگر قبائل عرب حضرت سے پیشتر نہ کوئی کتاب رکھتے تھے نہ ہدایت کا کوئی وسیلہ رکھتے تھے۔ نہ ان میں پیشتر کوئی نذیر و بشیر پیدا ہوا تھا اور نہ کوئی نبی رسول

ان میں آیا تھا۔ نہ اُن کے عقائد کے ثبوت میں اُن کے پاس کوئی کتاب تھی پس وہ البتہ اسی سے تخنف و تخنت کرتے ہوئے آرہے تھے۔ اِن تمام باتوں نے عربوں کے انبیاء مذکور کی نذارتیں وبشارتیں اور اُن کی نبوتیں عرب کی زمین سے کافور کردیں اور اُن کے دین اور اُنکے عقائد کو ضلالت میں بنادیا۔ پس حضرت محمد کے آبائی مذہب میں کفر پرستی اور شرک پرستی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

وہ شخص جو حالات مندرجہ صدر کو سمجھ سکتا ہو وہ حضرت محمد کی بابت آسانی سے اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ حضرت محمد کی آبائی مذہبی ملکیت حق شناسی کے تمام وسائل سے خالی تھی۔ قدرت نے آپ کے خاندان میں حق شناسی اور حق رسی کے جو وسائل مہیا کئے تھے وہ بالکلیہ غیر آبائی تھے۔ وہ وسائل عربی مسیحیت اور عربی مسیحیوں سے متعلق تھے۔ خوش قسمتی سے آپ کے ہی خاندان کے اکابر مسیحی ہو گئے تھے۔ آپکو لڑکپن سے اُن مسیحیوں سے اُنس وموانست تھی۔ انہیں سے آپ کے گہرے تعلقات تھے۔ وہ علم وفضل بلکہ دولت وثروت میں غنی تھے۔ وہ مسیحیوں کی کُتب مقدسہ کو عربی لباس پہنایا کرتے تھے۔ حضرت محمد اُن سے کتب مقدسہ کی تعلیم پایا کرتے تھے۔ مخالفین مسیحیت اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ حضرت محمد کو مسیحی صبح وشام قصص سکھاتے ہیں اور آپ قصص وبیانات کو لکھ لیتے ہیں یہ تمام قرائن کسی طرح سے حضرت محمد کو غیر مسیحی نہیں بنا سکتے۔

دفعہ ۲۔ حضرت محمد کو مسیحیوں نے قرآن محکم سکھایا تھا۔ مروجہ قرآن میں یہ بات صفائی سے آئی ہے کہ حضرت محمد کو مسیحیوں کی کُتب مقدسہ کے قصص سکھائے گئے ہیں۔ اس کی بابت بہت سے ثبوت نقل کئے جا سکتے ہیں۔ مگر ہم بخوف طوالت صرف چند مقامات نقل کرنے پر کفالت کرتے ہیں۔ لکھا ہے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ اور ہم نے تمہاری طرف صاف صاف آیات اُتاری ہیں اور اُن لوگوں کی تمثیلات ہیں جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں اور پرہیزگاروں کے واسطے نصیحت ہیں۔ نور آیت ۳۴۔ پھر سورہ نساء میں انبیاء ماقبل کی فہرست دیکر مصنفِ قرآن نے لکھا ہے وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ۔ اور بہت سے اور رسول ہم بھیج چکے ہیں جنکے قصے ہم پہلے تجھ سے بیان کر چکے ہیں اور بہت سے اور رسول ہیں جنکے قصے ہم نے تجھ سے بیان نہیں کئے۔ نساء آیت ۱۶۳۔ پھر یہ تمام قصے حضرت کے دل کو ثابت وقائم کرنے کے لئے سنائے جاتے تھے۔ لکھا ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ۔ اور کل رسولوں کے قصے تجھ پر بیان کرتے ہیں۔ تاکہ اُن سے تیرا دل قائم کر دیں۔ ہود آیت ۱۲۰۔ پھر ان تمام قصص کو بائبل کی تصدیق میں سنایا گیا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ یوسف آیت ۱۱۱ پھر بھی انبیاء کے قصص سنانے کا حکم تھا۔ نہ حنفیت کی شریعت سنانے کا لکھا ہے۔ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ پس ان قصوں میں سے قصے بیان کرتا کہ وہ فکر کریں۔ اعراف آیت ۱۷۶۔ یہ قصص اسلئے غیب کے اخبار سمجھے گئے تھے کہ انکو نہ حضرت جانتے تھے اور نہ حضرت کی قوم جانتی تھی۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ یعنے یہ غیب کی خبریں ہیں جنکو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔ تو اور تیری قوم اس سے پیشتر ان باتوں کو نہ جانتے تھے پس صبر کر آخر کار اہلِ خوف کا ہی بھلا ہوگا۔ ہود آیت ۴۹۔

حضرت محمد کی آبائی ملت کے لوگ قرآنی عبارات کو پہلے لوگوں کی کہانیاں کرتے تھے جنکو مسیحی مانتے تھے خود قرآن عربی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ حضرت محمد اور دوسرے ایمان لانے والوں کے لئے مسیحیوں کی کتب مقدسہ کے آپ کو قصص سکھائے گئے۔ وہ بھی تمام انبیاء کے قصص نہیں سکھائے گئے۔ صرف چند ایک کے قصص سکھائے گئے جو قصص بصورت قرآن عربی آپکو سکھائے گئے تھے۔ وہ سب کے سب ایسے قصص تھے جن سے حضرت محمد اور آپکی آبائی قوم سراسر بے خبر تھی۔ وہ قصص سراسر مسیحیوں کی بائبل کی تصدیق و تائید میں سکھائے گئے تھے۔ پس اس بیان سے ہود و صالح اور شعیب و لقمان اور سکندر ذو القرنین اور حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کے وہ قصص جو ان کے عرب میں آنے اور کعبہ شریف بنانے وغیرہ کے متعلق ہیں۔ جنہیں عام عرب جانتے اور مانتے تھے۔ پھر جزو قرآن نہ رہے۔ یہ قصص ہرگز حضرت محمد کو کسی مسیحی نے نہ سکھائے تھے۔ غرضیکہ منقولات بالا سے کفار و مشرکین عرب کے اس اعتراض کی صحت پر صاد کیا گیا ہے کہ حضرت محمد کو مسیحی قرآن سکھایا کرتے تھے اسبات میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت محمد کا پھپھی زاد بھائی زید بن عمر بن نفیل آپکو مسیحیوں کی بائبل کے قصص و بیانات سکھانے کی لیاقت رکھتا تھا۔ آپکے سوا حضرت ورقہ بن نوفل آپکو قرآن عربی کا وہ متن سکھانے کی اعلیٰ لیاقت رکھتا تھا جو قرآن عربی اور بائبل میں مشترک ہے۔ اسکے سوا حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور وہ مسیحی جنکا ذکر مفسرین نے کیا ہے آپکو قرآن سکھانے کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان اعلیٰ درجہ کے قابل مسیحی معلمین کی موجودگی میں خدا کو ضرورت نہ تھی کہ حضرت محمد کو بائبل کے قصص سکھانے کے لئے کسی جبرائیل کو بھیجے۔ خدا نے آج تک کبھی ایسا انوکھا کام نہیں کیا تھا۔

مروجہ اسلام کی جو روایات ہم تک پہنچی ہیں ان میں حضرت محمد کے نبی بننے کا بھی ایک عجیب قصہ آیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت محمد چالیس سالہ عمر میں غارِ حراء میں تحنث کر رہے تھے کہ یکایک ایک شخص نے آکر آپ کو پکڑ کر خوب گھونٹا اور کہا "پڑھ" آپ نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ تین دفعہ اسی طرح

پکڑ کر کہا کہ "پڑھ اپنے رب کا نام" بعد کو وہ شخص آپکو چھوڑ کر چلا گیا۔ اِس شخص کے فعل مذکور سے خائف ہو کر آپ اپنے گھر آئے اور کہا کہ مجھے اڑھاؤ۔ گھر والوں نے کپڑے اڑھا دیئے تب آپ نے حضرت خدیجہ سے آپ بیتی سُنائی۔ حضرت خدیجہ نے آپ کو تسلی دیکر اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس بھیجدیا۔ اُنہوں نے آپکا بیان سُنکر کہا کہ وہ حضرت "ناموس" تھا جو فرشتہ ہے تو نبی بنجائیگا وغیرہ اور عجیب معاملہ یہ ہے کہ اس ناموس کا دیدار تو حضرت محمد نے کیا اور اُس کا کلام بھی آپ ہی نے سُنا پر آپکو نہ تو ناموس کی ہستی کا علم ہوا ہے نہ اُس کے کلام کا عرفان ہوا ہے۔ اُلٹا آپکو بخار چڑھ جاتا ہے۔ مگر ورقہ بن نوفل کو حضرت ناموس کی ہستی کا مکاشفہ ہوجاتا ہے اور وہ اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت محمد کو نبی و رسول کے عہدے پر سرفراز کرنے آیا تھا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ ورقہ بن نوفل تو نبی رسول نہیں مانا جاتا۔ نہ وہ حضرت محمد کی رسالت پر ایمان لاتا ہے پر حضرت محمد کو نبوت و رسالت کی مسند پر بٹھا دیا جاتا ہے اور پھر ہم اس ناموس کا نام کبھی نہیں سنتے۔ قرآن سکھانے حضرت جبرائیل آتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاس اس بات کا کوئی معتبر ثبوت نہیں کہ حضرت محمد نے کبھی بھی اپنی زندگی میں نبوت کا اپنی زبانی دعویٰ کیا ہو جو معتبر روایات بصورت قرآن ہم تک پہنچی ہیں اُن میں حضرت محمد کہیں اپنی زبانی نبوت و رسالت کے دعوے کے ساتھ دنیا کے روبرو آتے نہیں دکھائے گئے۔ تمام قرآن میں جو کچھ آپ کی بابت آیا ہے وہ کسی دوسرے شخص کی زبانی آیا ہے۔ اس سے حضرت محمد کا نبی رسول ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ نبی رسول کے خطاب آپ سے منسوب ہیں +

تو بھی اِس بات کا اِنکار نہیں ہو سکتا کہ مروجہ اسلام کے پیرو حضرت محمد کو نبی رسول مانتے آئے ہیں۔ انکا اعتقاد ہے کہ قرآن عربی حضرت کو الہام سے ملا۔ اگر یہ درست ہو تو حضرت محمد کے زمانہ کے مسیحی حضرت محمد سے افضل معانی میں ملہم اور قرآن دان ماننے پڑتے ہیں۔ کیونکہ انکی بابت لکھا ہے۔

۱۔ کہ قرآن عربی مسیحیوں کے سینوں سے لیا گیا ہے۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ یعنے یہ قرآن آیات بینات ہے جو اُوتُوا العلم کے سینوں میں پایا جاتا ہے۔ عنکبوت آیت ۴۹۔ اس میں تمام قرآن جو آیات بینات کا مجموعہ مانا گیا ہے اُوتُوا العلم کے سینوں میں موجود دکھایا گیا ہے اور بغیر جبرائیل یا ناموس کی مدد کے دکھایا گیا ہے۔

۲۔ قرآن عربی کا سب سے بڑا الہامی پیغام خدا کی وحدانیت کا اعتقاد و بیان ہوا ہے۔

مگر خدا کی وحدانیت کے عقیدہ کے شاہد بھی بغیر جبرائیلی امداد کے اوتوا العلم ہی تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ۔ یعنے اللہ نے گواہی دی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں اور صاحبان علم نے جو انصاف پر قائم ہیں۔

عمران آیت ۱۷

۳- اوتوالعلم صرف اللہ کی وحدانیت کے ہی شاہد نہ تھے اور نہ قرآن کے حافظ ہی تھے۔ بلکہ اسے جانتے اور مانتے بھی تھے اور حضرت محمد سے پیشتر کے زمانہ میں مانتے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۔ کہ تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ تحقیق جنکو تم سے پہلے علم دیا گیا ہے اس سے پہلے کہ جب یہ اُن پر پڑھا جاتا ہے تو منہ کے بل سجدہ میں گرتے ہیں بنی اسرائیل ۱۲ رکوع۔

۴- یہ اوتوالعلم قرآن اور حضرت محمد کو اپنے بچوں کی طرح پہچانتے تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔ یعنے جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ قرآن و حضرت محمد کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بچوں کو۔ بقر آیت ۱۴۶ و انعام ۲۰!

۵- مسیحی خدا اور قرآن کے عالم و شاہد ہی نہ تھے بلکہ حضرت محمد کی رسالت کے بھی یہی گواہ تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ یعنے کفار کہتے ہیں کہ تو ہرگز خدا کا مرسل نہیں ہے تو ان کو کہدے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور وہ جسے کتاب کا علم ہے کافی گواہ ہے۔ رعد آیت ۴۳۔

یہاں پر اسبات کی ضرورت ہے کہ الفاظ اولوالعلم یا اوتوالعلم یا علم وغیرہ کے معنے صاف کر دیئے جائیں اُنکی تفسیر میں آیات ذیل کے مطالب پر غور کر لیا جائے۔ لکھا ہے۔ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا۔ قصص آیت ۱۴- داؤد و سلیمان کی بابت آیا ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا۔ نمل آیت ۱۵- کل انبیاء کی بابت آیا ہے کہ وَكُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا۔ انبیاء آیت ۷۹۔ بائبل کی بابت آیا ہے جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ۔ عمران آیت ۱۸۴ و فاطر آیت ۲۵ و حج آیت ۸ و نحل آیت ۴۳-۴۴ و لقمن آیت ۲۰۔ خداوند یسوع مسیح کا خطاب بھی علم للساعۃ آیا ہے۔ زخرف ۶۱ اس کے سوا لکھا ہے۔

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ حج ۷ رکوع آیت ۵۱ وَیَرَى الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سبا ۱ رکوع قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ محمد ۲ رکوع۔ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مجادلہ ۲ رکوع قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ نحل ۴ رکوع۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ قصص ۸ رکوع وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۔ روم ۶ رکوع۔ آیات منقولہ بالا میں علم سے مراد مسیحیوں کے مقدس نوشتے مذکور ہے اور علم سے مراد مسیحیت کا بانی خداوند یسوع مسطور ہے۔ انہیں دونوں کا خطاب الکتاب۔ بینت۔ والزبر اور کتاب المنیر مرقوم ہے۔ جو لوگ الکتاب رکھتے تھے اور خداوند یسوع مسیح کو مانتے تھے وہ اوتوالعلم اور اولوالعلم کے نام سے یاد کئے گئے ہیں

یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کفار کے مقابل حضرت محمد کی رسالت کے شاہد بیان ہوئے ہیں۔ یہی وہ لوگ تھے جو حقیقی قرآن اپنے سینوں میں رکھتے تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جو اللہ کی وحدانیت کے شاہد تھے۔ یہی وہ لوگ تھے اپنے سینوں کے قرآن کو جو حضرت محمد کو سکھایا جاتا تھا جانتے اور مانتے تھے وہ ہرگز یہودی نہ تھے۔ کیونکہ یہودی مسیحیوں کے اور اُن کی مسیحیت کے اور یسوع مسیح کے اور انجیل مقدس کے اور قرآنی بیان کی صداقت کے معتقد نہ تھے اور نہ ہو سکتے تھے۔ پس یہ لوگ مسیحی تھے۔ لہذا اگر قرآن عربی کے حصول پر عام خیال کے موافق جبرائیل کی معرفت حضرت کو ملا تھا۔ حضرت محمد ملہم و نبی رسول ہو سکتے تھے تو اولو العلم اعلی طور سے بغیر وساطت حضرت جبرائیل کے ملہم و نبی رسول تھے۔ پس مسیحیوں کے مقابل حضرت محمد کو رسول و نبی بنانے کی کوشش کرنا حضرت محمد کے زمانہ کے تمام اولو العلم کو نبی رسول بنانا ہو۔ حالانکہ مروجہ اسلام کے احمدی اُنہیں عام درجہ کے مسلم مانتے ہوئے گھبراتے ہیں۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ حضرت محمد اپنی زندگی کے کسی حصہ میں مشرکین کے معبودوں کی الوہیت کی سچائی کا خیال کر کے خدا کی وحدانیت کے اعتقاد سے متزلزل و متذبذب ہوا کرتے تھے۔ اسکے سوا قرآن میں ایسے مقامات بھی پائے جاتے ہیں جو نہ صرف آپ کو اللہ کی طرف سے بے خبر دکھاتے ہیں بلکہ مشرکین عرب کو اللہ الرحمن کی وحدانیت کے اعتقاد سے نافر ظاہر کرتے ہیں خصوصاً مشرکین اللہ کی وحدت سے گریز کرتے دکھائے جاتے ہیں اور الرحمن سے سخت پریشان ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ان مقامات میں یہ بات بھی ظاہر کی جاتی ہے کہ نہ صرف مشرکین الرحمن سے نافر تھے بلکہ اس کا ان کو اور حضرت محمد کو کچھ علم ہی نہ تھا۔ حضرت محمد کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ الرحمن کی بابت کسی باخبر سے دریافت فرمائیں۔ ان باتوں کو ذیل کی آیات میں بیان کیا گیا ہے۔

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ۔ یعنے جب اُن سے اللہ کی وحدت کا ذکر کیا جاتا ہو تو جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے اُن کے دل سکڑنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا کا ذکر کیا جاتا ہو تو یکایک خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ زمر آیت ۴۵ پھر لکھا ہے۔

وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ۔ یعنے اور جب کافر تجھے دیکھتے ہیں تو سوا ہنسی کے تیرے ساتھ اور کچھ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہی ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے اور وہ الرحمن کے ذکر سے انکار کرتے ہیں۔ انبیاء آیت ۳۶۔ پھر یہ کہ۔

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ۔ ارحیبات

میں سے کسی ایک کو بشارت دی جاتی ہے جو الرحمٰن کے واسطے تمثیل ہو تو اُس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور دل میں گھٹ جاتا ہے۔ زخرف آیت ۱۷۔ پھر یہ کہ

اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا۔ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا۔ الرحمٰن پس دریافت کر اُس کی بابت کسی باخبر سے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ الرحمٰن کیواسطے سجدہ کرو تو وہ پوچھتے ہیں کہ الرحمٰن کیا ہے؟ انکی اس سے نفرت ہی زیادہ ہوتی ہے۔ فرقان

یہاں اللہ کی وحدانیت کی بابت مشرکین کی وہی حالت ظاہر کی گئی ہے جو کسی وقت خود حضرت محمد کی تھی مزید براں مشرکین اسم الرحمٰن کی نسبت ایسے ہی بے خبر ظاہر ہیں جیسے کہ حضرت محمد تھے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ مشرکین الرحمٰن کی نسبت لاعلم ہو کر اُس کے ذکر اذکار سے نافر تھے اور اُس کے معبود ہونے کو نہ مانتے تھے پر حضرت محمد الرحمٰن کی بابت ان باخبر لوگوں سے کچھ دریافت کر سکتے تھے جنکو الرحمٰن کا علم تھا۔

مندرجہ صدر آیات میں حضرت کو ہدایت کی گئی ہے کہ آپ باخبر لوگوں سے استفسار فرمائیں وہ الرحمٰن کے عالم و عارف کون تھے؟ وہ وہی تھے جو الرحمٰن کے عابد مشہور تھے جنکے پاس الرحمٰن کی کتابیں تھیں جو الرحمٰن کی عبادت کا حکم دیتی تھیں۔ یہ لوگ عربی مسیحی تھے۔ جو اللہ کی سچی توحید کے شاہد و گواہ تھے۔ جو قرآن عربی کے عالم و ماہر و مفسر تھے۔ جو قرآن محکم کی ہر ایک مشکل کو حل کرنے کی لیاقت رکھتے تھے۔ جو حضرت محمد کی پشت پر آپ کی حمایت کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اگر ان مسیحیوں کی موجودگی پر حضرت محمد نے کسی مسیحی سے قرآن محکم نہ سیکھا ہو تو اب حضرت جبرائیل کی معرفت بھی آپکو قرآن سکھانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کیونکہ اگر حضرت محمد کو جبرائیل قرانی کی ہی معرفت قرآن سکھانے کی کوشش کی جائے تو عربی مسیحی حضرت محمد سے فضل معانی میں نبی رسول بنجاتے ہیں یہ نئی مشکل ایسی پیدا ہو جاتی ہے جسے پرانے عقیدے کا کوئی مسلم کبھی حل نہیں کر سکتا ہے۔ اس مشکل کا صرف یہی حل ہے کہ اہل قرآن اسبات کو تسلیم کریں کہ بلاشک حضرت محمد نے عربی مسیحیوں سے قرآن محکم کی تعلیم پائی تھی۔ حضرت محمد کی خوبی و قابلیت اسبات میں تھی کہ جو کچھ آپنے قرآن محکم کی صورت میں سیکھا تھا اُسے آپ نے محفوظ رکھا تھا اور اُسے اپنی قوم کے لوگوں کو سنایا۔ اسبات میں آپ ہر طرح قابل عزت تھے +

چھٹی فصل

حضرت محمد کی آبائی مذہب سے دستبرداری اور دین اسلام کی تابعداری کا اعلان

وقت آگیا ہے کہ اب ہم اس بات کی تلاش کریں کہ آیا حضرت محمد نے کبھی اپنی زندگی میں آبائی مذہب و معبودوں کا اُن کی عزت و عبادت کا انکار کر کے غیر آبائی مذہب و معبود کی عزت و عبادت کا اعلان کیا؟

تھا یا نہیں کیا تھا؟ قرآن عربی کو چھوڑ کر جس قدر حالات و روایات ہم تک پہنچی ہیں اُن میں صفائی کے ساتھ عنوان بالا کی حقیقتوں کو ظاہر نہیں کیا گیا ہے۔ راویوں اور مفسروں نے اس حقیقت کو ایسا گم کیا ہے کہ اس کا پتہ ہی نہیں ملتا ہے۔ مگر ہم حضرت محمد کی زندگی کے اُن حالات سے جو اوپر کی فصلوں میں مذکور ہو چکے ہیں اسبات کی ضرورت کا احساس کر رہے ہیں کہ اگر حضرت محمد اور عربی مسیحیوں کے تعلقات مذکور درست تھے جنکا ذکر ہو چکا ہے تو حضرت محمد کے لئے یہ ایک لازمی امر تھا کہ وہ آبائی حنفیت اور اُس کے معبودوں کی عزت و عبادت کرنا چھوڑ کر مسیحی دین قبول کرنے کا اظہار فرمائیں۔ اگر حضرت محمد نے آبائی مذہب کو ترک نہ کیا ہو اور مسیحیت کو اختیار نہ فرمایا ہو تو اُن تمام رشتوں میں ایک خوفناک ضعف آجاتا ہے جو مذکور ہو چکے ہیں +

ہمیں اسبات کا کامل یقین ہے کہ مروجہ قرآن عربی میں ایسی آیات ضرور ہونگی جو آپ کے آبائی مذہب اور اُس کے تمام معبودوں اور عقیدوں کو چھوڑنے اور غیر آبائی مذہب کو قبول کرنے کا اظہار کرتی ہوں۔ ان آیات کی ہمیں صرف اس وجہ سے تلاش نہیں ہے کہ ان کے بغیر حضرت محمد کے جو مسیحیوں سے تعلقات تھے وہ ناقص اور ادھورے رہ جاتے ہیں۔ بلکہ ان آیات کی اسوجہ سے بھی تلاش ہے کہ حضرت محمد اور آبائی مذہب کے معتقدوں میں باہمی مخالفت و مکاذبت کا اور باہمی دشمنی و عداوت کا ایک سبب ثابت ہوں۔ اور یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ اہلِ قریش اور حضرت محمد میں حد درجہ کی باہمی مخالفت و مکاذبت تھی حضرت محمد اور کفار قریش میں سخت دشمنی و عداوت تھی۔ آپ اس دشمنی کی وجہ سے ترک وطن کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ اگر حضرت محمد کا آبائی مذہب ترک کرنا اور غیر آبائی مذہب اختیار کرنا ثابت ہو جائے تو حضرت محمد میں اور قریش میں باہمی مخالفت و مکاذبت کا سبب پہنچتا ہے جس سے کثیر مشکلات حل ہو جاتی ہیں

قرآن شریف کو پڑھنے سے ہمیں وہ آیات بھی مل گئی ہیں جن میں حضرت محمد کے آبائی مذہب کو ترک کرنے اور ایک غیر آبائی مذہب قبول کرنے کا اظہار آیا ہے۔ قرآن میں ایسی اور آیات بھی آئی ہیں جنکو ہم بخوف طوالت درج نہیں کرتے ہیں۔ تو بھی ناظرین کی دلجمعی کے لئے حسب ذیل آیات کو درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ وَأُشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ۔ یعنے تم مجھ کو بلاتے ہو کہ اللہ سے کُفر اور شرک کروں جسکی مجھے خبر نہیں ہے اور میں تم کو گناہ معاف کرنے والے خدا کی طرف بلاتا ہوں جو نہایت زبردست ہے۔ مومن ۵ رکوع +

تمام عرب میں مسیحی مذہب کا معبود گناہ معاف کرنے والا مشہور تھا اور وہ دنیا میں تا حال اسی خوبی کے سبب مشہور ہے۔ حضرت محمد کافروں اور مشرکوں کو اسی اللہ کی عبادت پر بلایا کرتے تھے۔ مگر کافر اور

مشرک حضرت کو اپنے معبودوں کی عبادت اور پرستش کے لئے سمجھایا کرتے تھے۔ پھر لکھا ہے۔

قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ یعنے اے لوگو اگر تم میرے دین کی بابت شک میں ہو تو میں اُنکو جنہیں تم خدا کے سوا پوجتے ہو نہیں پوجتا۔ بلکہ اُسے پوجتا ہوں جو تم کو وفات دیتا ہے۔ یونس ۱۱ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔

قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ۔ یعنے تو کہہ اے کافرو میں اُس کی عبادت نہیں کرتا جسکی تم عبادت کرتے ہو اور نہ اُسکی تم عبادت کرنیوالے ہو جسکی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں اُنکی عبادت کرنیوالا ہوں جسکی تم عبادت کرتے ہو اور نہ اُسکی تم عبادت کرنیوالے ہو جسکی میں کرتا ہوں واسطے تمہارے دین تمہارا اور واسطے میرے دین میرا۔ پھر

قُلْ اِنِّیْ نُھِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنے تو کہہ مجھ کو منع ہوا ہے اُنکی عبادت کروں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جب مجھ کو میرے رب کی طرف سے نشانیاں پہنچ چکیں اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ رب العالمین کا اسلام لاؤں۔ مومن ۷ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ یعنے تو کہہ میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا رب العلمین کے واسطے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلے مسلم بنجاؤں۔ انعام ۲۰ رکوع پھر یوں لکھا ہے۔

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ یعنے تو کہہ کہ مجھ کو خالص دین کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے کا حکم ہوا ہے اور یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے مسلم ہو جاؤں۔ زمر ۲ رکوع۔

آیات منقولہ بالا بلاشک حضرت محمد کے آبائی مذہب سے اور آبائی مذہب کے جمیع عقائد سے دست برداری کا نہ صرف مطالبہ کرتی ہیں بلکہ دست برداری کا اعلان کرتی ہیں۔ یہ بات مان لی جاسکتی ہے کہ یہ اعلانات آپ کی زندگی کے مختلف اوقات اور متعدد جگہوں میں ہوئے ہوں۔ سب سے پہلے آبائی مذہب وعقیدہ سے دست برداری کا اعلان یقیناً مکہ میں ہوا تھا۔ اس کے بعد ممکن ہو کہ مکہ اور مدینہ میں اسے بار بار دہرانے کی ضرورت پڑی ہو۔

ان اعلانات میں حضرت محمد کی زندگی اور آپ کی خصلت وسیرت ان تمام کمزوریوں سے پاک ظاہر کی گئی ہے جو پیشتر مذکور ہو چکی ہیں۔ ان میں آبائی مذہب ومعبودوں کی حقانیت کا انکار اور آپکی مذہبی

بصیرت کی کمال دلیری کا اظہار ہیں۔ آپ کا آباء و اجداد کے مذہب سے اور کافر و مشرک عزیز و اقارب سے الگ ہو جانیکا اعلان واقعی شاندار حقیقت ہو۔ آپ کا مسودہ کافروں کے الفاظ میں آبائی مذہب و معبودوں کو ترک کرنے کا اظہار آپ کی روحانی دلیری کا ضرور شاہد ہے آپ کے اپنے اللہ اور اُس کے دین کو ماننے کا اشتہار دیدینا جسے کفار و مشرکین عرب مانتے نہ تھے اور ارباب الکعبہ کی جگہ رب العالمین کی الوہیت و عبادت کا اعلان کر دینا آپ کی روحانی بصیرت کی وسعت کا ضرور گواہ ہو۔ آپ کا سب سے پہلے رب العلمین کا اسلام لانیکو مشتہر کر دینا آپ کا دلیرانہ فعل ہو۔ غرضیکہ آپ مسیحی دوستوں سے برسوں تک دینی تعلیم پا کر ایک وقت ضرور اس فیصلے تک پہنچ گئے جو آیات مذکور میں بیان ہوا ہے۔

ساتویں فصل

حضرت محمد اور مسیحیوں میں رشتہ داری اور اکل و شرب

فصل گذشتہ میں دو باتوں کے اعلان ہو چکے۔ اُن میں سے ایک اعلان اس بات کا تھا کہ حضرت محمد آبائی مذہب و معبودوں کو چھوڑ چکے۔ دوسرا اعلان اس بات کا تھا کہ حضرت محمد دین اسلام کے رب العلمین کی فرمانبرداری کر چکے۔ ان دونوں اعلانوں سے ایک طرف تو حضرت محمد کے آبائی مذہب ماننے والوں سے تمام مذہبی اور مجلسی رشتے ٹوٹ گئے۔ دوسری طرف آپ کے مذہبی و مجلسی رشتے عربی مسیحیوں سے ہو گئے۔ اس نئے مذہب سے تعلقات جو پیدا ہونے تھے اُن پر بھی قرآن عربی میں اباحت آنا چاہیے تھی۔ تمام مسیحیوں کو علم ہونا چاہیے تھا اور ساتھ ہی حضرت محمد کو اس بات کی آگاہی درکار تھی کہ آپ کے مذہبی اور مجلسی رشتے مسیحیوں سے ہو سکتے ہیں۔ آپکی تسلی کے لئے ضرور تھا کہ قرآن عربی میں کوئی خاص حکم لکھا جائے کہ جو حنفا آبائی مذہب ترک کر کے مسیحی ہو جائیں اُن کی مسیحیوں میں بیاہ شادیاں ہو سکتی ہیں۔ وہ مسیحیوں کے ساتھ کھا پی سکتے ہیں وہ مسیحیوں میں رشتے ناطے کر سکتے ہیں۔ قرآن میں ایسی ہدایت کی ضرورت تھی تاکہ حضرت محمد یا آپکے ساتھی جو آبائی مذہب چھوڑ کر مسیحی مذہب اختیار کرنے کو تھے۔ دونوں طرف سے الگ ہو کر نقصان نہ اُٹھائیں۔ لہٰذا قرآن عربی میں ایسے احکام کی موجودگی کی امید کیجا سکتی ہے۔

اس سے پیشتر کہ ہم قرآن شریف سے ایسے احکام کو پیش کریں ہم یہ بات بتلا دینا چاہتے ہیں کہ عربی مسیحی اپنے دین کا نام اسلام اور اپنی مسیحیت کو مسلمانی اور اپنے آپ کو مسلم یقین کرتے تھے۔ اس بات کا ایک ثبوت ہم پیشتر نقل کر چکے ہیں۔ باقی ثبوت انشاء اللہ حصہ دوم میں پیش کرینگے۔ آگے چلکر اسی حصہ میں بھی کچھ زیادہ عرض کرینگے۔ ناظرین کو فی الحال مسیحیوں کے مسلم اور اُنکی مسیحیت کو اسلام ماننے میں تامل کی ضرورت نہیں۔ ہمارے اس دعویٰ کو فی الحال تسلیم کر کے حضرت محمد اور مسیحیوں کے مذہبی اور مجلسی تعلقات کو قائم کرنیوالے احکام

پر غور فرمائیں جنکو ہم پیش کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن شریف میں آیا ہے۔
وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۔ یعنے اور مشرک عورت سے تب تک نکاح مت کرو جب تک وہ ایماندار نہ ہو جاوے۔ بقرہ ۲ رکوع آیت ۲۲۱۔ پھر اس کی تائید میں لکھا ہے۔
اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ یعنے گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے واسطے ہیں نور ۳ رکوع آیت ۲۶
اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔ یعنے زانی نہیں نکاح کرتا مگر ساتھ زانیہ یا مشرکہ کے اور زانی عورت نہیں نکاح کرتی مگر ساتھ زانی یا مشرک مرد کے اور یہ حرام ہے اوپر مومنوں کے۔ نور آیت ۳۔ اس کے ساتھ اہل کتاب کے متعلق سورہ مائدہ آیت ۶ کو دیکھو۔ لکھا ہے
اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔ ترجمہ آج کے دن تمام پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال کر دی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لئے حلال ہے۔ اور مومن عورتوں میں سے محصنات اور جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں کی محصنات حلال ہیں تمہارے واسطے بشرطیکہ اُن کے مہر اُن کے حوالے کرو اور تمہارا ارادہ (انکو) قید نکاح میں لانیکا ہو۔ نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کا اور نہ چوری چھپے آشنا بنانیکا اور جو ایمان کی ان باتوں کو نہ مانے تو اُس کے اعمال اکارت گئے اور وہ آخرت میں نقصان اُٹھانیوالا ہوگا مائدہ آیت ۶۔

منقولہ بالا آیات حنفیت کے اُن تمام الزامات کی صفائی کے لئے جو صحابہ کی امت کے قرآن متشابہ نے مسیحیت پر یا مسیحیوں پر یا مسیحیوں کے عقائد پر لگائے ہیں کافی سے زیادہ ہیں۔ ان میں مسیحیت اور مسیحیوں کی حقانیت کا بیان آچکا ہے۔ ان میں حضرت محمد اور مسیحیوں میں مجلسی اور خاندانی رشتے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ مشرکوں اور کافروں سے ان رشتوں کے قیام کی ممانعت ہو چکی ہے۔ مروجہ اسلام کے مسلمانوں کو آنکھیں کھولکر اپنی غلطی و گمراہی کا ان آیات کی عینک لگا کر ملاحظہ کرنا چاہئے اور ہم اور کچھ بھی سناتے ہیں۔
اس کے سوا یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مشرک کو مسجد میں آنے کی قرآن شریف نے اجازت نہیں دی۔ مگر ہم کو معلوم ہے کہ آنحضرت کی عین حیات میں مسیحی مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری

نے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین کے صفحہ ۲۰۶ پر فتوح البلدان سے یہ بیان نقل فرمایا ہے۔

اس ڈیپوٹیشن سے کچھ عرصہ کے بعد اسقف ابوالحارث جو گرجا کا امام تھا اور قسطنطنیہ کے رومی بادشاہ اسکا نہایت ادب اور احترام کیا کرتے تھے اور عام لوگ اکثر کرامات وغیرہ اسکی ذات سے منسوب کیا کرتے تھے۔ اور یہ شخص اپنے مذہب کا مجتہد شمار ہوتا تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ اُس کے ساتھ ایہم نامی علاقہ کا جج اور حاکم بھی تھا اسے سید کے لقب سے ملقب کرتے تھے اور عبد المسیح الملقب عاقب بھی تھا جو سارے علاقہ کا گورنر اور امیر تھا۔ باقی ۲۴ مشہور سردار تھے۔ کل قافلہ ۶۰ سوار دن کا تھا۔ یہ عصر کے وقت مسجد نبوی میں پہنچے تھے وہ اُنکی نماز کا وقت تھا (غالباً اتوار کا دن ہوگا) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو اپنی مسجد میں نماز پڑھ لینے کی اجازت فرما دی اور اُنہوں نے مسجد سے شرق کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کی تھی۔ بعض مسلمانوں نے اُنہیں مسجد نبوی میں عیسائی نماز پڑھنے سے روکنا چاہا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منع فرما دیا تھا۔ صفحہ ۲۰۶ ✤

اسکے سوا مسیحی لوگوں کے خدا پرست ہونے پر ایک اور قرآنی سند دیکھیے۔ لکھا ہے۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا یعنے اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے نہ ہٹوا تا رہے تو (نصاریٰ کے) صوامع اور گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں کثرت سے خدا کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے نذیر احمد حج ۶ رکوع آیت ۴۰۔

اس آیت میں مسیحیوں کے گرجوں اور راہب خانوں کا۔ یہودیوں کے عبادت خانوں اور حضرت کی مسجدوں کا صفائی سے ذکر آیا ہے اور مساوی طور پر ان پاک مقاموں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ذکر کیا گیا ہے اور کثرت عبادت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی ان پاک جگہوں کی حفاظت آلہی کا یکساں تذکرہ آیا ہے اور بتلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مقاموں کی بعض سے بعض کو دفع کر کے حفاظت کرتا رہا ہے اگر وہ ایسا نہ کرتا تو یہ مقدس مقامات کب سے منہدم ہو چکتے۔ اس سے روشن ہے کہ حضرت محمد اور سچا قرآن یہود و مسیحیوں پر ہرگز کوئی شرک کا الزام نہیں رکھتا تھا۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی وہ آیات جو مسیحیوں پر شرک کا الزام دیتی ہیں جامعین قرآن کی مہربانی کا نتیجہ ہیں ✤

جمیع علمائے قرآن جانتے ہیں کہ کسی کافر و مشرک کی موت پر نماز جنازہ پڑھی نہیں جا سکتی۔ کیونکہ شرع میں اسکی اباحت نہیں آئی۔ لیکن حضرت محمد نے عیسائیوں کی وفات پر نماز جنازہ بھی پڑھی۔ جس کا مختصر ذکر یوں آیا ہے:-

وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹیڈ امرتسر کی طرف سے ایک سلسلہ تالیفات شروع ہوا جس کا نمبر ۱ "فلسفہ ابن عربی" نامی ایک رسالہ ہماری نظر سے گذرا جس سے ہم ذیل کا بیان نقل کر کے ناظرین کی نذر کرتے ہیں۔

قبلہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے پر تمام اسلامی فرقوں کو اتفاق ہے۔ لیکن ابن عربی کی آزادخیالی نے اس سے بھی اختلاف کرنا چاہا۔ اس لئے کہ جب خدا ہر جگہ ہے تو اس کے لئے ایک خاص سمت مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے فرماتے ہیں۔

ولولا الاجماع سبقنی لما قلت ان التوجه الی الکعبة شرط فی صحة الصلاة لان قوله تعالی فاینما تولوا فثم وجه الله نزلت بعد قوله وحیثما کنتم فولوا وجوهکم شطره فهی آیة محکمة غیر منسوخة ولکن انعقد الاجماع علی هذا۔ فتوحات مکیہ باب ۶۹۔

یعنی مجھ سے پہلے اگر اجماع نہ ہو چکا ہوتا تو میں یہ نہ کہتا کہ نماز کی سمت کے لئے کعبہ کی طرف رخ کرنا شرط ہے۔ اس لئے کہ یہ آیت جدھر رخ کرو اُسی طرف خدا کا رخ ہے اسی آیت کے بعد اتری ہے کہ جہاں کہیں ہو اسی جانب رخ کر لیا کرو آیت سابق الذکر محکم اور غیر منسوخ ہے لیکن اجماع اسی دوسری آیت پر منعقد ہے۔

اس موقعہ پر یہ بتادینا بھی ضروری ہے کہ مفسرین کو اس آیت کی تفسیر میں بڑا اختلاف ہے قتادہ بن دعامہ اسدوسی اس کے شان نزول میں فرماتے ہیں کہ جب نجاشی حبش (ابی سینیا) کے انتقال کی خبر آئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے کی ہدایت کی۔ لوگوں کو جب اس پر حیرت ہوئی کہ وہ عیسائی تھا اُسکے لئے نماز کیسی؟ تو یہ آیت نازل ہوئی وان من اهل الکتب من یؤمن بالله یعنے اہل کتاب میں بھی بعضے اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اس پر اعتراض کیا گیا کہ وہ اہل قبلہ سے نہ تھا اور کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ خدا نے اس کے جواب میں یہ آیت نازل کی ولله المشرق و المغرب فاینما تولوا فثم وجه الله

اس مقام پر امام رازی فرماتے ہیں ومعناها ان الجهات التی یصلی الیها اهل الملل من شرق وغرب وما بینهما کلها لی فمن وجه وجهه نحو شیء منها بامری ویرید نی ویبتغی طاعتی وجدنی هناك ای وجد ثوابی فکان فی هذا عذر للنجاشی واصحابه الذین ماتوا علی استقبالهم المشرق تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۹۳۔

آیت کے معنے یہ ہیں کہ غیر مذہب والے مشرق و مغرب وغیرہ جس طرف نماز پڑھتے ہیں ہر سمت میری ہے جو شخص کسی طرف سے میرے حکم سے رخ کرے اور مجھے مقصود ٹھہرائے اور میری عبادت کرنا چاہتا ہو تو مجھ کو یعنے میرے ثواب کو اسی سمت پائیگا۔ نجاشی اور اس کے ساتھی جو مشرق کی طرف رخ کر کے

نماز پڑھتے تھے آیت میں اُنکی طرف سے عُذر کر دیا ہے۔ از فلسفہ ابن عربی۔ تالیف عبداللہ العمادی مطبوعہ نولکشور سٹیم پریس لاہور صفحہ ۱۰۱-۱۱۰۔

حالات منقولہ بالا سب سے پہلے اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ قرآن و اسلام محمدی میں مسیحی مشرک سمجھے نہیں گئے تھے۔ مشرکوں اور کافروں سے بلاشک حضرت کو اکل و شرب اور بیاہ شادی اور رشتہ ناطہ کی صریح ممانعت تھی۔ مشرک و کافر عورتوں سے حضرت محمد اور اسلام محمدی کے سچے دوست بیاہ شادی نہ کر سکتے تھے۔ مشرک و کافر مساجد میں داخل نہ ہو سکتے تھے۔ کافروں اور مشرکوں کا حضرت جنازہ نہ پڑھ سکتے تھے مگر

مسیحیوں سے آپکے تعلقات ایسے نہ تھے۔ ان سے اکل و شرب جائز تھا۔ انکی لڑکیاں بیاہ لینی اور انکو اپنی لڑکیاں بیاہ میں دینی جائز تھیں۔ وہ مساجد میں آکر اپنی نمازیں ادا کر سکتے تھے۔ اُن کے مُردوں پر حضرت محمد نماز جنازہ پڑھ سکتے تھے اور کسی کے روکنے سے نہ رُک سکتے تھے۔ اب خدا ترس مسلم فرمائیں کہ مسیحیوں پر کفر و شرک کا الزام دینے والے کون تھے؟ ہندوستان میں جو شرع محمدی مروج ہے جسکی رو سے کوئی مسلم مسیحی عورت سے اور کوئی مسیحی عورت مسلم آدمی سے نکاح نہیں کر سکتی اور اگر کوئی شادی شدہ مسلم مسیحی ہو جائے تو اُن کا فوراً نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ شرع محمدی کون سے دین کی شریعت ہے؟ جو آیات و روایات ہم نے نقل کی ہیں اُن کی سچائی بھی کچھ وزن رکھتی ہے یا نہیں؟

ہم منقولات بالا مطالب پر بحث کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ روایات مذکورہ بالا کو ناظرین کرام کے فیصلے پر چھوڑ جاتے ہیں۔ ہم یہ بات ضرور کہتے جاتے ہیں کہ حضرت محمد کی زندگی میں عربی مسیحی اور حضرت محمد واحد مذہب کے معتقد تھے۔ حضرت محمد کو جو قرآن محکم ملا تھا وہ مسیحیت کی تائید و تصدیق میں اور حنفیت اور اس کے عقائد و رسوم کی تکذیب و تکفیر کے ثبوت میں ملا تھا۔ ہم اس دعویٰ کو بخوبی ثابت کر چکے ہیں اور آگے کو بھی انشاء اللہ اسے ثابت کرتے رہینگے ؏

آٹھویں فصل

دین اسلام اور اس کے ارکان کی تشریح میں۔

ہم پیشتر دکھا چکے کہ حضرت محمد اپنی زندگی کے ایک خاص وقت میں آبائی حنفیت اور اس کے عقائد و رسوم کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر دین اسلام کے مسلم بن گئے۔ دین اسلام کے رب العٰلمین کو حنفیت کے ارباب کعبہ پر بزرگی و فضیلت دیکر اہل مکہ و قریش و کعبہ و خفار کے جمیع معبودوں کو ہمیشہ کے لئے تیاگ چکے

خلفاء سے علیحدگی کرکے مسیحیوں سے آملے۔ اب ہمیں یہ بات بتلانا باقی رہا کہ حضرت محمد نے مسلم ہونے کا ضرور اعلان کیا مسیحی ہونے کا نہیں۔ پھر مسلم ہونا مسیحی ہونے کے کیسے ہم معنا بنگیا ہے۔

اس سے پیشتر کہ ہم اس سوال کا جواب تجویز کریں ہمیں ایک بات کا اظہار افسوس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے اور وہ بات یہ ہے کہ دین اسلام اور اس کی مسلمانی کا علم خود مدعیان اسلام کے حافظوں سے جاتا رہا۔ وہ حضرت محمد کی وفات کے بعد سے آجتک اُسے نہیں جان سکے ہیں۔ اگرچہ اس کا علم و عرفان ہنوز ان کے مقبولات میں موجود ہے مگر مدعیان اسلام کسی نہ کسی وجہ سے اس سے آگاہ نہیں ہوسکے۔ وہ مسیحیت کی تکذیب و تکفیر میں اپنا تمام زور لگا چکے مگر انکو آجتک اسبات کی آگاہی نہ ہوئی کہ یہی وہ مذہب ہے جسکی حقانیت و صداقت کا شور دین اسلام و مسلمانی کے نام سے مچاتے آئے ہیں۔

دوسری طرف مسیحیوں نے جو آجتک اسلام کے نام سے اسلام و مسلمانی کی تکذیب و تکفیر کی وہ بھی غلطی سے کرتے رہے ہیں۔ انکو اس بات کا علم نہیں ہوا کہ اسلام و مسلمانی ہی مسیحیت و مسیحیوں کی سچائی و صداقت کی ہمہ تا ہے۔ اس وجہ سے ہر دو فریق نے اسلام و مسلمانی کا مفہوم نہ سمجھ کر اپنی مسلمہ حقیقت ہی کی تکذیب و تکفیر کی۔ یہ دونوں غلطیاں آنے والے بیان سے درست ہوجائینگی۔ کیونکہ ہم ثابت کردینگے کہ دین مسیحیت دین اسلام کا عین ہے اور دین اسلام دین مسیحیت کا عین ہے۔ انکے عقائد دین واحد ہیں۔ اسلئے مسیحی مسلم اور مسلم مسیحی ثابت ہوجائینگے۔

اسبات میں شبہ نہیں ہوسکتا کہ دین اسلام ہی اول و آخر سچا دین ہے۔ مگر وہ ہرگز وہ دین نہیں جو حضرت محمد کی وفات کے دن سے آجتک نام کی مسلم دنیا مانتی آئی ہے۔ بلکہ دین اسلام وہ دین ہے جسکا ہم ذکر کرتے ہیں۔

دفعہ ۱۔ **قرآن میں اسلام کی تعلیم**۔ عربی مسیحی اہل اسلام تھے۔ اُنہوں نے قرآن کی تعلیم کے ساتھ آپکو دین اسلام کی بابت بھی ضرور تعلیم دی ہوگی جو متن قرآن ہم تک پہنچا ہے۔ اُس میں وہ تعلیم ہونا چاہیے۔ تلاش کرنیوالونکو مژدہ: قرآن اس باب میں بھی مایوس نہیں کرتا ہے۔ قرآن میں دین اسلام کی بابت ضرور تعلیم ملتی ہے۔ جسے ہم ناظرین کرام کی آگاہی کے لئے یہاں پر لکھتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ ترجمہ۔ دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برداری ہے اور مخالف نہیں ہوئے کتاب والے مگر جب اُن کو معلوم ہوچکا آپس کی ضد سے اور

جوکوئی منکر ہوا اللہ کے حکموں سے تو اللہ شتاب لینے والا ہے حساب۔ پھر جو تجھ سے جھگڑیں تو کہہ میں نے تابع کیا اپنا منہ اللہ کے حکم پر اور جو کوئی میرے ساتھ ہو اور کہہ دے کتاب والوں کو اور ان پڑھوں کو کہ کیا تم بھی تابع ہوتے ہو۔ پھر اگر تابع ہوئے تو راہ پر آئے اور اگر ہٹ رہے تو تیرا ذمہ یہی ہے پہنچا دینا اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے۔ جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے انصاف کو لوگوں میں سے۔ سو اُنکو خوشخبری سنا دُکھ والی مار کی۔ عمران ۲ رکوع +

آیات مندرجہ صدر اہل الکتاب اور اُنکے دین کے متعلق آئی ہیں۔ اُن کا دین اسلام ہی اللہ کے نزدیک مقبول دین بتلایا گیا ہے۔ اہل اسلام میں اختلاف ہونیکا ذکر کیا گیا ہو۔ بتلایا گیا ہے کہ اُن میں اختلاف علم آنے یعنے یسوع مسیح کے آنے کے بعد ہوا ہے۔ ہدایت ہوئی ہو کہ اگر اہل الکتاب حضرت سے جھگڑیں تو وہ اُنکو یہ جواب دیا کرے کہ میں اللہ کا اسلام لایا ہوں اور حضرت اہل الکتاب اور عربوں کو اسلام کی دعوت دیتا رہے۔ غرضیکہ دین اسلام ان آیات میں ایک دین حق ظاہر کیا گیا ہے۔

حقیقی اسلام یہودیت و مسیحیت کا خصوصاً عیسویت و مسیحیت کا دوسرا نام ہو۔ یہودی قوم اسی اسلام پر چلی آئی۔ لیکن جب اس قوم میں کلمتہ اللہ جو علم اللہ ہے آیا ہو تو اس قوم نے اُس کے آنے پر اس سے اور اس کی انجیل سے بغاوت و سرکشی کی۔ چونکہ کلمتہ اللہ اور علم اللہ کی تشریف آوری من جانب اللہ تھی لہٰذا یہودی قوم اس کی پیروی سے انکار کرکے گمراہ ہوئی۔ مگر دین اسلام کا علمبردار یسوع مسیح اور اُس کے بعد اس کے شاگرد ہوگئے۔ یہودی قوم کے کفر و انکار پر دین حق باطل نہ ہوا۔ مگر اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی بنی آدم کی نجات و مقبولیت کی راہ بنا رہا۔ حضرت محمد کو دین اسلام کی حقانیت پر یہ درس دیا گیا کہ آپ یہودیوں اور عربی قبیلوں کو دین اسلام کی تعلیم دیویں اُنکو سنا دیویں کہ جو لوگ دین اسلام کی متابعت و طاعت کرینگے وہ مقبول ٹھہرینگے جو انبیاء کے قاتل و نافرمان ہو کر اس کی اطاعت سے انکار کرینگے وہ مستوجب عذاب ہونگے۔ قرآن عربی میں یہی مطلب اختصار کے ساتھ یوں بھی آیا ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ج وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ یعنے اور جو کوئی غیر اسلام کو دین قبول کریگا۔ پس ہرگز اُس سے اُس کا دین قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والا ہوگا۔ عمران ۹ رکوع۔ ایک اور آیت میں آیا ہو۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ یعنے آج کے

(۱) لفظ اسلام کا مصدر تسلیم ہے۔ جسکے معنے بے الزام کے ہیں۔ فرمانبردار شخص بے الزام ہوتا ہو۔ اسوجہ سے لفظ اسلام کے معنے مطیع و تابعدار و فرمانبردار کے اور تسلیم مطلق کے آئے ہیں +

دن میں نے تمہارے واسطے دین اسلام کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور راضی ہو گیا میں واسطے
تمہارے اسلام کے دین ہونے پر مائدہ ۱ رکوع ۔

پھر لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ میں اسلام کی بابت یہ روشن تعلیم دیدی کہ اسلام میں دین کے معاملہ میں جبر نہیں
بقر آیت ۲۵۶ ۔ کیونکہ اسلام جبر سے نہ پھیل سکتا تھا اور نہ جبر سے اسکی اشاعت کوئی برابر فائدہ پہنچ سکتا تھا ۔
کیونکہ اسلام کی اشاعت کا تمام کام بالکلیہ خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا تھا جیسا کہ لکھا ہے اَفَمَنْ شَرَحَ
اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ط یعنے پس جس کے سینہ کو اللہ نے اسلام کے
لئے کھول دیا پس وہی اپنے رب کی جانب سے اوپر نور کے ہے ۔ زمر آیت ۲۲ اور انعام آیت ۱۲۶ ۔ اسی
وجہ سے اسلام کی اشاعت جبر پر نہیں بلکہ وعظ و نصیحت پر منحصر رکھی گئی تھی ۔ جیسا کہ لکھا ہے ۔ فَلَا تَهِنُوْا وَ
تَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۔ یعنے پس تم سستی نہ
کرو اور اسلام کی طرف دعوت کرتے رہو اور تم ہی غالب رہنے والے ہو ۔ کیونکہ اللہ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے
عملوں میں سے ہرگز کم نہ کریگا محمد آیت ۳۵ ۔

آیات مسبوق الذکر ایک ایسے دین کی خبر دیتی ہیں جو صحابہ کی اُمت کے آبائی مذہب یعنے ملت حنیفہ کے مقابل
اپنی مستقل ہستی رکھتا تھا جس کا علاقہ یہود و نصاریٰ سے تھا جو ضمیر اور انسانی رضامندی کا مذہب تھا
جس کے قبول کرنے یا ترک کرنے میں ہر ایک بشر آزاد تھا جسکی اشاعت میں جبر کراہت ممنوع تھی ۔ جو اللہ
کے فضل و کرم سے بذریعہ وعظ و نصیحت بنی آدم میں پھیلا نا روا تھا ۔ اس دین کا نام اسلام تھا جو حضرت
محمد کی حیات میں اکیلا ہی ایسا دین تھا جو خدا کا پسندیدہ اور مقبول تھا ۔ اس دین کی جگہ کوئی دوسرا دین
نہ خدا کی طرف سے تھا اور نہ خدا کا مقبول دین ہو سکتا تھا حضرت محمد اور آپ کی قوم کے لئے دین اسلام
ہی قرآن میں کامل کیا گیا تھا ۔ اسلام اور اُس کے مقبولات کے سوا حضرت محمد کی حیات میں قرآن عربی میں اور
کچھ نہ تھا ۔ تمام حنفائے عرب اور قریش کے لئے حضرت محمد اور قرآن محمدی کا یہی اعلان تھا کہ دین اسلام کا
غیر دین خواہ کوئی ہو وہ ہرگز خدا کے نزدیک مقبول نہ ہوگا ۔ اس لئے قرآن محمدی میں بار بار آیا ہے کہ ۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ یعنے اے ایمان لانے
والو اللہ سے ایسا ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہو اور مت مرنا مگر مسلمان ہو کر ۔ عمران ۱۱ رکوع ۔ پھر لکھا ہے ۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۔ یعنے اے ایمان
لانیوالو تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو ۔ بقر آیت ۲۰۸ ۔

آیات مذکورہ میں جو اسلام کی بابت روشن تعلیم آئی ہے ۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل سے دین اسلام

اور اُس کے مسلمات و مصدقات کے ایسے معنے محدود و معین ہو جاتے ہیں کہ کوئی احمدی یا غیر احمدی ماخبات اسلام کے مفہوم کا انکار نہیں کرسکتا ہو۔ اسلام کی وہ تفصیل یوں آئی ہے۔

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ یعنے اُس نے تمہارے واسطے وہی دین شرع کیا ہے جس کی نوح کو وصیت ہوئی تھی اور جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے (وہی ہی) جو کچھ ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو وصیت کی تھی یہ کہ بغیر متفرق ہونے کے دین کو قائم رکھو یہ مشرکوں پر جس کی طرف تو اُن کو بلاتا ہے بہت شاق ہو۔ مگر اللہ اسی کو برگزیدہ کرتا ہے جو ایسا چاہتا اور اپنی طرف سے اُسی کی ہدایت کرتا ہے جو بدی سے باز آکر اُس کی طرف جھکتا ہے۔ شوریٰ آیت ۱۳۔

اس آیت کی تشریح یوں کی گئی ہے شَرَعَ لَكُم میں کلمہ شَرَعَ کا فعل ماضی معروف کا صیغہ ہو اور مصدر اس کا شَرْعٌ۔ شِرْعَة۔ شریعت ہیں جن کے معنے پانی کے راستہ کے ہیں کہ جس کے پینے سے انسان کی زندگی کو مدد ملتی ہے۔ اس لئے حیات ابدی یعنے نجات کے چشمہ کے راستہ کو بھی جو وہ بجا آوری احکام آلہی کی ہے تشبیہ کے سبب سے شریعت کہتے ہیں۔ یہ معنے کلمہ شریعت کے تفسیر بیضاوی میں بھی تحت آیت ۴۸ سورہ مائدہ لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا کے درج ہیں۔

من الدین میں کلمہ دین کا بمعنے حساب کے ہے اور زجاج نے لکھا ہو کہ جن میں احکام کی تعمیل اللہ جلشانہٗ اپنی مخلوقات سے کرانی چاہتا ہو اُن کا نام دین ہے۔

ما وصی به نوحًا والذی اوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ میں کلمہ مَا کا متضمن معنے عام کا ہو۔ اسلئے معنے اسکے یہ ہیں کہ ہر ایک امر جو نوح کو اور تجھ کو اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو ہم نے دیا ہو اُن جملہ امور کا مجموعہ ہم نے تمہارے واسطے شریعۃ اللہ یعنے راستہ نجات مقرر کیا۔

اگر کہا جائے کہ شرائع منزل من اللہ علیٰ نوح و محمد و ابراہیم موسیٰ و عیسیٰ باہم مختلف ہیں اسلئے انکے مجموعہ پر عمل کرنا محال ہو۔ ۔ ۔ اس لئے صرف ایسے احکام پر عمل کرنا چاہئے جو باہم مختلف نہیں اور ناسخ و منسوخ کے مسئلہ کو ماننا چاہئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن اپنے آپکو پہلی شریعتوں کے موافق و مطابق قرار دیتا ہو (دیکھو بائبل کی تحریف کی بحث کو) دیکھو نزل علیك الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیه کی تفسیر کشاف اور مجمع البیان اور بیضاوی اور مظہری کو (یہ آیت سورہ عمران کی دوسری آیت ہی)۔

پھر جو علماء شرع لکم الدین میں کلمہ "اصول" کا مقدر قرار دیتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ کیونکہ کلمہ

محذوف کونب حذف کیا جاتا ہے۔ جب معنے کلام کے مشتبہ نہوں۔ پر اس جگہ کلمہ اصول کو محذوف کر کے معنے کلام کے مشتبہ ہوجاتے ہیں۔ پھر کلمہ اصول کو محذوف قرار دینے سے آیت پر ایزادی ہوجاتی ہو اور یہ بالاتفاق منع ہے۔ تقریر مولوی محمد امام الدین صاحب صفحہ ۱۳۱۔

دین اسلام کی برکات کا ذکر آیات ذیل میں آیا ہے۔ لکھا ہے وَاِذَا جَاۤءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۔ یعنے اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس تو اُن سے کہہ کر تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت واجب کرلی ہو۔ انعام آیت ۵۴ پر لکھا ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسکو چاہتا ہو راہ راست کی ہدایت کرتا ہو۔ یونس آیت ۲۵۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۔ سلامتی کے ساتھ اُس میں داخل ہوجاؤ اور با امن رہو۔ حجر آیت ۴۶

قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۔ ہم تیرے رب کی طرف سے ایک نشان لیکر آئے ہیں اور اُن پر سلامتی جو ہدایت کی پیروی کرے طٰہٰ آیت ۴۳

يَهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ جو اُسکی خوشنودی کی پیروی کرتا ہو اور اُس کو اُس کے ساتھ سلامتی کی راہوں کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے حکم سے اُن کو اندھیروں سے نکال کر نور میں لے آتا ہو اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے مائدہ آیت ۱۶۔

لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ اُن کے واسطے اُن کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہو۔ اور وہی اُن کے عملوں کے سبب سے اُن کا کارساز ہے۔ انعام آیت ۱۲۸

مندرجہ صدر آیات میں قرآن مسیحیت و اسلام کی سلامتی کے چند مطالب کا ذکر کرتا ہو اور اس سلامتی میں انکو حصہ دار بناتا ہے جو آیت اللہ اور اللہ کی ہدایت اور اس کے نور پر ایمان رکھنے والے اور اُسے قبول کرکے روشن و منور ہونے والے ہیں اور اللہ کی رضامندی چاہنے کی غرض سے صراطِ مستقیم پر چلنے والے ہیں۔ یہ کل انعام عربی مسیحیوں کی ملکیت ثابت ہوچکے ہیں۔ کفار و مشرکین عرب کے لئے جو مسیحیت و اسلام کی پیروی کیا چاہتے تھے یہ کل انعام موعود تھے۔

دفعہ ۲۔ مسیحیت یا اسلام کے ارکان کا بیان ۔ اس بات کے قرآنی ثبوت بہم پہنچا کر کہ مسیحیت اسلام ہو اور اسلام مسیحیت ہو۔ اب ہم ارکان الاسلام و مسیحیت کا بیان کرتے ہیں۔ مروجہ

اسلام کے منقولات میں یہ بات تسلیم شدہ ہو کہ ایمان اسلام ہے۔ شرح عقائد نسفی کے صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ میں آیا ہے۔ وَالْاِیْمَانُ وَالْاِسْلَامُ وَاحِدٌ۔ یعنے اور ایمان اور اسلام واحد ہی۔

اس واسطے کہ لغت میں اسلام کے معنے فرمانبرداری اور اطاعت کرنے کے ہیں اور عرفِ شرع میں بھی احکام الٰہی کی فرمانبرداری کرنے اور اُن پر یقین لانے کو اسلام کہتے ہیں اور یہ مفہوم تصدیق کی حقیقت ہو اور تصدیق ہی ایمان ہے . . . اور ہم نے ایمان اور اسلام کی وحدت سے یہی مراد لی ہے یعنے ایمان اور اسلام میں تلازم ہے جب ایک کسی پر صادق آئیگا تو دوسرا بھی بالضرور صادق آئیگا اور علما کے ظاہر کلام سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ اسلام اور ایمان کے ایک ہونے سے یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے"۔ ایضاً

ایمان و اسلام کی ملازمت کو سمجھکر اب ارکان الاسلام کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے۔ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ یعنے تو کہہ کہ ہم اللہ پر اور جو کچھ ہم پر اُترا ہے اور جو کچھ ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور یعقوب کی اولاد پر اُترا ہو اور جو کچھ موسیٰ کو دیا گیا ہو اور جو عیسیٰ کو دیا گیا ہے اور جو تمام نبیوں کو اُن کے رب کی طرف سے ملا ہو ایمان لاتے ہیں اور ہم اُن میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ہیں اور ہم واسطے اُن کے مسلمان ہیں۔ بقر آیت ۱۳۶ و ۲۸۵۔ پھر یہ کہ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۔ اے ایمان والو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور اُس کے رسول کے اور اُس کتاب کے جو اُس نے اپنے رسول پر اُتاری اور اُس کتاب پر ایمان لاؤ جو اُس نے اس سے پہلے نازل کی ہے اور جو کوئی اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان نہ لا کر کفر کرے اور قیامت کو نہ مانے وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ نسا آیت ۱۳۶۔ رکوع ۱۹ پھر یوں لکھا ہے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ اور اہل کتاب سے مت جھگڑو۔ مگر طریق احسن سے پر جو اُن میں ظالم ہیں اور کہو کہ ہم اُس پر ایمان لائے جو ہم کو اور تم کو ملا ہے اور ہمارا اور تمہارا ایک ہی معبود ہے اور ہم واسطے اس کے مسلمان ہیں۔ عنکبوت

رکوع ۵۔ آیت ۴۷۶ ۔ پھر یوں لکھا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ جو لوگ خدا کا اور اُس کے رسولوں کا انکار کرتے اور خدا میں اور اس کے رسولوں میں فرق نکالتے اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانینگے اور بعض سے انکار کرینگے اور ایک درمیانی راہ نکالنا چاہتے ہیں۔ وہی سچ مچ کافر ہیں اور کفار کے لئے ہم نے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کے درمیان کچھ فرق نہیں کرتے اُن کو اللہ اُن کا بدلا دیگا اور اللہ بخشنده مہربان ہے۔ نساء آیت ۱۴۹۔۱۵۱

یہاں پر صرف اس بات کی ضرورت باقی رہ گئی ہے کہ مندرجہ صدر ارکان الاسلام کی تشریح کی جائے تاکہ مسیحیت کی مخالفت کرنے والوں کی آنکھیں کھلیں اور انکو یہ حقیقت معلوم ہو کہ جس مسیحیت کو وہ آجتک اپنا دشمن سمجھ کر اُسکی تکذیب وتوہین کر اپنا مذہب بنا رہے ہیں وہی مسیحیت حضرت محمد کی زندگی کا مذہب اور دین وایمان تھی۔ اسی مسیحیت نے عرب کے کفر و شرک کے قلعوں کو اور عرب کی جہالت کی آندھیوں کی تاریکی کو آفتاب صداقت کے علمی اور مذہبی انوار سے نیست ونابود کیا تھا۔ یہ اُس مسیحیت کے ارکان ہیں جسے سچا اسلام کہنا حقیقت کا اظہار ہے جس کے اعلیٰ عقائد نے حضرت محمد کو اپنا عاشق بنالیا تھا۔ اب ارکان المسیحیت یا ارکان الاسلام کی تشریح پر ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ قُلْ اٰمَنَّا۔ تو کہہ کہ ہم ایمان لائے۔ یہاں پر ایمان کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ قرآن کی تعلیم میں ایمان بڑھنے اور گھٹنے والی حقیقت مانا گیا ہے۔ مثلاً لکھا ہے۔

لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِھِمْ۔ یعنے کہ بڑھ جاویں ایمان میں ساتھ ایمان کے فتح ا رکوع پھر آیا ہے وَیَزِیْدُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اھْتَدَوْا ھُدًی۔ مریم ۵ رکوع۔ پھر آیا ہے وَّیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا یعنے اور زیادہ ہوں ایماندار ایمان میں۔ مدثر ا رکوع۔ ان آیات کے ایمان کی تشریح یوں بھی آئی ہے۔

صحیح بخاری چھاپہ احمدی میرٹھ کے صفحہ ۵ و ۱ میں آیا ہے وَھُوَ قَوْلٌ وَّفِعْلٌ وَّیَزِیْدُ وَیَنْقُصُ۔ پھر آیا ہے اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَّعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ۔ یعنے ایمان قول ہے اور عمل ہے زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے پھر لکھا ہے۔ وَنَعْتَقِدُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَمَعْرِفَۃٌ بِالْجَنَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ یَزِیْدُ بِالطَّاعَۃِ وَیَنْقُصُ بِالْعِصْیَانِ وَیَقْوٰی بِالْعِلْمِ وَیَضْعُفُ بِالْجَھْلِ وَبِالتَّوْفِیْقِ یَقَعُ کَمَا

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّهُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ. الخ یعنے اور اعتقاد رکھتے ہیں ہم کہ تحقیق ایمان کہنا کلمہ شہادت کا ہو۔ زبان کے ساتھ اور اعتقاد کرنا اسکے معنوں کا دل کے ساتھ اور عمل کرنا ہے اس کے ارکان پر۔ ایمان بڑھتا ہو ساتھ طاعت کرنیکے اور کم ہوتا ہے ساتھ گناہ کرنے کے اور ایمان مضبوط ہوتا ہے ساتھ علم کے اور ضعیف ہوتا ہو ساتھ جہل کے اور ساتھ توفیق اللہ تعالٰی کے دل میں آتا ہو جیساکہ فرمایا اللہ تعالٰی نے پس جو لوگ ایمان لائے ہیں بس زیادہ ہوا انکو ایمان اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ غنیۃ الطالبین۔ چھاپہ لاہور صفحہ ۱۴۸ و ظفر المبین حصہ اول صفحہ ۱۷ و ۱۸ ۔

۲- قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ - اس جملہ میں لفظ اللہ کا تھوڑے بیان کا محتاج ہو۔ معلوم ہو کہ یہاں اسم اللہ سے مراد کوئی حنفاء کے اعتقاد کا اللہ نہیں۔ نہ کوئی کعبہ کا معبود ہے۔ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ حنفاء یا قریش کسی ایسے اللہ کے معتقد نہ تھے جو انہیں ہدایت و کتاب دینے والا ہو یا اُن کے پاس کوئی نبی رسول بھیجنے والا ہو۔ یا اُن کے پاس نذیر و بشیر بھیجنے والا ہو۔ وہ کسی اللہ کے معتقد ہی نہ تھے۔ اگر معتقد تھے تو کعبہ کے ارباب کے تھے۔ مگر ارکان الاسلام میں جس اللہ کا ذکر ہو وہ ہدایت و کتاب دینے والا ہے وہ بنی اسرائیل کے انبیاء کو بھیجنے والا ہو۔ ان میں سے بعض کے اسماء گرامی آیات زیر نظر میں موجود ہیں۔ قرآن محمدی میں انہیں بنی اسرائیل کے انبیاء کی رسالتوں کی حقانیت ظاہر و بیان ہوئی ہو۔ ذیل میں ہم اللہ مذکور کے کچھ اور پتے نشان دیتے ہیں۔

(۱) پتہ۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ۔ یعنے ہم نے توریت کے بعد زبور میں لکھا ہو۔ انبیاء آیت ۱۰۵ ۔ وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔ یعنے جس وقت ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان دیا تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ بقر آیت ۵۲۔ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ۔ عمران آیت ۲ اور نازل کی توریت اور انجیل اس سے پہلے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے۔ اور نازل کیا فرقان رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ۔ عمران آیت ۱۸۴ فاطر ۳ رکوع۔ پس اسلام کے سچے معبود حقیقی کا یہ پتہ ہے۔

(۲) دوسرا پتہ۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا . . . وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ۔ حدید ۴۳ رکوع۔ پھر آیا ہے۔ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ . . . سَجَدًا وَّبُكِیًّا۔ مریم ۴۳ رکوع۔ پھر آیا ہو۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ . . . . . فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔ انعام۔ یہ قرآن کے سچے انبیاء کی تین فہرستیں ہیں جنکے ناموں کے ساتھ اللہ و الرحمٰن کا ذکر ہوا ہو۔ پس ان اسماء کے ساتھ جس اللہ و الرحمٰن کا ذکر آیا ہے وہی اللہ و الرحمٰن سچا اور دین اسلام کا معبود ہے۔

(۳) سچے خدا کا تیسرا پتہ ایک دوسری جگہ وارد ہوا ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ

اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا۔ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندے کو رات ہی رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد نواح کو ہم نے برکت دی ہے تاکہ ہم اسے وہاں پر اپنی آیات دکھائیں۔ بنی اسرائیل۔ اس بات کو عام سمجھ کے لوگ جان سکتے ہیں کہ اگر کعبہ یا مسجد حرام میں اللہ کی آیات مل سکتیں تو اللہ تعالیٰ حضرت محمد کو مسجد اقصیٰ کی سیر نہ کراتا جو اللہ کی آیات کا گھر تھا۔ پس سچے اسلام کا یہ معبود ہے نہ کہ کعبہ کا اللہ۔

(۴) سچے خدا کا چوتھا پتہ یوں آیا ہے۔ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ۔ یعنے اور تحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو صداقت کی جگہ دی اور اُن کو پاک چیزوں سے رزق دیا ہے۔ یونس ۱۰ رکوع۔ پھر آیا ہے۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ الْحُسْنٰی عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور ہم نے اس قوم کو جو کمزور اور ضعیف خیال کی جاتی تھی اس زمین کی مشرقوں اور مغربوں کا وارث کر دیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور بنی اسرائیل پر اُن کے رب کے کلمات نہایت خوبی کے ساتھ تکمیل کو پہنچے۔ اعراف آیت ۱۳۷۔

(۵) پانچواں پتہ۔ حضرت ابراہیم کا قول ہے۔ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ بقر ۱۶ رکوع۔ حضرت ہابیل کا قول ہے۔ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ مائدہ ۵ رکوع۔ حضرت موسیٰ کا قول ہے۔ وَلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اعراف ۸ رکوع۔ حضرت موسیٰ کا قول ہے۔ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ اعراف ۱۳ رکوع۔ فرعون کا قول ہے۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ۔ اعراف ۱۴ رکوع۔

(۶) چھٹا پتہ۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ یعنے تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا آدم و نوح کو اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالموں پر۔ عمران ۴ رکوع۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰکِ وَطَهَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ۔ یعنے تحقیق اللہ نے مریم کو برگزیدہ کیا اور برگزیدہ کیا عوالم کی تمام مستورات پر۔ عمران ۵ رکوع۔ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَةٍ ۔۔ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَکَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۔۔ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

جس شخص کو قرآن فہمی میں کچھ بھی دخل ہو وہ مندرجہ صدر نشانات میں ہرگز مکہ یا قریش یا کعبہ یا حنفیت کے اللہ کے معنے نہیں پا سکتا وہ ان نشانات میں اس اللہ کی الوہیت کے یا رب کی ربوبیت کے مطالب نہیں دیکھ سکتا جس کا حجر الاسود دہنا ہاتھ تھا جو صرف کعبہ کی تجارت کرتی عوالم کے لئے ہدایت و آیات دینیات کا کا ایسا گھر بنا سکتا تھا جس کے گاہک و طلبگار مکہ و کعبہ میں رہتے ہوئے ہدایت حق سے محروم چلے آتے

تھے۔ ہر ایک سچے نبی رسول اور نذیر و بشیر اور کتاب المنیر سے بے نصیب چلے آتے تھے۔ جس کے معتقد ہر قسم کی بت پرستی و خود پرستی میں مبتلا ہو کر دین حق کی تلاش و جستجو میں بھٹکتے پھرتے تھے۔ مگر جس اللہ الاسلام کے ارکان اسلام میں ذکر اذکار آئے ہیں وہ اللہ والرحمٰن مسیحیوں کی کتب مقدسہ کا دینے والا تھا اُن انبیاء کو بھیجنے والا تھا جن کا ذکر مسیحیوں کی کتب مقدسہ میں اور ارکان الاسلام میں پایا جاتا ہے وہ اللہ والرحمٰن وہ ہے جسکی بنی اسرائیل عزت و عبادت کرتے آتے تھے جس نے بنی اسرائیل کو ملک مصر سے رہائی دلائی تھی۔ جو کوہ طور پر حضرت موسےٰ سے ہمکلام ہوا تھا جس نے بنی اسرائیل کو جاہِ صدق یعنے ملک کنعان کا وارث کیا تھا جس نے بیت المقدس کے گرد و نواح کو برکت دی تھی جس نے خداوند یسوع مسیح کو جو کلمۃ اللہ و روح اللہ ہے دنیا میں بھیجا تھا جس نے اس میں اور اس کی انجیل میں اپنی مرضی و مشیت کو ظاہر فرمایا تھا جس نے تمام زمین و آسمان اور اُسکی مخلوقات کو اپنے کلمۂ قدرت سے پیدا کیا تھا جس نے نمرود اور فرعون و بنوکد نضر جیسے دشمنانِ خدا کو اپنے قدرت کے کاموں سے نمونۂ عبرت بنایا تھا۔ ارکان الاسلام کا اللہ والرحمٰن ان سچے نشانوں کا معبود ہے۔ وہ رب الافواج اور رب العلمین ہے۔ ان سچے نشانوں کے اللہ والرحمٰن کے ہوتے ہوئے صحابہ کی امت کا اور بعد کی پشتوں کا کعبہ کے رب کی عبادت سے لپٹا رہنا اگر صریح اسلام سے ارتداد کا ثبوت نہیں تو کیا ہے؟

مزید برآں جبکہ اللہ الاسلام والمسیحیت وہی ہے جس نے مسیحیوں کی بائبل کے نوشتے دیئے جس نے بائبل کے انبیاء کو دنیا میں بھیجا جس نے بائبل کے انبیاء سے کلام کیا جس نے بائبل کے انبیاء کی معرفت دنیا میں عجائب و غرائب کئے اور جس نے غیر اسرائیلی اقوام کے مذاہب پر انہیں فتح و غلبہ بخشا اور قرآن عربی کا مسلمہ معبود و مسجود بھی وہی خدا قرار پایا تو ظاہر ہے کہ قرآن عربی میں اللہ کے جسقدر پاک اور نیک اسماء اور اسماء صفات مذکور ہیں اور جس قدر اللہ والرحمٰن کے اعلیٰ کام مذکور ہوئے ہیں وہ بھی اسی اللہ الاسلام والمسیحیت کے ہیں۔ قابل اعتراض کام و افعال اگر مذکور ہوئے ہیں تو وہ اللہ الکعبہ و قریش و مکہ کے ہو سکتے ہیں۔ پر ہر ایک عمدہ نام اور نیک وصف اور اعلیٰ کام اسی اللہ والرحمٰن کا ہو سکتا ہے جو اللہ الاسلام والمسیحیت مانا گیا ہو۔ اگر یہ حقیقت درست مان لی جائے جس کے درست ماننے میں کسی حق شناس کو عذر نہیں ہو سکتا تو مسیحیوں اور قرآن ماننے کے دعویداروں کی باہمی مخالفت و مکاذبت کے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔

۳۔ وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا۔ ارکان الاسلام کا یہ تیسرا فقرہ ہے جس سے مراد وہ کلام ہے جو حضرت محمد کو بصورت قرآن عربی ملا تھا جس پر آجکل کی احمدیت یا مروجہ اسلام کی اسلامی دنیا کو ناز ہے۔

ہمارے احمدی مخاطب دنیا سے جو کچھ منوانا چاہتے ہوں وہ منواتے رہیں مگر ہمیں ایک بات کی پختہ خبر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس جملہ کی دلالت قرآن عثمانی کے مروجہ متن پر نہیں ہوتی بلکہ اس کا مدلول صرف وہ

قرآن عربی تھا جسے حضرت محمد نے اپنی تمام عمر میں جمع کیا تھا جو حضرت محمد کی وفات کے روز صحابہ کی امت میں سے کسی کے ہاتھ نہ آیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے گم ہو گیا تھا۔

اس جملہ کا مدلول مروجہ قرآن کا صرف اسی قدر متن ہے جو محکمات اور ناسخ کے نام سے یا قرآن محمدی یا مکی کے نام سے مشہور ہے اسے متشابہات یا منسوخات سے تل برابر لگاؤ نہیں ہے۔

قرآن محمدی کی بابت یہ بات مان لینے کے لائق ہے کہ اس کا متن الف سے ی تک مسیحیوں کی بائبل کے مطالب کا مجموعہ تھا۔ قرآن مروجہ کے متن میں اس دعوٰی پر کافی ثبوت پائے جاتے ہیں جنکو ہم بغیر تفسیر و تشریح کے درج کرتے ہیں۔ ان ثبوتوں کو دیکھ کر ہر ایک خدا پرست مسلم مسیحیت کی حقانیت پر کچھ اور روشنی پائیگا۔ مثلاً مروجہ قرآن میں لکھا ہے۔

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ۔ یعنے جو کچھ تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا اُس کے سوا اور تجھ سے کچھ نہیں کہا جاتا حم السجدۃ آیت ۴۳ پھر لکھا ہے۔ وَالَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى۔ اور جو وحی ہم نے تیری طرف بھیجی ہے وہی ہے جو کچھ ہم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو وصیت کی تھی۔ شوریٰ ۲ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ اور سکھایا تجھ کو وہ کچھ کہ تو جانتا نہ تھا۔ نسا ۱۷ رکوع۔ پھر یہ کہ۔ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى۔ یعنے تحقیق یہ قرآن تو صحائف اولیٰ یعنے صحائف ابراہیم و موسیٰ میں پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ۔ پھر لکھا ہے۔ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ یعنے اور تحقیق قرآن تو زبر الاولین میں پایا جاتا ہے۔ شعراء آیت ۱۹۶۔ پھر آیا ہے۔ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ط اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى۔ یعنے اور کہتے ہیں کہ یہ کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس نشانی اپنے رب سے۔ تو کہہ دے کہ کیا انکو صحائف اولیٰ میں نشانی نہیں مل چکی ہے۔ پھر لکھا ہے۔ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى۔ یعنے کیا اس کو اس سے خبر نہیں ملی جو موسیٰ اور ابراہیم کے صحائف میں ہے۔ نجم ۳ رکوع۔ پھر آیا ہے کَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ۔ یعنے ہرگز نہیں یہ تو ایک تذکرہ ہے جو چاہے اُسے یاد کرے یہ ان صحیفوں میں لکھا ہے جنکی تعظیم کی جاتی ہے۔ جو بلند قدر مقدس ہیں۔ وہ بزرگ نیکوکار کاتبوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ عبس پھر لکھا ہے۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ یعنے رسول اللہ کی طرف سے پاک صحائف پڑھتا ہو۔ ان میں مضبوط کتابیں پائی جاتی ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ اور تجھ سے پہلے ہم نے انسان رسول بنا کر بھیجے

وحی کی ہم نے طرف انکی۔ پس اگر تم کو معلوم نہ ہو تو اہل کتاب سے دریافت کرو۔ انہیں ہم نے بینت اور زبوروں کے ساتھ بھیجا۔ اور ہم نے تیری طرف ان کا ذکر نازل کیا تاکہ تو لوگوں سے وہ بیان کردیوے جو ان کی طرف نازل ہوا تھا اور شاید وہ فکر کریں۔ نحل آیت ۴۳-۴۴ پھر لکھا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَا اِلَيْهِ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا اِفْكٌ قَدِيْمٌ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى اِمَامًا وَّرَحْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ۔ یعنے اور کفار نے ایمان لانے والوں سے کہا کہ اگر قرآن میں خیر نیکی ہوتی تو تم اس پر ہم سے سبقت نہ لے جاتے اور جب اس سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو یوں کہنے لگے کہ یہ تو قدیم بناوٹ ہے اور درحالیکہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام و رحمت ہے اور یہ کتاب عربی زبان میں سکی تصدیق ہے تاکہ ظالموں کو ڈراوے اور نیکوں کے لئے بشارت ہو۔ احقاف آیت ۹-۱۲ و سورہ آیت ۱۷ و قصص آیت ۴۸-۴۹ ۞

قرآن محمدی اور اسلام محمدی کا رکن مذکور جو آجتک مروجہ اسلام خصوصًا احمدیت کی تاریکی کی سیاہ گھٹاؤں میں پوشیدہ تھا۔ روز روشن کی طرح تاباں نکل آیا۔ محمدی قرآن جو آجتک مروجہ اسلام کے مسلموں کے نزدیک مسیحیت اور مسیحیوں کی بائبل کا جانی دشمن یقین کیا جاتا تھا اور جسے ابتدا سے غیر عربی مسیحیت نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھتی آئی تھی۔ وہی قرآن محمدی سندات مذکورہ بالا کی روشنی میں مسیحیوں کی پاک بائبل کا ایک عربی بچہ ثابت ہو گیا ہے ہمیں آیات مندرجہ صدر کے مطالب کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ان کے مطالب صاف ہیں۔ ان میں تل برابر فریب یا مغالطہ پایا نہیں جاتا۔ یہ آیات بتلاتی ہیں کہ حضرت محمد اپنی حیات کے ایام میں جو قرآن حنفا اور مشرکین کو سنایا کرتے تھے وہ قرآن بائبل مقدس کے عربی مطالب کے سوا کچھ نہ تھا جس اسلام کی فرمانبرداری کے آپ لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے وہ اسلام ارکان مذکور کی تابعداری کے سوا کچھ نہیں تھا جو لوگ آجکل قرآن عربی کی بائبل پر فضیلت ثابت کرنے کی فکروں میں محو رہتے ہیں وہ اس بات کو حفظ کر لیں کہ قرآن اصلی و بائبل ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ قرآن کی تعریف بائبل کی تعریف ہے اور بائبل کی تمام تعریف قرآن محکم کی ملکیت نہیں ہو سکتی ہے۔

۴۔ وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ۔ الخ اس جملہ کا مفہوم اختصارًا گذشتہ نمبر میں بیان ہو چکا ہے۔ اسکی تفصیل اس جگہ پیش نہیں کی جاسکتی اس کے لئے آنے والے بیان میں ایک خاص جگہ رکھی گئی ہے۔ قوی امید ہے کہ اس کی تفصیل انشاء اللہ آگے چلکر پیش کرینگے ۞

البتہ یہاں پر اس قدر کہنا ضروری ہے کہ اس جملہ کا مفہوم وہ کتابیں ہیں جو توریت۔ زبور صحف الانبیاء اور انجیل کے نام سے مشہور ہیں جن کے مطالب کا عربی قرآن یا قرآن محمدی مجموعہ تھا چونکہ اس پر نمبر ما قبل میں کافی روشنی مل چکی ہے۔ لہذا اس پر زیادہ لکھنے سے قلم کو روکا گیا ہے۔

۵۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ آیت کے اس حصہ میں حضرت ابراہیم کی اولاد کے اس سلسلہ کے انبیاء کی رسالتوں اور نبوتوں کی مساوات مشتہر کی گئی تھی جو حضرت اسحٰق سے ہوئی۔ مطلب اس کا یہ ہو کہ ہم عربی مسیحی یا عربی مسلم انبیاء کو انعام نبوت میں یا انعام رسالت میں مساوی یقین کرتے ہیں۔ انہیں رسالت و نبوت کے اعتبار سے بڑا چھوٹا نہیں مانتے ہیں اور نہ ایسا ماننا مناسب سمجھتے ہیں ہم اُن سب کے یعنے اللہ کے اور کل انبیاء کے اور اُن کی کتابوں کے فرمانبردار یا مسلم ایماندار ہیں۔ حضرت محمد کی زندگی کے اسلام کا یہی مطلب تھا+

۶۔ دیگر آیات منقولہ بالا میں اُن لوگوں کے حق میں فیصلہ آیا ہو جو ارکان الاسلام زیر بحث کی اطاعت و فرمانبرداری سے روگردانی کرنے والے تھے۔ جو بعض ارکان کو ماننے والے اور بعض سے منکر ہونیوالے تھے۔ جو نہ یہودی ہونے والے تھے نہ مسیحی بننے والے تھے۔ بلکہ ایک درمیانی راہ پر چلکر درمیانی امت بننے والے تھے۔ جو درحقیقت حنفیت کو قبول کر کے حضرت محمد کی رسالت پر ناز کرنے والے تھے سو اُن کی بابت وہ آیات قطعی فیصلہ پیش کرتی ہیں۔ یہہ فیصلہ مروجہ اسلام اور اس کی مسلمانی پر ایک اور لاجواب چوٹ ہو اُسکی حنفیت کی صحت کو ہمیشہ کے لئے فنا کرنے والا صدمہ ہو جس کا کوئی جواب ممکن نہیں ہے۔

۷۔ ارکان الاسلام کا آخری رکن صِبْغَۃُ اللّٰہِ ہے۔ اسلام کے جو ارکان مذکور ہوئے ہیں وہ کسی شخص کو مسلم نہیں بناتے جب تک اُسکے ماننے کا اقرار کرنے والا بتیسمہ نہ لیوے۔ بتیسمہ کی مہر سے اسلام کے اقراری مسلم و مسیحی ہو جاتے تھے۔ قرآن میں بتیسمہ لینے کا حکم بھی حضرت محمد کو ملا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

صِبْغَۃَ اللّٰہِ ج وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَّنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ۔ بقرہ ۱۶ رکوع جسینی لکھتا ہو صِبْغَۃُ اللّٰہِ ج کہو تم اے مسلمانو کہ ہم تابع ہیں صِبْغَۃَ اللّٰہِ کے کہ وہ خدا کا دین ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ختنہ مراد ہے اور وہ مسلمانوں کی پاکی ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ۔ اور کون بہتر ہے مِنَ اللّٰہِ اللہ سے صِبْغَۃً دین اور تلقین اور مسلمانونکو پاک کرنے کی رو سے ناپاکیوں اور میلوں سے وَنَحْنُ لَہٗ اور ہم واسطے خدا کے صِبْغَۃُ اللّٰہ کی اتباع کے سبب سے عٰبِدُوْنَ کی عبادت کرنے والے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ صِبْغَۃُ اللّٰہ ولدیت کا مرتبہ اور محبت کا درجہ ہے۔ جس کو دوستی کے رنگ میں ڈبو دیا۔ اُسے تمام عالم سے فائق اور اعلیٰ کیا۔

محققین کے نزدیک صِبْغَۃُ اللّٰہِ بے رنگی کا رنگ ہے۔ جب تک کوئی شخص رنگ آمیزی سے پاک اور صاف نہ ہو صبغۃ اللہ کا رنگ اس پر نہیں چڑھتا۔ درویشونکے رسائل کا خلاصہ اور اُنکی عبارات اور ارشادات کا مغز اسی صبغہ کے معنی ہیں+

حیینی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مسیحی صبغہ مانتے تھے اُن کا صبغہ یہ تھا کہ اپنے لڑکے کو سات دن کے بعد معمودیت کے پانی میں غوطہ دیتے تھے۔ اس اعتقاد پر کہ وہ پانی غیر دین مسیحی سے لڑکے کو پاک کرنے والا ہے اور اسے ختنہ کے قائم مقام جانتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ صَبَغْنَاہُ بِالنَّصْرَانِیَّۃِ۔ پھر لفظ صبغت کے معنوں کی صفائی میں لکھا ہے۔ اَنَسٌ یُؤْتیٰ بِاَنْعَمِ اَھْلِ الدُّنْیَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُصْبَغُ فِی النَّارِ صَبْغَۃً یعنے مسلم میں انس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ لایا جاویگا قیامت کے دن اہلِ دوزخ سے جو دنیا دار دل میں آسودہ تر اور خوش عیش تر تھا سو دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جائیگا الخ۔ مشارق الانوار حدیث ۲۸۴۶۔ اس جگہ بھی صبغت کے معنے غوطے اور ڈبونے کے آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں مسیحیوں کے بپتسمہ کا ذکر ہے۔ اللہ کے رنگ میں رنگنے کے کچھ معنے نہیں۔ یہ حضرت محمد کے زمانہ کے مسیحیوں کی دینی اصطلاح ہے جس کے معنے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔ مگر مسیحی صبغتہ اللہ کہ یہ سچے اسلام کے ارکان میں سے ہے جس سے کوئی حق پسند مسلم انکار نہیں کرسکتا۔ دین اسلام اور اُسکے ارکان کا بیان دیکھکر اس بات کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ ان معانی کے اسلام کے ارکان کو حضرت محمد اور دیگر متلاشیان اسلام نے قبول کیا تھا یا نہیں قبول کیا تھا۔ اس شبہ کو آیت ذیل رفع کرتی ہے۔ لکھا ہے۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ۔ یعنے ایمان لایا رسول ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف اُسکی اُسکے رب کی طرف سے اور ایمان لائے کل مومنین ساتھ اللہ کے اور اُس کے فرشتوں کے اور اُس کی کتابوں کے اور اُس کے رسولوں کے۔ بقرہ ۴۰ رکوع۔

قرآن محمدی کی تعلیم مذکور کو دبرو رکھتے ہوئے جب ہم اپنے زمانہ کے مدعیان اسلام کے عقائد و اعمال پر غور کرتے ہیں تو وہ ہمیں دین اسلام اور اُسکی مسلمانی کی حقانیت کا اقرار کرتے ہوئے اسلام مذکور کے ہی مخالف و مکذب نظر آتے ہیں۔ وہ قرآن عربی کے ماننے کا اقرار کرتے ہوئے قرآن عربی کی ہی مخالفت بلکہ مکاذبت پر ڈٹے ہوئے معلوم ہوتے ہیں یہی انکا دین ہے۔ اُن کا اسلام ہی قرآنی اسلام سے نرالا ہے وہ اسلام کو مسیحیت کا دشمن سمجھ رہے ہیں۔ اُنکی مسلمانی ہی اس بات پر ختم ہے کہ وہ مسیحیت اور مسیحیوں کی سچائی و صداقت کی تکذیب و تکفیر کریں۔ ان کے ایمان کے ارکان میں بائبل مقدس داخل ہی نہیں۔ نہ صرف بائبل مقدس پر ایمان یا عمل کی کمی ہے۔ بلکہ قرآن عربی کے مذکورہ بالا احکام پر ایمان و عمل کی کمی پائی جاتی ہے وہ بائبل کی۔ بائبل کے انبیاء کی۔ یسوع مسیح اور اُس کی انجیل کی مسیحی امت اور اس کے عقائد کی مسیحیوں کی بائبل کے سچے خدا کی تکذیب و تکفیر کو اپنے اسلام کی جان سمجھے ہوئے ہیں۔

ان باتوں کے سوا اُن کے اسلام کے ارکان اور اُن کے عقائد ہی نرالے ہیں۔ وہ اللہ الکعبہ

قریش و مکہ کو اپنا معبود جانتے ہیں۔ وہ اللہ الکعبہ کی ہی عزت و عبادت کرتے ہیں۔ وہ کعبہ کا حج کرنا جزوِ اسلام یقین کرتے ہیں۔ وہ کعبہ رخی نمازوں کے ساتھ اللہ الکعبہ کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ حضرت محمد کو نبی رسول بھی مانتے ہیں وہ روزہ رکھنے اور زکوٰۃ دینے کو ارکان اسلام سمجھتے ہیں۔ ان معانی کے اسلام پر قرآن محکم اور اس کے تمام احکام کو قربان کرتے ہوئے اپنے آپ کو اہل حق یقین کرتے ہیں۔ ہم جملہ علمائے قرآن کو اطلاع دیتے ہیں کہ مروجہ اسلام ہرگز اسلام نہیں ہے نہ اس کے ارکان اسلام کے ارکان ہیں۔ یہ مروجہ اسلام کفر از اسلام ہے جس کا ثبوت ہم انشاء اللہ آگے چل کر دینگے +

اس وقت جو بات سوچنے سمجھنے کی ہے وہ وہ اسلام اور اس کے ارکان ہیں جو ہم پیش کر چکے ہیں۔ یہ اسلام مسیحیت کا عین ہے۔ جس کے ارکان کی تفسیر و تشریح سے متن قرآن اب تک بھرا پڑا ہے۔ آخر یہ اسلام اپنے ارکان سمیت قرآن عربی کا جزو ہے۔ اس کی بھی کچھ قدر و قیمت ہے یا نہیں ہے؟ حضرت محمد اسی اسلام کے ساتھ دنیا میں ظاہر ہوئے تھے۔ اسی اسلام کی تعلیم کے ساتھ آپ کی قدر و منزلت کا رشتہ ہے۔ اسی اسلام کیساتھ قرآن عربی کی عزت و توقیر ہے۔ جبکہ یہی اسلام و مسلمانی مدعیان اسلام کے اسلام و مسلمانی سے خارج ہے تو آپ کے مروجہ اسلام و مسلمانی کی کسی محقق کی نگاہ میں کیا توقیر ہو سکتی ہے؟ حضرات آپ کا اسلام اسلام نہیں۔ اس کی بابت تحقیق کرو۔ اسلام تو مسیحیت ہی ہے اور بد تمیزی سے مسیحیت ہی سے مروجہ اسلام کے مسلموں کو بغض و عناد ہے مروجہ اسلام و مسلمانی واقعی اسلام و مسلمانی نہیں ہے۔

نویں فصل

وَمَا اُنزِلَ عَلَینَا کی تفصیل میں مسیحیوں کی بائبل کی تصدیق

ارکان اسلام کی مختصر کیفیت پیشتر کی فصل میں پیش کر کے ہم نے اپنے ناظرین کو صرف اس بات کا یقین دلایا تھا کہ جو دین حضرت محمد نے عربی مسیحیوں سے پایا تھا وہ دین اسلام یعنی مسیحیت تھا۔ اس دین کے تمام ارکان آج تک مسیحی عقیدہ کا جزو ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو کسی زمانہ کی مسیحیت کے خلاف ہو۔ قرآن عربی یعنی قرآن محکم و محمدی کے مطالب بھی ایسے نہیں ہیں جو مسیحی عقائد کے خلاف ہوں جبکہ قرآن محکم کے معلم مسیحی تھے تو اس کے مطالب مسیحیت کے خلاف ہو ہی کیسے سکتے تھے۔ جبکہ حضرت محمد خود مسیحی اسلام کے پیرو تھے تو آپ کی ذات سے یہ امید ہی کیسے کی جا سکتی تھی کہ آپ مسیحیت کے خلاف عقیدہ رکھیں۔ ہم فصل بہ فصل سے ہر ایک محقق کی نظر میں حضرت محمد کو مسیحی اسلام کا پیرو بنا دکھایا۔ اور قرآن محمدی کو مسیحیوں کی بائبل کا عربی تصدیق و مطالب کا مجموعہ ثابت کر دکھایا ہے۔ چونکہ فقرہ وَمَا اُنزِلَ عَلَینَا کے مفہوم

میں تمام قرآن محکم و محمدی کا متن جمع ہے۔ اس وجہ سے ہمیں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ہم اس جملہ کے ماتحت قرآن محکم کے مطالب کی تفسیر و تشریح کر لائیں۔ اس وجہ سے ہم نے فصل ہذا کے عنوان میں وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا کا فقرہ رکھا ہے۔

قرآن دان اصحاب سے پوشیدہ نہیں کہ قرآن عربی میں ذیل کے بزرگوں اور انبیاء کے قصص و حکایات پائی جاتی ہیں جو بائبل کے قصص و حکایات کا اختصار ہیں مثلاً

حضرت آدم کا بیان۔ قائن و ہابیل کا بیان حضرت نوح اور طوفان کا بیان حضرت ابراہیم و لوط کا بیان صدوم کی تباہی کا بیان حضرت اسمٰعیل و اسحٰق کا بیان حضرت یعقوب اور اس کے بارہ بیٹوں کا بیان حضرت موسیٰ و ہارون کا بیان۔ مصر سے بنی اسرائیل کی رہائی و خلاصی اور فرعون کی ہلاکت کا بیان۔ کوہ طور پر حضرت موسیٰ کے توریت پانے کا بیان بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی اور دیگر بیوفائیوں کا بیان۔ بنی اسرائیل کے کنعان کو آنے کا بیان حضرت یشوعہ کا۔ بعض قاضیوں کا۔ خاصکر سموایل کا ذکر حضرت داؤد اور جالوت کا ذکر حضرت داؤد کے زبور کا ذکر حضرت سلیمان اور سبا کی ملکہ کا ذکر حضرت ایوب کے مصائب کا بیان۔ الیشع اور الیاس کے اذکار حضرت یونس کا بیان۔ انبیاء اصغر کے ذکر اذکار۔ ان بیانات کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کے دشمنوں کی ناکامیوں اور بنی اسرائیل کی اسلامی و اسرائیلی فتوحات کا ایسا مختصر پر صداقت آمیز بیان آیا ہے کہ جسے پڑھ کر کوئی حق پسند انسان اس سے منکر نہیں ہو سکتا کہ قرآن عربی جس دین اسلام کی صداقت کا شور بلند کرتا آیا ہے وہ بائبل کے ہی انبیا ہیں۔ انہیں کے حالات و اقوال سے قرآن عربی کا متن تیار ہوا تھا۔ یہ تمام انبیاء وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا کے مفہوم میں داخل ہیں۔

لیکن ہم وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا کے وسیع مفہوم کے ہر ایک مضمون پر لکھنا امر طوالت خیز سمجھتے ہیں جس سے ہمیں پرہیز و اجتناب ہے۔ پر ہم اس مفہوم کے ضروری مطالب کے ذکر سے گریز کیا نہیں چاہتے۔ اس سے ہم اس مفہوم کے بعض اہم و ضروری مطالب کی تفصیل کرنا امر ناگزیر جان کر اس پر کفایت کیا چاہتے ہیں۔ ان اہم و ضروری مطالب میں وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا کے مفہوم کی وہ تائید و تصدیق بھی ہے جو اس نے بائبل مقدس کی کی ہے۔ اس کا ذکر اس فصل میں کیا جاتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ اور یہ کتاب ہم نے اتاری ہے برکت والی جو کتاب اس کے پہلے سے موجود ہے اس کی مصدق ہے انعام آیت ۹۲۔ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى إِمَامًا وَّرَحْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام و رحمت ہے اور یہ کتاب زبان عربی میں اس کی مصدق ہے۔ احقاف ۱۲۔ وَاٰمِنُوْا بِمَآ أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ۔ اور ایمان لاؤ ساتھ اس کے جو اس [illegible]

کرنے والی کتاب ہے جو تمہارے ساتھ ہو۔ بقر آیت ۴۱ (یہ آیت انجیل سے بھی متعلق ہو سکتی ہو) اور انجیل سے
تعلق بقر آیت ۸۹ بھی ہو۔ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ عمران آیت ۲ تجھ پر حق کیساتھ
کتاب نازل کی ہو جو اسکی تصدیق کنندہ ہو جو ان کے ہاتھوں میں ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا
بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ۔ اے لوگو جو کتب دیئے گئے ہو جو ہم نے اس چیز کا مصدق نازل کیا ہو جو تمہارے
ساتھ ہے ایمان لاؤ۔ نساء آیت ۴۷۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ
وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ اور ہم نے تیری طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری ہو جو اپنے پہلے کی موجودہ کتاب کی تصدیق
کرنیوالی ہے اور اس پر پھیلائے ہوئے ہے یعنے اس کی محافظ ہو۔ مائدہ آیت ۴۸۔ وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ
مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ فاطر آیت ۳۱ جن کہتے ہیں۔ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ
مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ۔ احقاف ۳۰۔ پھر قرآن کہتا ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ
اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ پھر یہ کہ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا پھر یہ کہ نَزَّلَ
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ پھر قرآن خبر دیتا ہو کہ حضرت یحییٰ نے کلمۃ اللہ کی تصدیق کی مثلاً مُصَدِّ
قًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ۔ عمران آیت ۳۹ اور خبر دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور اسکی انجیل نے توریت کی تصدیق کی۔
مثلاً لکھا ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ۔ مائدہ آیت ۵۰۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ
وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ مائدہ۔ پھر قرآن اپنے مصدق کو با تشریح بیان کرتا ہے اور اپنی تصدیق
کے معانی محدود فرماتا ہو جیسا کہ لکھا ہے۔ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْ
رٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ۔ عمران آیت ۲ پھر قرآن بائبل کی تصدیق کرنے کو اپنی صداقت کی دلیل بنا کر پیش
کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے۔ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یونس ۴ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔ مَا كَانَ
حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ یوسف آخری آیت۔ پھر آیا ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ
مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى۔ انعام آیت ۹۲ احقاف آیت ۱۱۔ پھر لکھا ہے
وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ۔ بقر آیت ۹۱ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ۔ بقر آیت ۴۱ قرآن
عربی اور بائبل کے اعتبار پر بائبل کی بابت عربی مسیحیوں اور حضرت محمد کے عقیدہ پر بائبل کی اصلیت و معتبری پر
جو کچھ قرآن عربی میں آیا تھا ہم اسے پیش کر چکے بائبل کی بابت قرآن کی تائید و تصدیق کے قصے بھی سنا چکے ہیں۔
اب قرآن کے قدیم مفسرین کی تائید و تصدیق پر تفسیر کا خلاصہ بھی دیئے دیتے ہیں تا کہ مرزا صفت علمای قرآن کے
مذاہب و تعابیہ کا بالکل ہی پول ظاہر ہو جائے۔ مثلاً۔

سورہ مائدہ آیت ۴۸ وانزلنا الیک الکتب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتب ومھیمنا علیہ کی تفسیر کے تحت قولہ تعالیٰ (مصدقا) کے معنے کتب تفسیر میں (مطابق اور موافق) لکھے ہیں اور بردے کتب لغت کے معنے راست گوئی دارندہ آئے ہیں اور تحت قولہ تعالیٰ (ومھیمنا علیہ) کے تفسیر ابو سعود میں یوں درج ہے۔ ای رقیبا علی سائر الکتب المحفوظۃ من التغییر لانہ یشھد لھا بالصحۃ والثبات اور ایسا ہی تفسیر جمل میں منقول از تفسیر ابو سعود ہے۔ اور نیز ایسا ہی تفسیر کشاف میں ہے اور تفسیر مدارک اور بیضاوی میں یوں لکھا ہے۔ ورقیبا علی الکتب یحفظہ من التغییر و یشھد لھا الصحۃ والثبات۔ اور ایسا ہی سراج المنیر اور حسینی اور قادری میں بھی درج ہے اور تفسیر کبیر میں یوں درج ہے۔ واذکان ذلک کانت شھادۃ القرآن علی ان التوراتہ والانجیل والزبور حق صدق باقیۃ ابداً فکانت حقیقۃ ھذہ الکتب لعلومتہ ابداً (خطوکتابت مولوی محمد امام الدین با مرزا قادیانی صفحہ ۱۷-۱۸)۔

ہمارے زمانہ کی مسلمانی بائبل کی نہ صرف تصدیق نہیں کرتی بلکہ تکذیب و تکفیر کرتی ہے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ان کے خلیفہ اور شاگرد بائبل کی تکذیب و تکفیر میں اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں لیکن حنفیت کے ان عاشقوں کو قرآن محمدی اور حضرت محمد کا بھی پاس ادب نہ رہا۔ ایسے اصحاب سے ہم انشاء اللہ کتاب کے آخر میں ملینگے اور ان کے جعلی اسلام اور اُنکی مسلمانی کا وہ راز فاش کرینگے جسے دیکھ دیکھ کر وہ شرمایا کرینگے۔

یہاں پر ہمیں اُن سے بحث نہیں جو ہمارے زمانہ میں قرآن عربی کے مسلمہ دین اور اس کے ارکان کے منکر ہوکر اپنی گمراہیوں سے خلق خدا کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔ بلکہ یہاں پر بحث اس بات کی ہو کہ وما انزل علینا کے مفہوم میں بائبل کی تائید و تصدیق بھی شامل ہو یا نہیں؟ سو اس سوال کا جواب ہم اوپر کی آیات میں دے چکے ہیں۔ خدا پرست مُسلم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اور عقل سے سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن عربی بائبل کی تائید و تصدیق کے دعوے سے بھرا ہوا ہو یا نہیں؟ اس کا اس دعوے کی سچائی پر ایسا ہی اصرار ہے یا نہیں جیسا کہ خدا کی ہستی کی حقانیت پر ہے اور اس کا یہ دعویٰ اس دعویٰ کے عین موافق ہو یا نہیں جو وہ اپنی بابت فصل ما قبل میں کر چکا ہے۔ اب ہم قرآن شریف کے اس دعوے کو بھی ناظرین کرام کے فیصلے پر چھوڑ جاتے ہیں وہ اپنے لئے خود وہ فیصلہ کریں جو مناسب سمجھیں۔ ہم قرآن محکم واصلی کو بائبل کا مصدق ہی مانتے رہینگے۔

دسویں فصل

وما انزل علینا کے مفہوم میں سے رسل من قبلک کی تشریح

رُسُلاً مِنْ قَبْلِکَ ایک ایسا جملہ ہے جو قرآن عربی سے پیشتر کے ان انبیاء کی رسالتوں کو ظاہر و بیان کرنے کے لئے آیا ہے جو صرف بائبل مقدس کے انبیاء ہو گذرے ہیں۔ مگر ہمارے زمانہ کے علمائے قرآن نے اس میں درایت سے اضافہ کر کے یہ بات ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس جملہ میں تمام اقوام دہر کے مسلّمہ انبیاء بھی شامل ہیں۔ اُن کی اس الٹی تفسیر کی وجہ ہم اس جگہ بتلانا چاہتے ہیں اور اُس کے ساتھ ہی اس جملے کے معنے مقرر و معین کرنا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ اس جملہ کی غلط فہمی سے معتقدان قرآن بڑی بڑی غلطیاں کر کے مسیحیوں سے نااتفاقی اور مخالفت کے اسباب پیدا کرنے میں ساعی رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس جملہ کے مفہوم کی صفائی ہو۔ اس وجہ سے اسے صاف کرنے کے لئے ہم نے تھوڑی توجہ دی ہے اپنے ناظرین سے قوی امید کرتے ہیں۔ کہ وہ ذیل کے بیان کو بھی غور سے پڑھیں گے۔

کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کہتا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا۔ اور ہم نے ہر ایک امت میں ایک رسول مبعوث کیا ہے نحل آیت ۳۶ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ فاطر ۳ رکوع۔ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ وغیرہ یونس ۵ رکوع۔ ان آیات کی سند پر اہل بدعت نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن تو ہر ایک امت کے رسول و شریعت کی عزت کرتا ہے۔ اگر بائبل اور اُس کے رسولوں کی عزت کی تو کونسی بڑی بات تھی۔

بلاشک قرآن نے ہر ایک قوم کے بزرگوں کی رسالتوں کو درست مانا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ وہ قرآن نہیں ہے جسے بائبل پر پائے جانے کا دعویٰ ہوا تھا جسے بنی اسرائیل کے علما جانتے اور مانتے تھے۔ اسلئے اول تو ہمیں آیات ہذا کے جزو قرآن ہونے کا انکار ہے۔

گو یہ آیات قرآن میں داخل ہو چکی ہیں ہمیں ان کا جواب دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سنئے حضرات اگر قرآن شریف کے کہنے سے آپ نے ہر ایک امت میں ایک ایک نبی کا وجود تسلیم کیا ہے تو یہ بھی سہو و خطا سے خالی نہیں ہے کیونکہ قرآن تو اس سے بھی زیادہ سکھلاتا ہے۔ ذیل کی مثالوں کو دیکھو۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ۔ ۔ ۔ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ یعنے ہم نے انسان کو کبد میں پیدا کیا اور اُسکو دو راستوں کی ہدایت کر دی سورہ بلد پھر یہ کہ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا یعنے اور قسم نفس کی اور اُس ذات کی جس نے اُسے پیدا کیا۔ پس اس کے اندر نیکی بدی کا علم الہام کر دیا شمس۔ پھر یہ کہ۔ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا۔ یعنے ہم نے اسکو راہ

کو ہدایت کر دی۔ بعض تو شاکر ہیں اور بعض کافر ہیں۔ دوسری یہ کہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً۔ یعنی واسطے ہر ایک کے کیا ہم نے گھاٹ اور راہ اور اگر چاہتا اللہ البتہ کرتا تم کو امت ایک۔ رکوع ۷ پھر شہد کی مکھی کی بابت آیا ہے وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ نحل رکوع ۹۔ شیاطین کی بابت آیا ہے لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ انعام ۱۴ رکوع پھر کل زمین کی بابت آیا ہے۔ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا۔ زلزلہ۔

پس بات تو یہ ہے کہ اگر مفتی علماء ہر ایک امت میں ایک ایک نبی کی رسالت اور ایک ایک شریعت الٰہی کو تسلیم کریں تو یہ بھی سہو و خطا ہوگی۔ کیونکہ قرآن تو اعلیٰ معانی میں ہر ایک بشر کو ملہم اور صاحب شریعت بیان کرتا ہے کل زمین کی مخلوقات کو ملہم بناتا ہے بلکہ شیاطین تک کو بانی الہام ٹھہراتا ہے۔ بس ہر ایک امت میں ایک رسول اور شریعت کا ماننا بھی ایک بدعت نکلی؟

علاوہ ازیں جبکہ ہر ایک بشر صاحب الہام و شریعت مسلم ہے اور ہر ایک شریعت قرآن کی رو سے خدا کی طرف سے ہے اور اللہ نے تمام افراد انسانی کو ایک امت بنانا پسند نہ کیا تھا تو بتاؤ کہ ہر ایک امت کے ایک ایک رسول اور اُن کی شرع کی تخصیص کیا رہی؟

مزید برآں انسان کی آمد حضرت تک ختم نہیں ہوئی مگر انبیاء کی آمد حضرت ہی سے پیشتر ختم ہو چکی تھی اور تم کہتے ہو کہ حضرت کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ پر قرآن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کی وفات کے دن سے آج تک کروڑوں نبی ہر ایک دن پیدا ہوتے آئے ہیں۔ اور کروڑوں مرتے آئے ہیں اور آگے کو پیدا ہو ہو کر مرتے رہینگے پس دیکھو کہ علمائے قرآن کے وہ علماء پر بحث کیا تو تیر بانی ہے؟

اس کے سوا قرآن کے انبیاء مذکور کی بابت ہم رسالہ اہل الاسلام میں ثابت کر چکے ہیں کہ وہ بالکلیہ گنہگار اور کافر و مشرک۔ ظالم و فاسق اور ایسے گنہگار ثابت ہوئے ہیں کہ اگر اللہ اُن کے اعمال پر گرفت کرتا تو زمین پر کسی کو زندہ نہ چھوڑتا۔ پس جبکہ بیان قرآن حنفاء کے تئیں انبیاء کا قرآن میں ایسا نقشہ کھینچا گیا ہے تو اُن کی نبوتوں اور رسالتوں کو بنی اسرائیل کے انبیاء کے مقابل لانا پرلے درجہ کی نادانی نہیں تو کیا ہے؟

علاوہ ازیں اگر اس پر بھی ہمارے مخاطب غیر بنی اسرائیل لوگوں کو نبی رسول بنانا چاہیں تو ہم اُن کی تردید میں ایک اور مقام پیش کرتے ہیں جس میں لکھا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ۔ یہ آیت بنی اسرائیل کے انبیاء و مرسلین سے متعلق ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کے انبیاء کو ہی فضیلت دی ہے۔ اب جبکہ بنی اسرائیل کے انبیاء حنفاء کے جملہ انبیاء پر صاحب فضیلت ہیں تو اُن کے مقابل غیر اقوام کے بزرگوں کی رسالتوں کو لانا کیسا کور نادانی کا کام ہے؟

جس شخص نے قرآن شریف کو غور سے ایک دفعہ دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ قرآن نے صرف بنی اسرائیل ہی کو عوالم پر برگزیدہ کیا اور فضائل عطا فرمائے۔ اب صاحب فضیلت بنی اسرائیل کو چھوڑ کر حنفا ہمیں غیر اقوام کے بزرگوں کی نبوتوں اور رسالتوں سے قائل کیا چاہتے ہیں۔ اور ہمیں انکی ضرورت نہیں ہے پھر ہم انکو کیوں مانیں؟

ہم اس بات کو کسی جگہ ثابت کر چکے ہیں کہ بنی اسرائیل کو اللہ نے جو فضائل بخشے تھے۔ وہ عوالم میں کسی دوسری قوم کو نہیں دیئے۔ پھر ہم نہیں جانتے کہ غیر اقوام کے بزرگوں کو بنی اسرائیل کی نعمتوں میں شریک کرنا یا ایسے مشتبہ لوگوں کی نبوتوں اور رسالتوں کو بنی اسرائیل کے انبیائے کے مقابل یاد کرنا کون سے انوکھے اسلام کی ہدایت کے موافق ہے +

آگے چلکر ہم اس بات کو ثابت کرینگے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء اور مرسلین کا علاقہ نہ صرف بنی اسرائیل سے تھا بلکہ تمام غیر اقوام سے تھا۔ تمام اقوام نے انکی رسالتوں سے فایدہ اُٹھایا۔ ان پاک انبیار کی مخالفت میں جھوٹے نبی خود بنی اسرائیل میں اور غیر اقوام میں برپا ہوئے۔ حق کے ان دشمنوں کا انبیار برحق کی فہرست میں شمار کر لینا صرف حق کے مخالفوں کا کام ہو سکتا ہے۔

ہم نے مانا کہ قرآن جمیع اقوام میں ایک ایک رسول اور ایک ایک نبی مانتا ہے۔ مگر قرآن نے کب ان نبیوں کی فہرستیں تیار کیں۔ کب انکی شریعتوں کی کتابوں کے نام لکھے۔ کب اُن شریعتوں سے اقتباس کئے۔ کب اُن شریعتوں کی تصدیق کا دعویٰ کیا۔ جبکہ قرآن عربی علاوہ قرآن کے نئے انبیار اور اُن کی شریعتوں کی نسبت بالکل خاموش ہے تو معلوم ہوا کہ قرآن کے وہ مقامات جزو قرآن نہیں ہیں۔ جو غیر بنی اسرائیلیوں کو نبی رسول بناتے ہیں۔

ہم نے اپنے مخاطبوں کے مسلمہ زیر بحث کو ایک اور سخت ضرب لگانا ہے جس سے اُن کا یہ مسلمہ بیخ و بُن سے اُکھڑ جائیگا۔ وہ ضرب انبیاء برحق کی وہ فہرستیں ہیں جو قرآن میں آئی ہیں۔ ان نقلوں سے یہ بات ثابت ہوگی کہ انبیاء برحق صرف بنی اسرائیل کے ہی انبیاء تھے۔ جن غیر اقوام کے بزرگوں کو قرآن نے انبیاء قرار دیا ہے اُن کا ذکر ان فہرستوں سے غائب ہے۔ ذیل میں وہ فہرستیں دی جاتی ہیں۔

۱۔ فہرست اوّل سورہ حدید میں آئی ہے۔ لکھا ہے۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ۔

حدید ۳ و ۴ رکوع +

(۲) دوسری فہرست سورہ مریم میں آئی ہے۔ لکھا ہے۔ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۔۔۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَا اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۔۔۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا۔ ۳ و ۴ رکوع۔

۳۔ فہرست جو نہایت مکمل ہے سورہ انعام میں آئی ہے لکھا ہے۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ط نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ط كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ط وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ط ۱۰ رکوع۔ اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اُس کی قوم کے مقابل میں دی تھی ہم جس کے چاہیں درجے بلند کریں۔ بے شک تیرا رب حکمت والا خبردار ہے اور ہم نے ابراہیم کو اسحق و یعقوب بخشا۔ سب کو ہم نے ہدایت کی تھی اور ہم یوں نیکو کو بدلہ دیتے ہیں اور زکریا اور یحییٰ اور عیسےٰ اور الیاس کو۔ سب نیکوں میں تھے اور اسمٰعیل اور والیسع اور یونس اور لوط کو اور سب کو ہم نے سارے جہانوں پر فضیلت دی اور اُن کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور بھائیوں میں سے بعض کو اور ہم نے انہیں برگزیدہ کیا اور راہ راست کی ہدایت کی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ایسی ہدایت کرے۔ اور اگر وہ شرک کرتے تو اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت دی۔ پس اگر یہ لوگ (کفار عرب) ان باتوں کا انکار کریں تو ہم نے ان پر ایک قوم مقرر کی ہے وہ ان باتوں کے منکر نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت کی تھی تو تو اُن کی ہدایت پر چل انتہی

حضرت محمد کا زمانہ بہت دور نہیں ہے۔ آپ کے زمانے سے پیشتر فارس۔ ہندوستان چین۔ مصر بابل۔ نینوہ۔ فینکی۔ یونان روم وغیرہ ممالک کی اقوام کے تمام دیوی دیوتا اور بزرگ گذر چکے تھے۔ مگر ان فہرستوں کی تحریر کے وقت کسی غیر بنی اسرائیل کی قوم کے دیوی دیوتا وغیرہ کا نام یاد نہیں آیا۔ کوئی اجنبی نام فہرستوں میں درج نہیں کیا گیا۔ کسی غیر اسرائیلی کتاب کا نام تک نہیں لیا گیا۔ مگر ہر ایک فہرست میں تمام نام بائبل کے انبیاء کے لکھے جاتے ہیں۔ وہ بھی یہودی قوم کے عقیدہ کے موافق نہیں لکھے جاتے۔ پر مسیحیوں کے اعتقاد کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ قرآن مروجہ میں ہر ایک غیر اسرائیلی قوم میں ایک ایک نبی رسول کا اعتقاد اور ایک ایک شریعت کا خیال اور سکندر ذوالقرنین اور لقمان اور شعیب۔ ہود صالح۔ وغیرہ کے قصص بعد کو ایزاد کئے گئے تھے۔ ہماری پہچان کے لئے ایزادی کرنے والا یہ خطا کر گیا کہ وہ غیر بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی ایک کا نام فہرست ہائے مذکور میں درج نہیں کر سکا پس ثابت ہوا کہ مروجہ متن قرآن میں سوا بنی اسرائیل کے انبیاء کے جن اقوام کے نبی رسول اور ان کی شرائع مختلفہ تسلیم کی گئی ہیں وہ ہرگز اصلی متن قرآن کا جزو ثابت نہیں ہیں۔ لہٰذا ہمارے مخاطبوں کے غیر اسرائیلی نبی رسول اور ان کی شریعتیں اُن لوگوں کی ایزادیاں ہیں جو قرآن کی فہرستوں کے انبیاء اور اُن کے دین اور انکی کتابوں کو ماننا نہ چاہتے تھے۔ بلکہ اُن کی سر توڑ یہ کوشش تھی کہ لوگوں کو قرآن محکم کی پیروی سے گمراہ کر دیں اس لئے حنفاء کے نئے انبیاء اور اُن کی شریعتیں بحث سے ہمیشہ کے لئے خارج ہوئیں وہ ہرگز رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ کے مفہوم میں داخل نہیں ہیں۔

ہم اپنے مخاطبوں کے زائد انبیاء اور شرائع کی صفائی کر کے اب انبیاء برحق کی کہانی شروع کرتے ہیں اس سلسلہ میں رسل من قبلک کا مفہوم وہ انبیاء ثابت ہونگے جنکا ذکر انبیاء برحق کی فہرستوں میں آچکا ہے اور ان کا اختتام بقول قرآن حضرت محمد سے قبل حضرت ابن مریم پر ہو چکا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ مائدہ آیت ۷۵۔

واضح رہے کہ بنی اسرائیل کی قوم اپنے انبیاء کی آمد سے پیشتر ایک ہی امت تھی۔ اس میں فرقوں کا امتیاز نہ تھا۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ۔ الخ یعنی تھے لوگ ایک ہی امت پس پھر اللہ نے انبیاء اور مبشرین کو اٹھایا اور نازل کی اُن کے ساتھ کتاب ساتھ حق کے۔ بقر آیت ۲۱۳۔ اس کے سوا انبیاء کو اُٹھانے سے پیشتر اللہ نے بنی اسرائیل سے جو واحد امت تھے عہد بھی لیا تھا جیسا کہ لکھا ہے۔ وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ

وَآمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيْلِ۔ اور البتہ تحقیق بنی اسرائیل کا اللہ نے عہد لیا اور ان میں بارہ سردار ہم نے کھڑے کئے اور اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کو قوت دو اور اللہ کو اچھا قرض دو تو البتہ میں تم سے تمہاری بُرائیاں دور کردونگا اور تم کو جنت میں داخل کرونگا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں پس جو کوئی تم میں سے بعد کو کفر کرے تو وہ راہ سیدھی سے گمراہ ہو۔ مائدہ ۳ رکوع اور پھر یوں بھی آیا ہے وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا۔ اور ہم نے اُن کو بارہ خاندانوں میں الگ الگ امتیں بنا دیا۔ اعراف آیت ۱۶۰۔ پس بنی اسرائیل انبیاء کی آمد سے پیشتر ۱۲ امتوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ یعنے اُن میں ایک ایک گروہ کے آدمی اسی سے منسوب ہو چکے تھے جس سے اُس کا خاندانی علاقہ تھا۔ مگر قرآن شریف صرف بنی اسرائیل ہی سے اللہ کے عہد کا ذکر نہیں کرتا۔ بلکہ انبیاء کے عہد کا بھی ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب و حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس ایک رسول آوے جو اُن باتوں کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہیں تم اس پر ضرور ایمان لائیو اور ضرور اسکی مدد کیجیو۔ عمران۔ پس قرآن ظاہر کرتا ہو کہ خدا نے موافق عہد کے بنی اسرائیل میں انبیاء کو بھیجا پر بنی اسرائیل نے انبیاء سے خوش سلوکی نہ کی بلکہ بدسلوکی کی۔ چنانچہ لکھا ہے۔ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ إِسْرَاءِيْلَ وَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رُسُلًا كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى أَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَقْتُلُوْنَ۔ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور اُنکی طرف رسول بھیجے۔ جب کبھی اُن کے پاس رسول آئے ایسی باتوں کے ساتھ جنکو اُنکے نفس نہ چاہتے تھے تو ایک فریق نے اُن کی تکذیب کی اور دوسرے نے اُنکو قتل کیا۔ مائدہ آیت ۷۰۔ اس کے ساتھ ہی قرآن ٹھیرے کہ خدا نے انبیاء کو متواتر بھیجا تھا۔ مگر بنی اسرائیل کی ہر ایک امت نے اُسے جھٹلایا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنٰهُمْ أَحَادِيْثَ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ مومنون آیت ۴۴۔ یعنے پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے جب کبھی کسی امت کے پاس اُس کا رسول آیا اُنہوں نے اُسکو جھٹلایا پھر ہم بھی بعض کے پیچھے بعض کو ہلاک کرتے چلے گئے اور ہم نے اُنکو کہانیاں بنا دیا سو دور ہوں وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے۔ اس پر اس جگہ حدیث شریف بھی کچھ روشنی دیتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہو۔ ابوهريرة كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعدی۔ الخ بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے

کہ حضرت نے فرمایا کہ تھے بنی اسرائیل کہ ان میں حکومت و ریاست کرتے تھے پیغمبر جبکہ ایک پیغمبر وفات پاتا تھا دوسرا پیغمبر اس کے مقام پر قائم ہوتا تھا اور میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہیں۔ مشارق الانوار حدیث ۱۷۰۳۔

اس کے علاوہ بنی اسرائیل میں جو رسول و نبی سلسلہ وار مبعوث ہوتے تھے تو ہر نبی کے جان نثار وفادار شاگرد بھی ہوا کرتے تھے جو اُس کی سُنت پر رہتے تھے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ ابنِ مسعود ما من نبی بعثه الله فی امته قبلی الا کان له من امته حواریون واصحاب یاخذون بسنته ویقتدون بامره۔ الخ۔ ترجمہ مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ کوئی پیغمبر نہیں جسکو خدا نے امت میں مجھ سے پہلے بھیجا مگر اُس کی بعض امت سے خالص جان نثار لوگ اور اس کے اصحاب ہوا کئے ہیں کہ اُسکی سنت اور اُسکی راہ کو پکڑے رہتے ہیں اور اُسکے حکم کی پیروی اور فرمانبرداری کیا کرتے ہیں۔ الخ۔ مشارق الانوار حدیث ۹۳۲۔

پس جو منصف مزاج اور بابصیرت شخص اوپر کی سند ات پر غور فرمائیگا وہ بلا توقف اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہوجائیگا کہ رسل من قبلک کے مفہوم میں صرف انبیاء بنی اسرائیل ہی شامل ہیں اور کسی قوم کے انبیاء و مرسلین کو اس میں دخل نہیں ہے ⁂

اس کے سوا ہم کو معلوم ہے کہ مصنفِ قرآن نے خود رسل من قبلک کی بابت دریافت کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا کہ حضرت اُن کی بابت کتاب والوں سے دریافت فرمایا کریں اب اگر رسل من قبلک کے مفہوم میں غیر قوم کے وہ لوگ شامل ہونے جنکی نبوتوں اور رسالتوں کے آجکل کے حنفاء اور مرزائی اقراری ہیں تو کوئی وجہ ایسے حکم کے صادر فرمانے کی مصنفِ قرآن کے پاس نہ تھی۔ اصل حکم پر غور فرماؤ۔ لکھا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ نحل آیت ۴۴۔ اس آیت میں رسولوں کی بابت اہل الکتاب سے استفسار کرنے کا حکم آیا ہے۔ اب اگر بنی اسرائیل سے باہر نبوت رسالت کا وجود تھا تو دوسرے لوگوں سے کیوں استفسار جائز نہ رکھا گیا؟ کیوں ہندوؤں اور چینیوں سے نہ پوچھا گیا اور کیوں پارسیوں سے دریافت نہ ہوا؟ مگر بنی اسرائیل سے۔ اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ بنی اسرائیل پر نبوت و رسالت محدود تھی۔

اِس کے سوا رسل من قبلک سے بابل کے انبیاء کی مراد ایک اور آیت سے ثابت ہے جیسا کہ لکھا ہے وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ۔ زخرف آیت ۴۵۔ حنفاء کے جمیع انبیاء اور اُن کی شرائع کی جو اُنہوں نے ہر ایک قوم و امت میں مانے تھے تکذیب پر آیت مذکور قطعی فیصلہ ہے اور رسل من قبلک کے مفہوم پر کہ مراد اس سے صرف اسرائیلی انبیا سے ہے صاف نص ملی ہے اس میں الرحمن کی بابت رسل من قبلک سے استفسار فرمانے کا حکم آیا ہے اور الرحمن یہود و نصاریٰ

کا معبود تھا اور رسل من قبلک کا مفہوم بذات خود عرب میں موجود نہ تھا مگر اُن کے صحائف۔ اور وہ صرف بائبل تھی جو اس وقت عرب میں موجود تھی۔ ژند آوستہ نہ تھی۔ بدھ کی تحریرات نہ تھیں۔ ہندوؤں کے وید نہ تھے بلکہ صرف بائبل تھی۔ پس بائبل سے الرحمٰن کی بابت دریافت کرنے کا حکم آیا تھا۔ اس لئے بائبل کو ہی رسل من قبلک کہا گیا تھا۔ لہٰذا حنفاء کے دوسرے نبی اور اُن کی شریعتیں بحث سے خارج ہوئیں۔

رسل من قبلک سے بائبل کے انبیاء کی مراد ہونے پر مندرجہ ذیل آیات آخری ثبوت ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط اور ہم نے ہر ایک رسول اس لئے بھیجا تھا کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ نساء آیت ۶۴۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْا اٰيٰتِيْ وَمَا اُنْذِرُوْا هُزُوًا یعنے اور ہم تو رسولوں کو مبشر و نذیر بنا کے بھیجتے رہے اور منکر لوگ باطل سے اُنکے ساتھ جھگڑتے رہے ہیں تاکہ حق کو گرا دیں اور جب وہ ڈرائے گئے تو اُنہوں نے ہماری آیات کو ہنسی بنا لیا۔ کہف آیت ۵۶۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ اللہ نے لکھدیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہینگے کہ اللہ قوی اور زبردست ہے مجادلہ آیت ۲۱۔

آیات بالا میں مرسلین سے مراد بجز اُن کی کتابیں اور اُن کا کلام ہے جنکو حق کا خطاب دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اور مرسلوں نے سچ کہا ہے۔ والصفت آیت ۳۷۔ اور پھر کہا گیا ہے سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ بنی اسرائیل آیت ۷۷۔ تجھ سے پہلے جو ہم نے رسول بھیجے یہ اُن کی سُنت ہے اور تو ہماری سنت میں تبدیلی نہ پائیگا۔ پھر کہا گیا ہے۔ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ اور ہمارے مرسلین کے لئے پہلے ہی یہ قول ہو چکا ہے کہ وہی ضرور فتحیاب رہا کرینگے۔ اور ہمارا ہی لشکر ہمیشہ غالب رہا کریگا۔ والصفت آیت ۱۷۱-۱۷۳ تک

پس مندرجہ صدر آیات نے انبیاء برحق اور اُن کے کلمات کو تا ابد غالب ظاہر کیا ہے اور اُن کا غلبہ اُن کی اطاعت کرنے سے روشن کیا گیا ہے۔ اب ہندوستان کے حنفاء اور مرزائیوں سے دست بستہ عرض ہے کہ وہ غیر بنی اسرائیل انبیاء اور مرسلین کا غلبہ اور فتح ثابت کریں کہ کس بات میں ہوئی۔ بائبل کے مقابل اُن کی فتوحات کو رکھ کر دیکھیں اُن کی دینی فتوحات کی وسعت کو ناپیں اور مقابل میں بائبل اور اُس کے انبیا اور اُن کے خدا کی فتوحات کا اندازہ لگائیں تو نہایت آسانی سے بنی اسرائیل کے انبیاء کے لشکر کا غلبہ اور زور معلوم ہو جائیگا اور جن کو ہمارے مرزائی دوست ہندوستان میں نبی رسول بنانے کے لئے کوشاں ہیں اُنکی حقیقت ظاہر ہو جائیگی۔

اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف نے بنی اسرائیل کے انبیاء کی رسالتیں اور نبوتیں محض

بنی اسرائیل پر محدود نہیں رکھیں بلکہ غیر اقوام تک پہنچائیں ہیں۔ حضرت ابراہیم کو نمرود کی قوم کی ہدایت کرتے دکھایا ہے حضرت موسیٰ اور یوسف کو ملک مصر کی بت پرست اقوام میں صداقت کی منادی کرتے ظاہر کیا ہے اور یونس کو نینوہ کی اقوام کا مبشر ظاہر کیا ہے۔ اور خداوند یسوع مسیح کو تمام دنیا کے مذاہب کا فاتح دکھایا ہے پس غیر اسرائیلی اقوام کا نبوت و رسالت اور آلہی شرعیت کی بخشش ہمارے مخاطبوں کی ناجائز سخاوت اور بے معنا بخشش ہے جس کا منشا حق کی مکاذبت کے سوا کچھ ثابت نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قرآن میں رسل من قبلک کے مفہوم میں بنی اسرائیل کے انبیاء کے سوا دوسری قوم کا کوئی نبی رسول داخل نہیں اور نہ داخل کیا جا سکتا ہے۔

گیارھویں فصل

وما انزل علینا کے مفہوم میں سے کلم اللہ موسیٰ تکلیما کی تفسیر

عنوان مذکورہ بالا میں متکلم خدا یا اللہ کی خبر عجیب و غریب اور سچائی و صداقت کا اعلیٰ اظہار ہے۔ عرب کے حنفا اور اہل مکہ یا قریش ان معانی کے خدا اور اللہ کے علم و عرفان سے پشتہا پُشت سے محروم چلے آتے تھے وہ نبی کی سے نذیر و بشیر سے۔ الہام و کتاب سے بالکلیہ ناآشنا چلے آتے تھے۔ اُن کو کسی واحد خدا کا علم تھا نہ وہ متکلم خدا کو جانتے اور مانتے تھے۔ حضرت موسیٰ کے بیان کے ساتھ اہل مکہ و قریش و عرب کو عربی زبان میں یہ پہلی دفعہ خبر ملی تھی کہ عوالم کا خالق مالک متکلم بھی ہے۔ وہ اپنے بندوں سے کلام کرتا آیا ہے۔

عنوان مذکورہ بالا میں دوسری حقیقت یہ ظاہر کی گئی ہے کہ جس متکلم خدا کی خبر دی گئی ہے وہ ہرگز کعبہ و مکہ و قریش کا معبود نہیں۔ کعبہ و قریش و مکہ کے معبود تو بولنا جانتے ہی نہ تھے نہ وہ بول سکتے تھے۔ یہ اللہ جو متکلم ظاہر کیا گیا وہ تو کوہ طور پر حضرت موسیٰ سے کلام کرنے والا ہے۔

اس کے سوا عنوان مذکورہ میں حضرت موسیٰ سے کلام کرنے کا جو ذکر آیا ہے اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ خدا نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا تھا۔ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے انبیاء کے سلسلہ کی پہلی کڑی ہیں جن سے امر ثابت ہے کہ خدا کا تکلم جلی طور سے ہوا تھا۔ آپ کے بعد سلسلہ انبیاء قائم ہوا جس کی آخری کڑی خداوند یسوع مسیح ہے۔ حضرت موسیٰ کے تکلم کے بعد انبیاء برحق سے جو آلہی تکلم ہوا ہے وہ زیادہ تر خفی طور سے ہوا ہے اور خداوند یسوع مسیح میں آلہی تکلم ایسے کامل طور سے ہوا کہ آلہی کلام یسوع مسیح کی بشریت میں ہی بس گیا تھا۔ اس کی واحد شخصیت میں متکلم و مخاطب و کلام یکجا ہو گئے تھے۔ پس موسیٰ سے اللہ کے کلام کرنے میں وہ تمام انبیاء بھی شامل ہیں جو حضرت موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے۔

حضرت موسیٰ اور آپ کے بعد دوسرے اسرائیلی انبیاء سے جو اللہ نے کلام کیا تھا وہ کلام توریت زبور

صحف الانبیاء اور انجیل میں مذکور ہے۔ انہیں کتابوں کی بابت قرآن عربی کے عقائد کا بیان کیا جاتا ہے۔ ان کتابوں کی نسبت قرآن عربی کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کتب سماوی اور کلام اللہ ہیں۔

مطالب مذکور کا ذکر کرنے کے بعد اس بات کی تشریح کی ضرورت ہے کہ اسرائیل کے اللہ نے حضرت موسیٰ اور دیگر اسرائیلی انبیاء و مرسلین سے کیسے کلام کیا تھا؟ قرآن عربی میں اس بڑے اور اہم مسئلہ پر کیا روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس سوال کا جواب دینا فصل ہذا کا مقصود ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں سے کلام کرنا ہی الہام و القاء و وحی کے نام سے مشہور ہے۔ عقیدہ عامہ میں یہ تینوں اصطلاحیں اللہ کے کلام کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ یا یوں سمجھیئے کہ اللہ کا بندوں سے کلام کرنا تین صورتوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔ ان صورتوں کا نام الہام و القاء و وحی رکھا گیا ہے۔

اس بات کو بھولنا نہیں چاہیئے کہ اللہ کا بندوں سے کلام کرنا اور بندوں کا اللہ سے کلام کر کے خدا یا معبود بنانا ایسا خیال و عقیدہ ہے جو صرف عربی یہودیت و مسیحیت میں ہی محدود تھا۔ کفار عرب اسے نہ مانتے تھے۔ مسیحی تو یہاں تک بڑھے ہوئے تھے کہ وہ انسان کی ذات و شخصیت میں خدا کی حضوری کو مانتے ہوئے بھی انسان کو انسان ہی مانتے تھے۔ پس خدا کا بندوں سے تکلم جاہل عربوں کو ضرور حیرت میں ڈالتا تھا۔ پر مسیحی بزبان قرآن و حضرت محمد انہیں اپنے عقائد کے معنے بیان کرنے میں تامل نہ کرتے تھے۔

قرآن عربی پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی مسیحی اور حضرت محمد انبیاء حق سے اللہ کے تکلم کی ذیل کی صورتیں مانتے تھے۔ جو الہام و القاء و وحی کے مفہوم میں داخل ہیں۔

۱۔ خوابوں میں وہ الہی منشا کو معلوم کیا کرتے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ۔ والصفت ۳ رکوع۔ ۲۔ رؤیتوں میں کلام الٰہی کو پایا۔ جیسا کہ لکھا ہے إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا .. قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ۔ یوسف ۳۔ غیب سے کلام پایا۔ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ۔ حدید ۳ رکوع ۴۔ فرشتوں کی معرفت پیغامات پائے۔ فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ۔ عمران آیت ۳۸ ۵۔ بلا واسطہ خدا سے کلام پایا۔ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا۔ نساء ۲۲ رکوع ۶۔ وحی کے طور سے خدا کی مرضی کو حاصل کرنا۔ وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي الخ مائدہ آیت ۱۱۱۔ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ... إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ ... فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ۔ یٰسین۔ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ۔ مائدہ آیت ۱۱۳۔ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ۔ عمران ۵ رکوع۔ مقابلہ اوحینا

اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اِبْرٰھِیْمَ۔ نساء ۲۳ رکوع ۷ اکمل واتم طریق الہام اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ - وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

مندرجہ صدر مقالات اس بات کے اظہار میں منقول ہوئے کہ ہم ناظرین کو بائبل کے انبیاء کی نسبت بزبان قرآن یہ بات دکھا دیویں کہ قرآن کے نزدیک بائبل کے انبیاء اوپر کے سات طریق سے کلام اللہ پانے والے تھے۔ ان تمام صورتوں میں افضل و اعلیٰ طریق کا الہام وہ ہے جو یسوع مسیح کے متعلق بیان ہوا ہے۔ قرآن عربی کی یہ تعلیم بھی اصلی قرآن کا اعلیٰ عنصر ہے جس کی صداقت کا کوئی حق پسند منکر نہیں ہو سکتا ہے۔

جو کوئی اوپر کے مقامات کو غور سے پڑھیگا اس پر یہ حقیقت ضرور واضح ہو جائیگی کہ بائبل مقدس کے انبیاء کے الہام کی جو صورتیں بیان ہوئی ہیں وہ ترقی پذیر الہام کی صورتیں ہیں۔ عجیب معاملہ یہ ہے کہ قرآن محمدی نے بائبل کو اور بائبل کے انبیاء کو ایسے معانی میں مُلہم گردانا ہے جو نہایت صحیح و درست ہیں +

ایک اور بات بھی غور کرنے کی آئی ہے کہ الہام کی مذکورہ بالا صورتوں میں سب سے اکمل صورت کے الہام کے مُلہم خداوند یسوع مسیح بیان ہوئے ہیں۔ اسے خود ہی مُلہِم اور خود ہی مُلہَم اور خود ہی الہام اور خود ہی کلام اور خود ہی عامل اور عالم دکھایا گیا ہے۔ الہام کی اس قسم سے دوسرے درجہ پر اللہ کا موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا آیا ہے۔ الہام کی باقی صورتیں اس کے بعد ہیں۔

الہام کی جو صورت یسوع مسیح سے منسوب کی گئی ہے وہی کامل و اتم صورت ہے جو عابد و معبود کو واحد شخص بناتی ہے۔ یہی الہام سے خدا کا مقصد و مدعا تھا کہ صرف اللہ عبد نما ہی ظاہر نہ ہو بلکہ عبد اللہ نما بھی ہووے۔ مسیحیت فی زمانہ اس حقیقت کا اظہار کرتی آئی ہے۔ قرآن محمدی نے اس اعلیٰ حقیقت کو الوہیت اور انسانیت کا یسوع مسیح میں ملاپ کر کے اظہار کیا ہے۔ اسے برزخِ الوہیت و انسانیت بنا دیا ہے۔ اگر قرآن میں اس سے بڑھ کر کسی کو الہام ہوا تو مسیحی اس پر متوجہ ہونے کو تیار ہیں۔ ورنہ از روئے قرآن مسیحی اور سچے اسلام کے مسلم صرف یسوع مسیح کو ہی الہام و کلام کا مختتم ماننے کے لئے مجبور ہیں۔ کلمۃ اللہ و روح اللہ سے بڑھ کر کوئی مُلہم ہو ہی نہیں سکتا ہے +

بارھویں فصل

وما انزل علینا کے مفہوم میں سے بائبل کے اسماء و خطابات

قرآن محمدی کے بائبل کی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے کے لئے وہی مطالب نہیں جو پیشتر مذکور ہو چکے ہیں۔ بلکہ اُن کے سوا بھی ہیں جن کا ذکر ہم اس فصل میں کرنے کو ہیں +

اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن محمدی نے جو خطابات و القاب بائبل کو دیئے ہیں اُن کے دیکھنے سے بائبل کے متن کی اندرونی صداقت کے انوار ظاہر ہونگے۔ بائبل کی جو خوبیاں ان ناموں اور خطابوں سے ظاہر کی گئی ہیں وہ اس قدر دلکش اور حیرت انگیز ہیں کہ جس قدر خود بائبل ہو۔

بائبل شریف کے خطابات قرآنی قرآن شریف کا کورس ہیں۔ تمام متن میں اُن کی سخت گردان اور تکرار آئی ہو قرآن کی ہر ایک آیت میں اس کے ہر ایک صفحہ میں ان میں سے کوئی نہ کوئی خطاب یا نام ضرور آیا ہے۔

اس بات کو بھولنا نہیں چاہیئے کہ آنے والے بعض نام و خطاب ایسے بھی ہیں جو قرآن عربی اور بائبل کے لئے یکساں استعمال ہوئے ہیں۔ مگر اکثر اسماء ایسے آئے ہیں جو صرف بائبل ہی سے متعلق ہیں۔

ہم آنے والے اسماء پر بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ کیونکہ وہ اپنے معانی و مطالب ایسے رکھتے ہیں جن پر شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ طوالت کے خوف سے لوگوں کے خیالات ان کی بابت پیش کرنے سے باز رہے ہیں۔ مگر قرآن ہی کے متن سے ہر ایک نام کے معنے مقرر و معین کر دیئے گئے ہیں۔

بائبل کے قرآنی اسماء اور ناموں کا ذکر کرنے سے ہماری یہ غرض ہو کہ ہم اپنے ناظرین کو اول تو متن قرآن میں ایسی عزت و حرمت کا رزم دکھائیں جسے دیکھ کر ہر ایک مسلم حیرت کا پتلا بنجائے دوم مروجہ اسلام کے مسلم بھی اسی بائبل مقدس کی طرف سے وہ بے رخی دکھائیں جو کفار و مشرکین و حنفاء مکہ و مدینہ کی عقل و فکر میں نہ آتی تھی۔

اس تمہید کے بعد ہم بائبل کے ناموں اور خطابوں کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ ناظرین بھی غور سے دیکھیں۔

دفعہ ۱۔ بائبل کا نام کلمہ ہے ۔ قرآن حقیقی یا قرآن محمدی میں لفظ کلمہ بار بار آیا ہے۔ اس کا استعمال عموماً انبیاء برحق کے کلام کو ظاہر و بیان کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس کے معانی میں انبیاء کی کتابیں اُن کے وعدے وعید شامل ہیں۔ چند آیات اس مطلب کی تفصیل میں نقل کی جاتی ہیں۔ لکھا ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ۔ اور تحقیق ہمارے مُرسلین کے واسطے ہمارا کلمہ سبقت لے گیا ہے شوریٰ آیت ۱۷۱۔ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ۔ یعنے اور اللہ اپنے کلمہ کے ساتھ حق کو ثابت کرتا ہو یونس آیت ۸۲۔ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ۔ اور اگر نہ ہوتا کلمہ فیصل تو البتہ فیصلہ کیا جاتا درمیان اُن کے شوریٰ آیت ۲۱ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ اور کیا اُن کا کلمہ اُن کے پیچھے باقی تاکہ وہ رجوع کریں زخرف آیت ۲۸۔ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا۔ اور کلمۃ اللہ ہی سب سے اعلیٰ ہو۔ توبہ آیت ۴۰ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِي إِسْرَائِيلَ اور تیرے رب کا کلمہ خوبی کے ساتھ بنی اسرائیل پر پورا ہو گیا اعراف آیت ۱۳۷ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا۔ انعام آیت ۱۱۶۔ تیرے رب کا کلام صداقت اور عدالت کے ساتھ پورا ہو گیا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ۔ یونس آیت ۱۹۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ۔ ہود آیت ۱۱۰ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى۔ طٰہٰ آیت ۱۲۹ - السجدۃ آیت ۴۵۔ بائبل مقدس انبیاء برحق کا وہ کلمہ ہے جو حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کرتا آیا ہے۔ اس کی پیشنگوئیاں وہ کلمہ ہے جو بنی اسرائیل اور دوسری اقوام کے حق میں اکمل طور سے پوری ہو چکی ہیں۔ اس کے وعدے وہ کلمہ ہے جو بائبل ماننے والوں کو ہمیشہ تسلی دیتا آیا ہے وہ اعلیٰ و افضل و اکمل و اتم کلمہ ہے۔ قرآن عربی کی بائبل کا یہ پہلا خطاب ہے۔ اس کے سوا بائبل کے وعید بھی کلمہ بیان ہوئے ہیں جیسا کہ لکھا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ تحقیق جن پر تیرے رب کے کلمہ کو اپنے اوپر ثابت کیا وہی ایمان نہیں لاتے یونس آیت ۹۶۔ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ۔ کیا جس پر حق ہوا کلمہ عذاب کا تو اُن کو آگ سے بچا سکتا ہے۔ زمر آیت ۱۹۔ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں پر کلمہ عذاب حق ہو گیا۔ زمر آیت ۷۱۔ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ۔ یعنے تیرے رب کا کلمہ کافروں پر حق ہو گیا کہ تحقیق وہ صاحب آگ ہیں۔ مومن آیت ۶۔

مندرجہ صدر امثال میں بائبل شریف کا پہلا خطاب کلمہ ہے۔ باقی رہنے والا کلمہ۔ سب پر بلند رہنے والا کلمہ ہے۔ سبقت لے جانے والا کلمہ ہے۔ صداقت کے ساتھ پورا ہونے والا کلمہ ہے۔ عدالت کے ساتھ پورا ہونے والا کلمہ ہے۔ زمین و آسمان میں قائم و ثابت کلمہ ہے جو ہر وقت پھل لاتا ہے یسوع مسیح مجسم کلمہ ہے پس اوپر کی تمام مثالوں میں بائبل شریف کی لاثانی خوبی کا اظہار پایا جاتا ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

دفعہ ۲۔ کَلِمٰتُ اللّٰہِ۔ کَلِمٰتُ اللّٰہِ۔ کَلِمٰتِہٖ بائبل کے خطاب ہیں۔ یہ تینوں الفاظ کلمہ کی جمع ہیں اور یہ بھی بائبل شریف کے خطاب ہو کر آئے ہیں۔ ان کی امثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔ کہ اگر میرے رب کے کلموں کے واسطے سمندر سیاہی ہو جائیں تو سمندر ختم ہو جائینگے پیشتر اس سے کہ میرے رب کے کلمات ختم ہوں۔ خواہ ہم اس کے برابر اور بھی سیاہی لائیں۔ کہف آیت ۱۰۹۔ پھر یہ کہ۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ اور اگر تمام درخت جو زمین میں ہیں قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو جائیں۔ بعد اس کے سات سمندر اس کی مدد کریں تب بھی کلمات اللہ پوری تحریر میں نہ آئیں۔ تحقیق اللہ زبردست حکمت والا ہے۔ لقمان آیت ۲۷۔

آیات بالا کا شان نزول - کہتے ہیں کہ یہ آیت (سورہ کہف کی) اس وقت نازل ہوئی جبکہ یہود نے مسلمانوں سے یہ بات کہی کہ تم اپنے کلام اللہ میں پڑھتے ہو کہ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

اور محمد کو گمان یہ ہے کہ انہیں حکمت ملی ہے تو تمہارا علم بہت ہوا۔ اور دوبارہ تم پڑھتے ہو کہ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔ تو یہ دونوں باتیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں؟ از حق تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کا علم بےنہایت ہے اور کسی کا علم کتنا ہی زیادہ ہو بائے علم الٰہی کے مقابلے میں کم سے کم ہو سکتا ہے جیسی۔ پھر لکھا ہے۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِن قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور تو خواہ کسی حال میں ہو۔ خواہ قرآن میں سے کچھ پڑھتا ہو خواہ کوئی عمل کرتا ہو ہم ہر حال میں تمہارے نگہبان ہیں۔ جب تم اس میں مشغول رہتے ہو تیرے رب سے کوئی ذرہ زمین میں چھپا نہیں نہ آسمان میں اور نہ کوئی چھوٹی شے اور نہ کوئی بڑی۔ مگر سب کتاب مبین میں ہے۔ آگاہ ہو جو اللہ کے ولی ہیں۔ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمناک ہوتے ہیں اور جو اللہ کے ماننے والے متقی بنتے ہیں۔ ان کے واسطے اس دنیا میں بھی بشارات ہیں اور آخرت میں بھی اللہ کے کلمات کے واسطے تبدیلی نہیں۔ یہ وہی بڑی کامیابی ہے۔ یونس آیت ۶۱-۶۴۔

آیات مندرجہ صدر میں ہم کو کَلِمٰتُ رَبِّیْ اور کَلِمٰتُ اللّٰہِ اور کَلِمٰتِ اللّٰہِ کا ذکر ملتا ہے۔ ان جملوں کا ابتدائی مفہوم ایسا وسیع بیان کیا گیا ہے کہ اگر زمین کے تمام اشجار قلمیں ہو جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں (اگر تمام بنی آدم کاتب کے کام میں مشغول ہو جائیں) تو بھی کَلِمٰتِ اللّٰہ کو لکھ نہ سکیں۔ مگر جب اس کے ساتھ سورہ یونس کے مقام مندرجہ صدر کو دیکھا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ گو کلمات اللہ کی نوشت اور ان کا احتمال محال ہے۔ مگر تو بھی اللہ نے زمین و آسمان کے اور علم و عمل کے تمام حقائق خود کتاب مبین میں بند کر دیے ہیں۔ خدا کا یہ کام تمام مخلوقات مل کر نہیں کر سکتی تھی۔ جو کام خدا نے خود کر دیا کہ ان سے کَلِمٰتُ اللّٰہ کو کتاب مبین میں قلمبند کر دیا پس کلمات اللہ کی لاتبدیل کتاب وہی کتاب اللہ ٹھہری جسے بائبل مقدس کہتے ہیں۔

اس کتاب مبین کا ہم پھر ذکر کرنے کو ہیں۔ یہاں اس مقام پر یہ بات ضرور دیکھنا ہے کہ الفاظ زیر بحث انبیاء ماقبل کے کلام کا خطاب ہو کر آئے ہیں۔ چنانچہ یہ بات یوں ثابت ہوئی ہے۔ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ۔ اور تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے۔ پس انہوں نے جھٹلائے جانے اور دکھ پانے پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ انکو ہماری مدد پہنچی۔ اللہ کے کلمات کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور تیرے پاس رسولوں کی خبریں آپہنچی ہیں۔ انعام آیت ۳۴۔ پھر لکھا ہے۔ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ

لِكَلِمٰتِهٖ ط وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۔ یعنے پڑھ جو کچھ تیرے رب کی کتاب میں سے تیری طرف وحی کیگئی ہے اُسکے کلمات کو کوئی بدل نہیں سکتا ہے۔ اور تو اس کے سوا کوئی پناہ نہ پائیگا۔ کہف آیت ۲۷ اور پھر یہی بات سورہ انعام آیت ۱۱۶ میں آئی ہے کہ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۔ پس آیاتِ بالا میں کلمتہ اللہ سے مراد ہرگز مخلوقات نہیں ہے۔ بلکہ کلام الٰہ تحریری اور اُس کے معانی ہیں۔ یہی بات سورہ ابراہیم آیت ۴۷ سے ظاہر ہے جس میں لکھا ہے۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۔ یعنے تو ہرگز گمان نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں کے وعدوں کے خلاف کریگا۔ پس الفاظ کلمتُ اللّٰہ۔ کلمٰتِہٖ۔ انبیاء ماقبل کے کلام کے خطاب ہیں یاد رہے کہ الفاظ زیر بحث میں لفظ کلمہ کی جمع کلمٰت وغیرہ آئی ہے۔ ان کی بابت ہم نے دیکھا کہ کلمات رب کو اگر کوئی پورا پورا تحریر کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔ کیونکہ رب کے کلمات لامحدود ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمات کو کتاب مبین میں لکھا ہے اُس کی بابت ہم نے پڑھا کہ وہ کلمات بے تبدیل ہیں۔ وہ انبیاء کے بیانات و نصائح ہیں وہ لاتبدیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کلمات میں جو وعدے انبیاء سے کرچکا ہے اُن کے ہرگز خلاف کرنے کا نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ کلمتہ اللہ وغیرہ الفاظ کلام کتاب مجموعہ کے خطاب ہیں جو حضرت محمد سے پیشتر انبیاء مذکور کو دے چکا تھا۔ اس کی بابت آیا ہے کہ وہ کلمت اللہ کتابِ مبین میں لکھے ہیں بے تبدیل ہیں اللہ اپنے رسولوں کے کلام کے خلاف کرنے کا نہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ قرآن میں انبیاء و مرسلین۔ کتاب مبین اور کلمات واحد مفہوم رکھتے +

دفعہ ۳۔ سُنَّةُ اللّٰہ بائبل کا خطاب ہے۔ لفظ سنۃ سَنَّ سے آیا ہے۔ جس کے معنے طریق اور راہ و رسم کے ہیں۔ سُنَّۃ کا لفظ انہیں معانی میں عام طور سے قرآن میں استعمال کیا گیا ہے۔ ایک دو مثالیں اس بات کی بھی دیکھئے لکھا ہے سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۔ انفال رکوع ۵۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۔ یعنے نہیں ایمان لاتے ساتھ اُس کے اور تحقیق طریق اولین کے پیشتر گذر چکے ہیں۔ الحجر رکوع اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۔ کہف ۸ رکوع۔ مگر قرآن حکم اس کے سوا بیان کرتا ہے سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۔ یعنے طریق مقرر ہے اُن رسولوں کا جنکو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا اور نہ پاویگا تو ہمارے دستور و طریق میں تبدیلی۔ بنی اسرائیل ۸ رکوع آخر۔ پھر لکھا ہے۔ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۔ یعنے جو پیشتر گذر گئے اُن میں اللہ کا یہ قاعدہ تھا اور تو اللہ کے قواعد میں تبدیلی نہیں پائیگا احزاب ۸ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ڬ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۔ فاطر رکوع ۵۔ مندرجہ صدر امثال میں یہ حقیقت مسلم ہے کہ سنۃ اللہ لاتبدیل ولا تحویل ہیں اور یہ سنۃ اللہ انبیاء ماقبل کے۔ بے تبدیل طریقے کا نام ہے۔ جو بائبل مقدس میں مذکور ہے۔ قرآن عربی میں اس کا عشر عشیر بیان نہیں کیا ہے پس سنۃ اللہ کے خطاب میں بائبل کی بے تبدیلی اور بائبل کے مذہب کی یکتائی ظاہر کی گئی ہے۔

دفعہ ۴۔ آیٰت اللہ و بیّنٰت بائبل کے خطاب ہیں۔ لفظ آیت بمعنے نشان آیا ہے اور نشان علم کو کہتے ہیں پس اٰیٰت اللہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کے علم و نشانات کا ہُلا جس کے قرآن میں تین مطلب آئے ہیں۔
۱۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو نو نشانات صاف صاف دیئے تھے پس بنی اسرائیل سے پوچھ۔ سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔ بنی اسرائیل سے پوچھ کہ ہم نے انکو کتنی آیات بینات دی تھیں اور جو اللہ کی نعمت کو اُس کے حاصل ہونے کے بعد بدل ڈالے پس یاد رہے کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ بقر آیت ۲۱۱۔ وَلَقَدْ جَاۗءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ اور تمہارے پاس موسیٰ بینت کے ساتھ آیا۔ بقر آیت ۹۲۔ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ اور عیسیٰ ابن مریم کو بینٰت دی گئیں بقر آیت ۲۵۳ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ۔ پس جب موسیٰ اُن کے پاس آیاتِ بینت کے ساتھ گیا تو وہ بولے کہ یہ تو ایک بنوٹی جادو ہے اور ہم نے یہ اپنے پہلے باپ دادوں سے نہیں سُنا قصص آیت ۳۶۔ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى۔ اور اُنہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہیں لاتا ہے کیا جو پہلے صحف میں ہے اُسکی صاف تعلیم ان کے پاس نہیں آچکی ہے۔ طٰہٰ آیت ۱۳۳۔ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰۗـؤٌا مُّبِيْنٌ۔ اور دیں ہم نے اُن کو (بنی اسرائیل کو) آیات جن میں کُھلا امتحان تھا۔ دخان آیت ۳۳۔ ۲۔ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ اور ہم نے ان کو اپنے امر سے بینت عطا کئے اور اُنہوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد علم آنے کے آپس کی ضد کے سبب سے تحقیق تیرا رب اُن کے درمیان قیامت کے دن اس بات کا فیصلا کریگا۔ جو وہ اختلاف کرتے تھے۔ جاثیہ آیت ۱۷۔ ۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔ تحقیق جو لوگ چھپاتے ہیں اُس میں سے جو ہم نے بینت اور اعلیٰ ہدایت میں سے نازل کیا ہے اس کے بعد کہ وہ واسطے لوگوں کے کتاب میں بیان ہو چکا ان پر لعنت کرتا ہے اور ان پر لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ بقر آیت ۱۵۹۔ يٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ۔ اے کتاب والو تم اللہ کی آیات سے کیوں کفر کرتے ہو اور درحالیکہ تم شاہد ہو۔ عمران آیت ۶۹۔ **۳**۔ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا۔ جن لوگوں نے اپنے رب کی آیات سے کفر کیا اور اس کی ملاقات سے۔ پس اُن کے عمل رائیگاں ہو گئے۔

اِس لئے اُن کے لئے قیامت کے دن وزن قائم کیا نہ جائیگا۔ یہ جہنم کی جزا اُن کے کفر کی وجہ سے اُن پر آئیگی اور اُس وجہ سے کہ اُنہوں نے میری آیات اور میرے رسولوں کے ساتھ ہنسی اُڑائی تھی۔ کہف آیت ۱۰۵-۱۰۶ اور دیکھو بنی اسرائیل آیت ۹۸۔

پس مندرجہ صدر بیان سے معلوم ہُوا کہ بائبل شریف آیات اللہ اور بینت کا مجموعہ تھی۔ آپ کو اسی مجموعہ آیات میں سے آیات پڑھ کر سنائی جایا کرتی تھیں۔ جیسا کہ لکھا ہے تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ۔ بقر آیت ۲۴۶-۲۵۲ تک۔ اِس پر تعجب یہ ہو کہ حضرت محمد تو بائبل کی عربی آیات پڑھ کر سنانے سے اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول سمجھے جائیں۔ اور جن کے پاس تمام بائبل تھی اور حضرت محمد کو بائبل کی آیات سکھایا کرتے تھے اور تمام دنیا میں بائبل ہی سنایا کرتے تھے وہ عام درجے کے ایماندار اور خدا پرست بھی خیال نہیں کئے جاتے ہیں ہم اس ترجیح کا اب تک باعث نہیں سمجھے۔ اِس جگہ اس بات کا اظہار کر دینا غیر موزوں نہ ہوگا کہ قرآن شریف نے یسوع مسیح کو آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا قرار دیا ہے۔ بلکہ اُسے آيَةً لِلْعَالَمِينَ قرار دے کر رحمۃ للعلمین بنایا ہے۔ پس یسوع مسیح مسلمہ طور سے قرآن کی زندہ بائبل ظاہر ثابت ہو۔ یہ لفظ آیت کا انتہائی مفہوم ہے۔

مندرجہ صدر امثال میں لفظ آیت کے کئی معانی آئے ہیں۔ مثلاً لفظ آیت کے ایک معنا نشان یا علَم کے آئے ہیں۔ بائبل مقدس اللہ کی طرف سے زمانوں کے لئے الٰہی نشان و علَم ہے۔ جو کہی فتوحات کو ظاہر کرتا ہو پھر لفظ آیت کے معنے خدا کے کلام کے ایک حصہ یا ٹکڑے کے آئے ہیں۔ بائبل کلام اللہ کے تمام حصوں کی جامع ہے۔ پھر لفظ آیت معجزہ کے معانی میں آیا ہے۔ بائبل مقدس خدا کے تمام معجزات اور کاموں کا مجموعہ ہے۔ سب کے آخر میں لفظ آیت خداوند یسوع مسیح کے معنوں میں آیا ہے۔ ایسے مجموعۂ آیات اسی معانی میں بیان کیا ہے۔ جن معانی میں بائبل کو مجموعۂ آیات بتلایا ہے۔ یسوع مسیح کو قرآن نے بھی خدا کی مجسم بائبل ظاہر کیا ہے۔ وہ انسان بائبل ہو۔ جو نہ حرف کاغذوں پر لکھی ہے بلکہ یسوع مسیح کی بشریت پر کندہ ہے وہ آپ ہی حکم ہے اور آپ ہی حکم کا عالم و عارف ہے۔ اور آپ ہی اُس کا عامل ہے پس قرآن عربی کی بائبل واقعی عجیب و غریب ہے۔

دفعہ ۵۔ بائبل کے مختلف خطابوں کی فہرست۔ ۱۔ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ۔ بقر آیت ۷۳۔ اس جگہ کلام اللہ بائبل کا خطاب ہے۔ ۲۔ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ۔ بائبل کا خطاب ہے بقر ۱۲ رکوع۔ ۳۔ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ۔ بائبل کا خطاب ہے عمران ۸ رکوع ۴۔ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔ بائبل کا خطاب ہے۔ عمران ۹ رکوع۔ ۵۔ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهِ۔ بائبل کا خطاب ہو بقر ۱۱ رکوع ۶۔ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ بائبل کا خطاب ہے بقر ۱ رکوع ۷۔ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ بائبل کا نام ہے۔ خاصکر انجیل کا نام ہے بقر ۱۱ رکوع۔ ۸۔ كِتَابَ اللَّهِ۔ توریت کا نام ہے۔ بقر ۱۲ رکوع۔ عمران ۳ رکوع ۹۔ يُدْعَوْنَ إِلَى

كِتٰبَ اللّٰهِ۔ تمام بائبل کو خطاب ہے۔ عمران ۳ رکوع۔ ۱۰۔ اَلْكِتٰب۔ بائبل کا نام ہے بقرہ رکوع ۔ ۱۱۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ بقرہ ۱ رکوع بائبل کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲۔ وَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ کا بائبل مفہوم ہے۔ بقرہ ۱ رکوع آخر و ۱۹ و ۲۱ و ۱۶ ا رکوع عمران ۸ رکوع و ۱۹ ا رکوع۔ ۱۳۔ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔ کا مفہوم بائبل ہے۔ بقرہ ۱ رکوع۔ ۱۴۔ اُوْتُوا الْكِتٰبَ میں کتاب سے مراد بائبل ہے بقرہ ۱ رکوع۔ ۱۵۔ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ میں کتاب سے مراد بائبل ہے۔ ۱۶۔ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ۔ میں کل کتاب سے مراد بائبل ہے۔ عمران ۱۲ رکوع۔ ۱۷۔ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ۔ شہادت سے مراد بائبل کی گواہی ہے۔ بقرہ ۱۶ رکوع کا آخر و بقرہ ۳۹ رکوع کا آخر۔ ۱۸۔ اَهْلِ الْكِتٰبِ میں کتاب سے مراد بائبل ہے ۱۹ اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ میں عہد سے مراد بائبل ہے۔ بقرہ ۵ رکوع۔ ۲۰۔ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط سے مراد پرانا عہد نامہ ہے بقرہ ۵ رکوع۔ ۲۱۔ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ۔ سے مراد تمام بائبل ہے۔ مائدہ ۹ رکوع۔ ۲۲۔ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ط سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ مائدہ ۱۰ رکوع۔ ۲۳۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط سے مراد انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ مائدہ ۱۰ رکوع۔

غرضیکہ اگر ہم اسی طرح قرآن شریف کے خاص خاص جملوں اور فقروں اور الفاظ کو ترتیب دیکر دیکھیں تو ہم کو اس بات سے تعجب آئیگا کہ قرآن شریف کے اوراق میں سے مشکل سے کوئی ورق ملیگا جس میں ہمیں بائبل اور بائبل کے انبیاء اور اہلِ بائبل کی نسبت کچھ نہ ملے جو بائبل اور اہلِ بائبل کی عزت و حرمت سے علاقہ نہ رکھتا ہو۔ ایسے حالات کی موجودگی میں علمائے قرآن کا بائبل سے منحرف ہونا جیسا کہ خوفناک معاملہ ہے وہ کسی روشن ضمیر سے پوشیدہ نہیں ہو سکتا

دفعہ ۶۔ بائبل سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ہے ۔ قرآن کا مصنف سلطان مبین کی بابت یوں بیان کرتا ہے۔ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ۔ یہ ہماری قوم ہے۔ پکڑے ہیں انہوں نے اس کے سوا معبود کیوں نہیں لاتے ان کے واسطے سند کھلی۔ کہف ۲ رکوع۔ اس جگہ عربوں سے مصنف قرآن ان کے خداؤں کی خدائی کے ثبوت میں سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ اس جگہ مصنف کا سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ سے کیا مطلب ہے۔ لہذا اس کے مفہوم کی تفسیر دوسری جگہ یوں آئی ہے۔ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ والصفت آیت ۱۵۶ - ۱۵۷ - اس جگہ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ مساوی ہے سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ کے۔ اور سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ سے مراد کتاب معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ کا جملہ اس کا ثبوت ہے اس کے سوا یوں بھی لکھا ہے۔ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ۔ روم آیت ۳۵۔ اس جگہ لفظ سُلْطٰنًا مساوی لفظ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ کے معلوم ہوتا ہے۔ اور لفظ سُلْطٰنًا کا مفہوم کلام کرنے والی حقیقت یا ہر شئے کلام رکھتی ہو ظاہر ہے۔ اور وہ حقیقت یا شئے کتاب ہے۔ لیکن ایسی کتاب ہے جو

اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہو۔ ایسا ہی مطلب اس آیت سے ثابت ہوتا ہے اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَاۗءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ یعنے کیا تم مجھ سے ان اسموں کی بابت جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھے ہیں تکرار کرتے ہو۔ جنکے ساتھ کوئی سلطان نازل نہیں کیا گیا اعراف آیت ۷۱ اس جگہ سلطان سے مراد ایسی کتاب ثابت ہو جو خدا کی طرف سے نازل کی گئی ہو۔ اس کتاب پر دین کے تمام مسائل کا قطعی فیصلہ منحصر سمجھا جاتا تھا پس بلا کسی قید کے یہاں پر سُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ وغیرہ کا مفہوم آسمانی کتاب کا مکمل رہا ہے جسے مصنف قرآن نے دین وایمان کی سند تسلیم کر لیا تھا۔ اب مصنف قرآن آپ ہی لکھتا ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ۔ ھود آیت ۹۶ ومومنین آیت ۴۵ ومومن آیت ۲۳ ودخان آیت ۲۳۔ پس اس کلام کے موافق اس کے سوا کوئی دوسرا نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ مصنف قرآن نے بائبل کو دین وایمان اور عمل کا قانون بنایا تھا۔ نہ صرف کفار عرب کے مقابل بلکہ معتقدان قرآن کے مقابل بھی الہامی دوسری جگہ آیا ہے۔ مثلاً لکھا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ مومنوں کے سوا کفار کو دوست مت بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کی طرف سے تم پر سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا قائم ہو۔ نسا آیت ۱۴۴ اور پھر لکھا ہے۔ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۔ اور ہم نے موسیٰ کو سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا دیا۔ نسا ۲۲ رکوع۔ غرض اوپر کے کل بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ اور آسانی سے نکلتا ہے کہ قرآن عربی کی بائبل کتاب مبین ہے۔ وہ سلطان مبین ہے وہ دین وایمان کی اور دین وایمان کے ہر ایک اعتقاد کی سند ہے جو اعتقاد اس سلطان مبین کے موافق نہیں وہ صریح اور کھلی گمراہی ہے۔ مروجہ اسلام کے مسلم اپنے عقیدوں کو اس سلطان مبین سے تطبیق دیکر دیکھیں تب انہیں مروجہ اسلام کی حقیقت معلوم ہوگی ؎

دفعہ ۷ ۔ بائبل کا نام علم ہے ۔ کفار عرب کے عقاید کی تردید کرتے ہوئے قرآن لکھتا ہے۔ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ انعام آیت ۱۰۱ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَاۗىِٕهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ انعام آیت ۱۲۰۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ انعام آیت ۱۴۵۔ نَبِّـــُٔـوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ انعام آیت ۱۴۴۔ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ۭ انعام آیت ۱۴۹۔ یعنے کفار نے اللہ کے واسطے بیٹے بیٹیاں بنائے ہیں بغیر علم کے۔ اور تحقیق بغیر علم کے اپنی خواہشات سے لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کرتا پھرے۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے ساتھ علم کے خبر دو۔ کہہ کیا تمہارے پاس علم میں سے کچھ ہے تو پس اسے ہمارے واسطے نکالو ؎

ان مقامات میں تمام مذہبی عقائد و مسائل کی سند "علم" کا مفہوم رکھی گئی ہے۔ بلکہ تمام اعمال انسانی کی صحت کا معیار "علم" کا مفہوم تسلیم کیگئی ہے۔ بغیر علم کے آلہی عقائد باطل اور اعمال انسانی گمراہی قرار پائے ہیں۔ بلکہ مصنفِ قرآن نے بغیر علم عقائد رکھنے والوں اور عمل کرنے والوں کو ابلیس کے مقلد قرار دیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ۔ اور لوگوں میں سے جو بغیر علم اللہ کی بابت جھگڑتے ہیں وہ ہر ایک شیطان مردود کی پیروی کرتا ہے۔ حج آیت ۳۔ پس ان تمام مقامات میں لفظ علم کا مفہوم دریافت طلب ہے اور اس کی تحقیق کی اسلئے ضرورت ہے کہ مصنف خود علم کے مفہوم کو عقائد و اعمال دینی کی صحت کی سند ٹھہراتا ہے۔

جب ہم بزبان مصنف لفظ علم کا مفہوم تلاش کرتے ہیں تو مصنف کی زبانی قرآن میں یہ بات قلمبند ملتی ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ۔ اور لوگوں میں سے ایک ایسا شخص ہے جو اللہ کی بابت بغیر علم و ہدایت و کتاب منیر کے جھگڑتا ہے۔ لقمان آیت ۲۰ و حج آیت ۸۔ اس جگہ خود مصنف نے لفظ علم کو ہدایت و کتاب منیر کے مساوی بنا کر استعمال کیا ہے اور جس کا منشا یہ ہے کہ علم ہدایت و کتاب منیر کا بدل ہے۔ لہٰذا علم و ہدایت اور کتاب منیر ایک ہی حقیقت کے تین نام ہیں۔ اس لئے لفظ کا مفہوم کتاب منیر اور اس کا علم ہے۔ پس علم کا مفہوم قرآن میں بائبل کے سوا نہیں ہے۔

اس کے سوا قرآن میں یوں بھی لکھا ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ یعنے البتہ ہم نے بینات کے ساتھ اپنے رسولوں کو بھیجا اور اُن کے ساتھ کتاب و میزان نازل کی اور لوگوں کے لئے انصاف نازل فرمایا۔ حدید ۳ رکوع۔ آیات منقولہ بالا میں بھی بائبل شریف کو علم کہا گیا۔ ہدایت کہا گیا۔ کتاب کہا گیا۔ کتاب المنیر کہا گیا۔ اسے دین و ایمان کی اور تمام سچے دین کے عقائد کی سند ٹھہرایا گیا ہے مروجہ اسلام کے مسلم کی قرآن دانی اور قرآن کی فرمانبرداری اس بات میں دیکھو کہ ان میں مرزا قادیانی کے ہم صف اصحاب اس کتاب کی تکذیب و توہین کو اپنا مذہب بنا بیٹھے ہیں اور اس افترو بیدینی پر یہ رنگ چڑھا رکھا ہے کہ وہ گویا قرآن عربی اور حضرت محمد کے بڑے ماننے والے ہیں۔

قرآن عربی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ حضرت ابراہیم کو علم دیا گیا اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ۔ یعنے اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم ہے جو تجھے نہیں دیا گیا۔ مریم آیت ۴۴۔ پھر حضرت موسیٰ کو علم ملنے کا اقرار ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا یعنے اور وہ جوانی کو پہنچا اور کامل ہوا تو ہم نے اُسے حکم اور علم بخشا۔ قصص آیت ۱۴۔ پھر داؤد و سلیمان کی بابت لکھا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا۔ یعنے اور ہم نے داؤد و سلیمان کو علم دیا۔ نمل آیت ۱۴۔ پھر

بائبل کے ایمانداران علم کے وارث ظاہر کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا۔ تو کہہ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جنکو اس سے پہلے علم دیا گیا ہے جب وہ ان پر پڑھا جاوے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گرتے ہیں بنی اسرائیل آیت ۱۰۷۔ اَوْ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ۔ اور جنکو علم دیا گیا انہوں نے کہا۔ قصص آیت ۸۰ رکوع اور تقمن آیت ۷۵ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ عمران آیت ۱۸ او جاثیہ آیت ۱۶ - ۱۷ تک۔ اس کے سوا قرآن میں اوتوا العلم اور اولوا العلم۔ اوتوا الکتاب اور اہل الکتاب وغیرہ کے خطاب بار بار آئے ہیں۔ ان تمام باتوں پر قرآن نے یسوع مسیح کو علم الساعت کہا ہے۔ اوپر کے تمام مقامات بائبل اور یسوع مسیح کے علم ہونے پر شاہد و گواہ ہیں۔ ان کے مقابل عربوں سے آیات ذیل میں اسی حقیقت کا مطالبہ آیا ہے۔ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ۔ زخرف آیت ۲۰۔ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ۔ سبا آیت ۴۴۔ ان آیات میں ابتدا سے قرآنی زمانے تک عربوں کو الٰہی کتابوں اور نذیروں سے محروم دکھایا ہے۔ اس پر ان سے بایں الفاظ مطالبہ کیا گیا ہے۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ احقاف ۴ آیت۔

بائبل کے علم نامی خطاب میں کئی ایک خطاب آچکے ہیں۔ مثلاً وہ ہدایت کہلائی ہے۔ وہ کتاب کہلائی ہے۔ وہ کتاب المنیر کہلائی ہے وہ مجموع کتا کہلائی ہے وہ علم کہلائی ہے۔ وہ برہان کہلائی ہے۔ وہ وہ حقیقت کہلائی ہے جس سے تمام عرب ابتدا سے محروم چلے آتے تھے۔

دفعہ ۸۔ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ۔ بائبل کے خطاب ہیں جیسا کہ لکھا ہے۔ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ۔ پس اگر وہ تجھ کو جھٹلا ئیں پس تحقیق انہوں نے تجھ سے پہلے انبیاء کو جھٹلایا جو بینت اور زبر اور کتاب المنیر کے ساتھ آئے تھے۔ عمران آیت ۱۸۴ و فاطر ۳ رکوع۔

دفعہ ۹۔ بائبل کا خطاب ضیاء آیا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً یعنے وہی ہے جس نے شمس کو تمہارے لئے روشنی بنایا۔ یونس آیت ۵۔ پھر آیا ہے مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ۔ اور اللہ کے سوا کوئی خدا ہے جو تمہارے واسطے ضیاء لے آئے پس کیا تم نہیں سنتے قصص آیت ۷۱۔ پھر لکھا ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرقان اور ضیاء دی اور ذکر متقیوں کے واسطے۔ انبیاء آیت ۴۸۔

دفعہ ۱۰۔ بائبل کا خطاب ذکر ہے۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ انبیاء آیت ۷ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ۔ اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں لکھا ہے انبیاء آیت ۱۰۵

ان آیات میں "ذکر" خطاب بائبل کا آیا ہے اور قرآن میں بھی یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت کو ذکر دیا گیا چنانچہ لکھا ہے الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا۔ ایمان لانے والوں پر تحقیق اللہ نے ذکر اتارا ہے۔ طلاق آیت ۱۰۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ قرآن حقیقی اور بائبل میں کوئی فرق نہیں تھا۔ فرق اہل قرآن کے سینوں میں اور عقیدوں میں ہے۔

دفعہ ۱۱۔ بائبل کا خطاب فرقان ہے۔ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان عطا کیا تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ بقر آیت ۵۲۔ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ۔ عمران آیت ۲ اور فرقان۔ قرآن عربی کا بھی نام ہے۔ لہذا قرآن حقیقی اور بائبل پھر ایک حقیقت کے دو نام ثابت ہوئے۔ اب اگر بائبل قابل اعتبار اور قابلِ عمل نہیں تو قرآن عربی کیوں قابلِ اعتبار اور قابلِ عمل سمجھا جائے۔ علماء کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

دفعہ ۱۲۔ بائبل کا خطاب امام القرآن ہے۔ وہ لوگ جو صرف قرآن عربی کی حمایت کے زعم میں خدا کی کتاب کے خلاف من بھاتی باتیں سنانے رہتے ہیں اور جنہوں نے بائبل کی مخالفت کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ امید ہے کہ اپنے ایمان پر بھی سنجیدگی سے غور کرینگے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ۔ تو کہہ بتلاؤ تو سہی اگر (یہ قرآن) اللہ کے پاس سے ہو اور تم کفر کرتے رہے (پھر کیا انجام ہوگا) اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے مثیل کی گواہی دی ہے پس وہ ایمان لایا اور تم تکبر کرتے رہے تحقیق اللہ ظالموں کی قوم کی ہدایت نہیں کرتا اور کافروں نے مومنوں سے کہا اگر (یہ قرآن) کوئی نیک بات ہوتی تو ہم سے پہلے تم . . . . لوگ اس کی طرف نہ جاتے اور جب اس کی طرف ہدایت نصیب نہ ہوئی تو کہنے لگے یہ تو پرانی بناوٹی بات ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو نمونہ اور رحمت ہے اور یہ کتاب تصدیق کرنیوالی عربی زبان میں ہے تاکہ ظالموں کو ڈرایا جاوے اور نیکوں کو بشارت ہو۔ احقاف آیت ۱۲۔

مترجم الضیا۔ پھر یہ کہ۔ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ۔ پس جو شخص اپنے رب سے بینات پر ہے اور اس کو ایک شاہد پڑھتا ہے۔ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام و رحمت ہو۔ یہ لوگ اس کو مانتے ہیں اور گروہوں میں سے جو شخص اس کا انکار کرتا ہے۔ پس آگ اُس کے وعدے کی جگہ ہے ھود ۲ رکوع۔ جائے تعجب ہو کہ علمائے قرآن قرآن عربی کے امام کو تو جعلسازی کا دفتر خیال فرمائیں۔ مگر قرآن اسے اپنا امام و بادشاہ سمجھے اور پھر اُن کو قرآن عربی کی صداقت کا دعویٰ ہو جو بائبل کا ایک مقلد ہے۔ ناظرین فرمائیں کہ قرآن اور ایک مسیحی میں اس جگہ کیا فرق ہے؟

دفعہ ۱۳۔ بائبل کا نام کتاب المبین آیا ہے۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ۔ یہ کتاب المبین کی آیات ہیں۔ ہم نے اس کو عربی قرآن کی صورت میں نازل کیا ہو تاکہ تم سمجھو۔ ہم تجھ پر ایک قصہ احسن بیان کرتے ہیں اور ساتھ اس قرآن کے تجھ پر وحی کرتے ہیں اور تو اس سے پہلے بے خبر تھا۔ یوسف آیت ۱۔۳ تک۔

ان آیتوں میں "کتاب المبین" اور آیت اول کا "قرآناً عربیاً" بائبل کے خطاب ہیں۔ کیونکہ آگے قصہ یوسف کا شروع ہوتا ہے جو بائبل میں موجود ہے۔ لہٰذا کتاب المبین اس جگہ بائبل کا لقب آیا ہے۔ پھر اسی طرح سے سورہ قصص میں موسیٰ اور فرعون کا قصہ شروع کرنے سے پیشتر بتلایا گیا ہے کہ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ قصص آیت ۱۔ پھر سورہ نمل میں موسیٰ اور سلیمان کا ذکر کرنے سے پیشتر مصنف قرآن نے بتلایا تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ۔ یہ آیات قرآن اور کتاب مبین کی ہیں نمل آیت ۱۔ پھر لکھا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ یعنے اے اہل الکتاب تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین آچکی ہو۔ مائدہ رکوع ۱۔ پھر موسیٰ اور آپ کی امت کا ذکر کرنے سے پہلے آیا ہے تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ۔ شعرا آیت ۱۔ پھر وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ آیا ہے۔ یعنے آسمان و زمین میں کوئی ایسی شے نہیں کہ وہ کتاب مبین سے غائب ہو۔ نمل آیت رکوع ۶ پھر وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ آیا ہے اور نہ کوئی ذرہ زمین کے اندھیروں میں ہے اور نہ کچھ خشک یا تر۔ مگر وہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔ انعام آیت ۵۹ و حدید آیت ۲۲۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا۔ یعنے تمام زمین پر کوئی آفت نہیں آتی اور نہ تمہارے نفسوں میں۔ مگر کتاب من قبل میں

سب کچھ لکھا ہے۔ حدید۔ پس ثابت ہوا کہ کتاب المبین اور کتاب مبین اور کتاب من قبل واحد کتاب کے نام ہیں اور وہ کتاب بائبل ہے اور یہ بات اس طرح سے ثابت ہے کہ سورہ حدید کی آیت منقولہ بالا میں جو کچھ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلُ کی بابت کہا گیا ہے وہی کچھ سورہ انعام کی آیت منقولہ بالا میں کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ کی بابت کہا گیا ہے۔ لہٰذا کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلُ اور کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ واحد کتاب ثابت ہوئی۔

پھر کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ کی بابت جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں زمین و آسمان کے کل حقائق تحریر شدہ بتلائے گئے ہیں۔ اس میں سے قرآن کی آیات مقتبس ظاہر کی گئی ہیں۔ اس میں سے فرعون و موسٰی کا قصہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ تمام قصص و بیانات بائبل ہی سے لئے گئے ہیں اور بائبل ہی میں موجود ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن میں بائبل کو کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ کہا گیا ہے۔

اس جگہ پھر ہمیں ان علمائے قرآن کی غلطی کو فاش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جو بائبل شریف کی حقانیت اور اُس کے اصول دین ہونے کے منکر ہیں۔ اِن اصحاب نے اہل قرآن کو یہ کہکر فریب میں مبتلا کیا ہے کہ کتب مبین سے مراد کوئی آسمانوں کی لوح محفوظ ہے۔ انہوں نے کتاب مبین کو خیالی کتاب بنا دکھایا ہے جس کا قرآن سے ایک تل برابر ثبوت نہیں مل سکتا

دفعہ ۱۴۔ بائبل کا نام ام الکتاب ہے۔ لفظ اُمّ کے معنے ماں کے ہیں۔ امام کے ہیں۔ نشان جنگ کو بھی ام کہتے ہیں جو تمام فوج کے آگے ہوتا ہے۔ انسان کی عمر کے گذشتہ سالوں کو بھی جو اُن کے پہلے ہو گئے ام کہتے ہیں۔ مکہ کی آبادی سب مقاموں سے پیشتر ہوئی اسے اُمّ اَلْقُرٰی کہتے ہیں۔ کسی شے کی اصل کو اُمُّ الشَّیْئِ کہتے ہیں۔ تفسیر اتفاق حصہ اول صفحہ ۱۸ الپس بمقابل قرآن بائبل ام الکتاب ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ اور قسم کتاب المبین کی کہ ہم نے اس کو (کتاب المبین کو) قرآن عربی بنایا ہے تاکہ تم سمجھو اور تحقیق وہ (قرآن عربی) ام الکتاب میں اعلیٰ شان والی حکمتوں سے ہمارے پاس ہے۔ زخرف آیت ۳۔

ہم نے پیشتر ام الکتاب کی بابت کہا کہ وہ قرآن سے پہلی کتاب ہے۔ اس وجہ سے کہ قرآن اس پہلی کتاب سے لیا گیا ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہو چکی کہ قرآن کو بائبل ہی پائے جانے کا اور بائبل سے لئے جانیکا خود دعوٰی ہے۔ لہٰذا بائبل ام الکتاب ثابت ہو چکی۔

آیت مندرجہ صدر میں قرآن عربی کے چشمہ کا صاف پتہ نشان دیا گیا ہے اور کتاب المبین کے قرآن عربی بنانے کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور کتاب المبین بائبل ثابت کی جا چکی ہے اور پھر بیان کیا گیا ہے کہ یہ قرآن ام الکتاب میں موجود ہے۔ جو مصنف قرآن کے پاس تھی اور ام الکتاب میں قرآن کی قرآن عربی کی نسبت

زیادہ شان دکھائی گئی ہے۔ پس پیشتر کے بیان کو اس کے ساتھ رکھ کر دیکھنے سے ام الکتاب صرف بائبل ہی کا خطاب ثابت ہوتا ہے۔ آسمانی لوح محفوظ کا ۔۔۔ تو کسی طرح ثبوت و اشارہ نہیں مل سکتا۔

دفعہ ۱۵۔ بائبل کے نام ہدایت و نور و رحمت ہیں۔ لکھا ہے وَالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَہٗ منازل اور چاند کو نور کے واسطے بنایا اور اس کی منزلیں مقرر فرمائیں۔ یونس آیت ۵۔ پھر آیا ہے۔ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِہٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّھُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَہٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَھَا وَتُخْفُوْنَ کَثِیْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُکُمْ۔ کہہ کہ وہ کتاب کس نے اتاری ہے جو موسیٰ لیکر آیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت و نور ہے۔ تم اس کو ورق ورق کر کے ظاہر کرتے ہو اور بہت سا حصہ چھپاتے ہو اور تم کو وہ کچھ سکھایا گیا تھا جو تم اور تمہارے باپ دادے جانتے نہ تھے۔ انعام آیت ۹۱۔ پھر لکھا ہے۔ ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لَّعَلَّھُمْ بِلِقَآءِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ۔ پھر ہم نے موسے کو کتاب دی جو تمام خوبی کی جامع اور ہر شے کی تفصیل ہے اور واسطے اُن لوگوں کے ہدایت و رحمت ہے جو اپنے رب کی ملاقات پر ایمان لانے والے ہیں۔ انعام آیت ۱۵۵۔ پھر یوں مرقوم ہے۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَھْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَھُدًی وَّرَحْمَۃً لَّعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ۔ پہلی امتوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو لوگوں کے واسطے بصیرت۔ ہدایت و رحمت ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ قصص آیت ۴۳۔ اس جگہ ناظرین آگاہ رہیں کہ جو کچھ موسیٰ کی کتاب کی بابت کہا گیا ہے وہی کچھ انجیل کی بابت آیا ہے ہم طوالت کے خوف سے زیادہ حوالے نقل کرنے مناسب نہیں جانتے مگر ایک حوالہ انجیل کی بابت بھی لکھ کر اس نمبر کو ختم کرتے ہیں۔ لکھا ہے وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ فِیْہِ ھُدًی وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَھُدًی وَّمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ مائدہ آیت ۴۶۔

دفعہ ۱۶۔ بائبل کے نام توریت۔ زبور۔ انجیل ہیں۔ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ مِنْ قَبْلُ۔ عمران۔ وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ۔ عمران آیت ۴۷ و مائدہ آیت ۱۱۰ و مریم آیت ۳۰ و حدید آیت ۲۷ و صف آیت ۶ و مائدہ آیت ۶۶ و ۴۳ و ۴۷ و اعراف ۱۵۷ و توبہ آیت ۱۱۱ و بنی اسرائیل آیت ۵۵ و نساء آیت ۱۶۳۔ ان مقامات میں بائبل کے الٰہی اصل ہونے کے ڈنکے بجائے گئے ہیں اور کل بائبل کی علمائی قرآن کے خلاف عزت و حرمت بیان کی گئی ہے۔

دفعہ ۱۷۔ بائبل کا نام قرآن ہے۔ ابوھریرۃ خفف علی داود القران فکان یامر بدوابہ فتسرج فیقرا القران قبل ان تسرج دوابہ ولا یاکل الا عمل یدیہ۔

بخاری میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہلکا اور سہج ہوگیا تھا داؤد پر قرآن سو وہ اپنی سواریوں کے کسنے کا حکم کرتے تھے۔ تو قرآن کو زین کسنے سے پہلے پڑھ چکتے تھے اور نہ کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھ کے کسب سے۔ مشارق الانوار حدیث ۱۷۳۹۔ اس حدیث سے بائبل کا نام قرآن ثابت ہے پس بائبل قرآن ہے اور سچا قرآن بائبل ہے۔ اب بائبل کے مخالفین اور قرآن کے بیوفا دوست تامل فرما کر دیکھیں کہ اُن کی بائبل سے سرکشی اور بائبل سے مخالفت کیا معانی رکھتی ہے۔

دفعہ ۱۸۔ بائبل کے دیگر خطابات۔ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ شعراء ۱۱ رکوع۔ وَاِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ۔ یہ یعنے یہ قرآن کریم لکھی ہوئی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ واقعہ آیت ۷۶۔ ۷۷ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى۔ اعلیٰ۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ۔ یعنے جب اُن کے پاس (اہل الکتاب کے پاس) انبیاء میں سے آ چکے اور اُن میں تنبیہہ اور حکمت بالغہ ہے۔ قمر آیت ۳ و ۴ صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ۔ بینہ۔ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ۔ پس جو چاہے اُس کو (قرآن کو) یاد کرے بزرگ صحائف میں جو اونچے رکھے جاتے ہیں جو پاک ہیں اور بزرگ نیک کاتبوں کے ہاتھوں سے لکھے ہوئے ہیں۔ عبس۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا۔ ۔ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ جو لوگ ہماری آیات میں تحریف کرتے ہیں۔ وہ ہم سے چھپے نہیں ہیں۔ کیا پس جو شخص آگ میں ڈالا گیا وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن کے ساتھ آئے۔ تم جو چاہو عمل کرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے۔ جن لوگوں نے ذکر سے انکار کیا جب وہ اُس کے پاس آیا اور وہ زبردست کتاب ہے۔ کہ باطل نہ اُس کے آگے سے آتا ہے نہ پیچھے سے حکمت والے اعلیٰ صفات والے کی طرف سے اُتری ہے۔ حم السجدۃ آیت ۴۰۔ ۴۲۔ پھر لکھا ہے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ۭ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۣ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ پس جب اُن کے پاس ہماری پاس سے حق پہنچا تو کہنے لگے کہ جیسا کچھ موسیٰ کو دیا گیا تھا۔ اس کو کیوں نہیں دیا گیا۔ کیا اُنھوں نے ان باتوں کا انکار نہ کیا تھا جو پہلے موسےٰ کو دی گئی تھیں کہتے تھے کہ دونوں جادوگر ہیں کہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور انھوں نے کہا کہ ہم کل سے انکاری ہیں۔ تو کہہ اچھا اللہ کے پاس سے کوئی کتاب لاؤ جو ان دونوں سے زیادہ رہنما ہو تاکہ میں اُس کی پیروی کروں۔ اگر تم سچے ہو۔ قصص آیت ۴۸۔ ۴۹ تک ؟

بائبل کے قرآنی خطابات - جب سے یسوع مسیح کی علمبرداری کے ماتحت معتقدان بائبل کے وسیلے سے دنیا کے روبرو بائبل پیش کیگئی ہے اُس وقت سے آج کے دن تک اُس کے خادم و پادری صاحبان اور بائبل کے معتقد اہل دنیا کو بائبل کی تعریفیں سُناتے آتے ہیں۔ غیر مسیحی اقوام کے مشاہیر بھی بائبل کے موافق بہت کچھ لکھتے آئے ہیں۔ جو علم دوست اصحاب کے علمی دائرہ میں محدود ہے۔ مگر جو کچھ عربی مسیحیوں نے حضرت محمد ذ قرآن محمدی کی زبانی بائبل کی تعریف و توصیف کی ہے وہ مروجہ مسیحیت کے حدود سے باہر اپنا ثانی نہیں رکھتی ہے

قرآن عربی کے بڑے مضامین دین اسلام کی حقانیت - الله الاسلام والمسیحیت کی صداقت - انبیائِ اسلام کی نبوتوں اور رسالتوں کی صداقت - اہل الاسلام والمسیحیت کی صداقت - بائبل مقدس کی حقانیت و صداقت غیر اسلام والمسیحیت مذاہب کی تکذیب و تردید ہیں - ان تمام مضامین میں قرآن محمدی بائبل کی تائید و تصدیق پر جوز ور دیتا آیا ہے - وہ سمجھہ دار مسلم کی عقل و فکر کو دنگ کرنے والا ہے - بائبل کے قرآنی اسماء و خطابات پر غور کر دیکھو - مثلاً قرآن کہتا ہے کہ بائبل -

رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ - كَلِمَتُ رَبِّكَ - كَلِمٰتُ اللّٰه - سُنَّةَ اللّٰه - اٰيٰتُ اللّٰه - بَيِّنٰتٍ - كَلَامَ اللّٰه مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ - وَمَا اُنْزِلَ مِن قَبْلِكَ - كِتٰبٌ مِّن عِنْدِ اللّٰهِ - كِتٰبَ اللّٰهِ - اَلْكِتٰبَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ - سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ - سُلْطٰنًا - سُلْطٰنًا مُّبِينًا عِلْمٍ - حُكْمًا - وَالزُّبُرِ - كِتَابِ الْمُنِيرِ - ضِيَاءٍ - ذِكْرٌ - فُرْقَانٌ - توریت - زبور - انجیل - امام القرآنِ - كِتٰبُ الْمُبِينِ - اَحْسَنَ الْقَصَصِ - كِتٰبٌ مُّبِينٌ - اُمُّ الْكِتٰبِ - نُورًا - هُدًى - رَحْمَةً - قُرْاٰنٌ - زُبُرِ الْاَوَّلِينَ - كِتٰبٍ مَّكْنُونٍ صُحُفًا صُحُفِ الْاُولٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيمَ وَمُوسٰى حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ صُحُفًا مُّطَهَّرَةً كُتُبٌ قَيِّمَةٌ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ - مُّطَهَّرَةٍ - كِتٰبٌ - عَزِيزٌ - وغیرہ -

حنفیت پسند اصحاب کہینگے - کہ یہ خطابات تو قرآن عربی کے ہیں - مگر ہم کہتے ہیں کہ قرآن عربی بائبل کے مطالب کے سوا کیا چیز ہے؟ کیا ہم قرآن کی زبانی قرآن کی تعریف پیشتر نہیں کر چکے؟ کیا قرآن عربی کی صداقت کا ثبوت یہ نہیں ہے کہ قرآن عربی مسیحیوں کی بائبل میں پایا جاتا ہے مسیحیوں کے سینوں میں بستا ہو مسیحی اس کے عالم و مفسر ہیں - وہ صرف بائبل کی تائید و تصدیق ہی ہے - جبکہ قرآن عربی آپ کو مسیحیوں کی بائبل کے مطالب کا مجموعہ قرار دیتا ہے تو وہ بائبل سے جدا - پھر بائبل کے مقابل اپنی کوئی ہستی نہیں رکھ سکتا - اس لئے اگر القاب و خطابات زیر بحث قرآن عربی کے ہی خطاب ہوں تو بھی وہ بائبل کے ہی خطاب و القاب ثابت ہیں کیونکہ قرآن محکم بائبل کا عین ہے -

مگر حنفیت پسند اصحاب کا یہ خیال سراسر بے بنیاد ہے کہ خطابات زیر بحث قرآن عربی کے خطابات ہیں

جن آیات قرآنی سے ہم نے خطاب مذکور لئے ہیں اُن کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ہمارا یہ دعویٰ حق ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ خطابات بائبل کے ہیں۔

حنفیت پسند علمای قرآن ہمیشہ سے یہی کوشش کرتے رہے کہ وہ اِن اسماء وخطابات کے مسمّی ومطلوب کو آسمانوں میں جا چھپائیں۔ چنانچہ اپنی تفاسیر میں کئی ناموں اور خطابوں سے مراد اُنہوں نے وہ لوحِ محفوظ لکھدی جس کا زمین پر وجود ہی نابود ہے۔ لیکن ایسے ایسے خیالات خلاف اسلام وقرآن ہونے کے باعث نامقبول ہیں۔ قرآن میں کسی ایسی لوحِ محفوظ کا ذکر نہیں جو آسمانوں کے کسی گوشہ میں دھری ہو۔

حقیقت یہ ہو کہ قرآن عربی کا محکم حصہ عربی مسیحیوں سے حضرت محمد کی میراث میں آیا۔ اُنہوں نے بائبل کی بابت اپنے عقیدے بزبان قرآن محکم حضرت محمد کو سکھائے۔ حضرت محمد نے اپنی قوم کو سنائے اور سکھائے یہ کل خطابات زیر بحث بائبل مقدس کے ثابت ہیں اور ہمیشہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ یہ تو بائبل کی بابت قرآن محکم کی تعلیم ہے۔ اگر اس کے مقابل ہم اپنے زمانہ کے مدعیان اسلام کے بائبل کی بابت عقیدے دیکھیں تو ان میں کثیر لوگ ایسے ملینگے جو بد اعتقادی میں حنفای عرب کے بھی اُستاد ہیں۔ ہم اُن کے عقاید وسلوک کا ذکر کتاب کے آخر میں کرینگے

تیرھویں فصل

وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا کے مفہوم میں سے بائبل کا علم

اکثر اصحاب اسبات کے قائل پائے گئے ہیں کہ حضرت محمد کی آگاہی اور آپ کے علم میں مسیحیوں کی موجودہ بائبل نہ تھی۔ اُنہوں نے یہ خیال اِس بات سے اخذ کیا ہے کہ قرآن عربی میں اکثر ایسے بیانات پائے جاتے ہیں جو یہودیوں اور مسیحیوں کی غیر معتبر کتب سے لئے گئے ہیں۔ اس خیال کے لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضرت محمد کو مسیحیوں کی بائبل مل جاتی تو آپ وہ روایات لوگوں کو کبھی نہ سناتے صرف بائبل ہی سناتے۔

اس قول کے قائلین اول تو یہ بات بھول لیتے ہیں کہ اس زمانہ کے نہ صرف یہودی بلکہ مسیحی بھی غیر لوگوں کو بائبل سُنانا سخت مکروہ جانتے تھے۔ وہ بائبل غیر مسیحیوں کو تو کیا سُناتے مسیحیوں کو ہی عام طور سے بائبل پڑھنے نہ دیتے تھے۔ جیسا کہ آجتک یہودی اور رومن کیتھولک مسیحی کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ غیر مسیحیوں کو بائبل دینا یا سُنانا سوئروں کے آگے موتی پھینکنا ہے۔ لہذا وہ عام مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو اکثر غیر مستند روایات اور بائبل کے مشہور عام قصص سکھایا اور سُنایا کرتے تھے جنکو سُنکر غیر مسیحی مسیحی ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت محمد اپنے زمانہ کے مسیحی رسم و رواج سے واقف تھے۔ آپ کے دل میں بھی بائبل کی بابت وہی خیالات تھے جو عربی مسیحیوں میں مروج تھے۔ لہذا اُنہیں روایات کو قرآن کی عربی کا لباس پہنایا گیا۔ اور عرب کے بت پرستوں کی ہدایت

کے لئے استعمال کیا گیا۔ اس کے سوا عرب لوگ کوئی خواندہ اور پڑھے لکھے لوگ نہ تھے۔ جنہیں بائبل کا ہی ترجمہ دیا جاتا۔ بائبل کا ترجمہ ہزاروں کے خرچ کی چیز تھا۔ اس لئے بائبل کے ترجمہ کی جگہ محمدی قرآن کا ہی متن انہیں دیا گیا۔ جو اُن کی ہدایت کے لئے کافی تھا۔ مگر اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ حضرت محمد بائبل مقدس سے ہی ناآشنا تھے۔ ہم ذیل میں ایسی گواہیاں نقل کرتے ہیں۔ جو حضرت محمد کے بائبل سے واقف و آگاہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً لکھا ہے۔ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُونَهُ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۖ وَعُلِّمْتُم مَّا لَمْ تَعْلَمُوا أَنتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۔ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا۔ پوچھ تو کس نے اُتاری وہ کتاب جو موسیٰ لایا روشنی اور ہدایت لوگوں کی جسکو تم نے ورق ورق کر کے دکھایا اور بہت چھپا رکھا اور تم کو اس میں سکھایا جو نہ جانتے تھے تم نہ تمہارے باپ دادے۔ کہہ اللہ نے اُتاری۔ پھر چھوڑ دے ان کو اپنی بک بک میں کھیلا کریں۔ اور یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اُتاری برکت کی سچ بتاتی ہے اپنی اگلی کتاب اور تا تو ڈرا دے اصل بستی کو اور اُس پاس والوں کو انعام ۱۱ رکوع۔ اس کے ساتھ سورہ طور کی آیت اول میں آیا ہے وَالطُّورِ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ۔ یعنے قسم ہے طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی جو رق کے اوراق میں ہے۔ الخ طور۔ اِن دو مقاموں میں بائبل کا قرطاس اور رق پر لکھا ہوا پایا جانا ظاہر و ثابت ہے خصوصاً یہودی اسے اپنے پاس رکھ کر لوگوں کو سناتے پڑھاتے نہ تھے۔ بائبل کے اس حصہ میں جسے عہد قدیم کہتے ہیں جو کچھ لکھا تھا اُسے مسیحی جانتے تھے اور وہ غیر یہودیوں اور غیر مسیحیوں کو سناتے اور سکھاتے تھے۔ قرآن عربی میں اسی بائبل کے مطالب بطور بائبل کی تائید و تصدیق ترجمہ کر کے حضرت محمد کو بصورت قرآن دیئے جاتے تھے کہ اہل مکہ کو ڈرایا جائے۔ پس مسیحیوں کی بائبل حضرت کے علم و آگاہی میں تھی۔ جس رق یا قرطاس پر یہودی یا مسیحی اپنے نوشتے لکھا کرتے تھے وہ مصر کے مسیحیوں کے ہی کارخانوں میں تیار کیا جاتا تھا۔ اس کی تمام دنیا میں تجارت ہوتی تھی۔ قرطاس کے ہر ایک شیٹ پر مسیحیوں کا کلمہ تثلیث لکھا ہوا کرتا تھا۔ دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء صفحہ ۳ مضمون "عربی رسم الخط" کو۔ اس سے اول تو یہ بات معلوم ہوئی کہ ہمارے زمانہ کے کاغذوں کے موجد ملک مصر کے مسیحی تھے۔ دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت محمد کے زمانہ میں رق اور قرطاس موجود تھا۔ حضرت ورقہ بن نوفل انہیں چیزوں پر توریت و انجیل کے مطالب کے ترجمے لکھا کرتا تھا۔ حضرت محمد اپنے دوستوں اور دشمنوں سے اسی قرطاس پر عہد و پیمان تحریر فرمایا کرتے تھے۔ حضرت محمد نے جو قرآن عربی اپنی ۲۳ سالہ محنتوں سے حاصل کیا تھا اُسے بھی

اسی قرطاس پر لکھا یا کرتے تھے۔ قرطاس کے وجود سے حضرت محمد کو خوب آگاہی تھی۔ پس اسی بیان سے مروجہ اسلام کے مسلموں کی وہ تمام حکایات و روایات باطل ٹھہریں جو قرآن عربی کی تحریر و نوشت کے متعلق وضع کی گئی ہیں۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ حضرت محمد شانوں کی ہڈیوں پر اور درختوں کے پتوں پر قرآن عربی کی نوشت کرایا کرتے تھے۔ انہیں کسی صندوق میں بے ترتیب رکھتے جاتے تھے۔ گویا کہ حضرت محمد نے اپنی زندگی میں قرآن محمدی کا کوئی باترتیب نسخہ لکھا ہی نہ تھا۔ پھر اس پر یہ بھی غضب دیکھو کہ حضرت محمد کی وفات کے دن ہڈیوں وغیرہ کا وہ صندوق بھی کسی کے ہاتھ نہ آیا تھا۔ صحابہ کی امت نے مروجہ متن قرآن کو جمع کیا۔ کسی کی سمجھ میں یہ بات کبھی نہ آسکیگی کہ حضرت محمد نے قرآن عربی کو کیوں رق یا قرطاس پر نہ لکھایا تھا۔ آپ کو کیوں قرآن کی کتابت کے لئے ہڈیاں اور ٹھیکریاں تلاش کرنا پڑیں۔ یہ تمام صحابہ کی امت کے افراد کی مصنوعات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جبکہ یہودی اور مسیحی اپنے نوشتے رق اور قرطاس پر لکھا کرتے تھے اور حضرت محمد کو اس بات کا علم تھا تو حضرت محمد نے بھی قرآن محمدی قرطاس وغیرہ پر ہی لکھا تھا۔

بائبل کی بابت دوسری گواہی یوں آئی ہے۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ۔ یعنے اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ راہ پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودی راہ پر نہیں۔ اور درحالیکہ دونوں کتاب واحد کو پڑھتے ہیں۔ بقرہ ۱۴ رکوع۔ آیت مذکورہ میں ایک علم و آگاہی میں آئی ہوئی حقیقت کا بلکہ تجربہ میں آئی ہوئی بات کا بیان آیا ہے۔ یہودیوں اور مسیحیوں کی باہمی مخالفت کر زمانہ جانتا ہے۔ عرب میں یہودی اور مسیحی جو واحد کتاب پڑھتے رہتے تھے۔ وہ پرانا عہد نامہ پڑھتے ہوئے ایک دوسرے کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ اگر اس واحد کتاب کا حضرت محمد کو یا قرآن کے مصنف کو علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز وہ کچھ نہ کہتا جو آیت مذکورہ میں کہا گیا ہے۔

حضرت محمد کی آگاہی میں بائبل کے ہونے کا تیسرا ثبوت یوں آیا ہے۔ لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ۔ یعنے اہل کتاب سب برابر نہیں۔ اُن کی ایک امت ہے جو قائم و مستقل ہے۔ وہ ایات اللہ کو راتوں کے درمیان پڑھتی ہے اور وہ سب سجدہ کیا کرتے ہیں۔ عمران ۱۲ رکوع۔ اس آیت میں متکلم عرب کی ایک امت کے ہاتھ میں بائبل دیکھ رہا ہے۔ وہ امت اس بائبل کو راتوں کو پڑھتی نظر آتی ہے۔ ہاں وہ اسے اپنی نمازوں میں پڑھتی اور سجدہ کرتی دکھائی جاتی ہے۔ اس آیت کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت محمد کے علم و آگاہی میں بائبل نہ تھی؟

بائبل سے آگاہ و واقف ہونے کی ایک اور دلیل یوں آئی ہے۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۔ یعنے مثل اُن لوگوں کی جنہوں نے توراۃ کو اُٹھایا مثل اُس گدھے کے جس پر کتابیں لدی ہوں جمعہ آیت ۵ ۔ اس آیت میں حضرت محمد نہ صرف عام طور سے بائبل سے خصوصاً عہد قدیم سے واقف و آگاہ ظاہر ہوئے ہیں۔ بلکہ آپ خصوصیت کے ساتھ عبرانی عہد نامہ کے متن کے مطالب و معانی کے ماہر ظاہر ہوئے ہیں آپ کو عہد قدیم کا اتنا علم تھا کہ وہ اُس کی روشنی میں یہودی قوم کی سیرت و خصلت کو اور اُن کی توراۃ دانی کو جان سکتے تھے۔ یہ باتیں کسی لاعلم کے منہ کی نہیں ہیں۔

جو کچھ اوپر کی آیت میں کہا گیا ہے۔ اسی مطلب کو یوں بھی ادا کیا گیا ہے۔ لکھا ہے۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔ یعنے کیا تم یہودی لوگو لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم سناتے ہو اور اپنے نفسوں کو فراموش کرتے ہو اور تم پڑھتے ہو کتاب۔ کیا نہیں جانتے ہو۔ بقرہ ۵ رکوع ۔ اس آیت میں یہود کو اُن کی حالت کے موافق نہایت درست پیغام دیا ہے۔ وہ لوگوں کو جو غیر اقوام کے ہوتے تھے ہرگز توریت نہ سناتے تھے۔ اس آیت میں اُن کے اس طریق عمل کی کراہیت ظاہر فرمائی ہے اور اُن کا یہ کام اُن کی جانوں کے نقصان کی دلیل بنایا گیا ہے اور ساتھ ہی انہیں بے سمجھ بھی تبلایا گیا ہے۔ یہ کام کسی بائبل سے بے خبر کا نہیں ہو سکتا ہے۔

اسی قسم کی قرآن عربی سے کوڑیوں آیتیں پیش کی جاسکتی ہیں جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ حضرت محمد نہ صرف مسیحیوں کی بائبل سے عام طور سے واقف و آگاہ تھے بلکہ آپ کو بائبل کا خصوصیت سے علم تھا۔ بائبل نہ صرف یہودیوں اور مسیحیوں کے پاس تھی۔ بلکہ آپ کے گھر میں اور آپ کی ملکیت میں اور آپ کے ذہن میں تھی۔ پس جس بائبل کی نسبت ماقبل میں تعریف کی گئی ہے وہ حضرت محمد کی میراث میں تھی یہ ایسی حقیقت ہے کہ اس کا انکار نہیں ہوسکتا ہے۔

قرآن عربی کو چھوڑ کر اب بائبل سے حضرت محمد کے تعلقات راویوں کی زبانی بھی دکھاتے ہیں اور صحابہ کی امت کے افراد کی بائبل کی بابت پیشگوئیاں بھی دکھا دیتے ہیں۔ آپ نے راوی بیان کو بخاری میں لکھا ہے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ ۔ یعنے پس کہا رسول اللہ صلعم نے نہ تو اہل کتاب کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو اور کہو کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔

ابوہریرہ کی شہادت سے اول تو یہ حقیقت ظاہر ہے کہ عین حضرت کے ایام میں بائبل عرب میں موجود تھی دوم یہ حقیقت ثابت ہے کہ بائبل اہل الکتاب کے پاس موجود تھی۔ سوم۔ یہ حقیقت روشن ہے کہ اہل الکتاب بائبل کو عبرانی میں پڑھا کرتے تھے اور مسلمانوں کے لئے اس کا ترجمہ عربی میں کیا

کرتے تھے۔ چہارم۔ یہ حقیقت ہویدا ہے کہ بائبل کی موجودگی کی آگاہی تمام مومنین کو تھی۔ بلکہ حضرت کو بھی اس بات کی آگاہی تھی کہ بائبل موجود ہے اور اسی باعث سے آپ نے اپنے تابعین کو کہہ رکھا تھا کہ جب اہلِ کتاب یعنے یہودی بائبل کا عربی میں ترجمہ کریں تو اُن کی نہ تصدیق کرنا نہ تکذیب بلکہ کہہ دینا کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے ہم اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر ورقہ بن نوفل کے ترجمہ کو قبول کر لینا پس ابوہریرہ کی گواہی سے بائبل کا عرب میں عام ہونا ثابت ہے اور اس شہادت سے بائبل پر کوئی الزام ثابت نہیں ہے

۲۔ گواہ جابر ہے ۔ جابر بن عبداللہ انصاری۔ جابر بن عبداللہ بن عمر ہیں۔ ان کے باپ احد کی لڑائی میں مقتول ہوئے۔ جابر اپنی کنیت عبداللہ کیا کرتے تھے۔ عقبہ میں انصار کے ستر آدمیوں کے ساتھ یہ بھی شریک تھے اور سب سے چھوٹے تھے۔۔ مدینہ میں ۷۴ھ میں وفات پائی۔ عمر چورانوے برس کی تھی اور اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ البیان۔ السنۃ (۹)۔ العدد (۳ و ۴) صفحہ ۱۰۶۸

یہ بزرگ لکھتا ہے۔۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَۃٍ مِّنَ التَّوْرَاۃِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ نُسْخَۃٌ مِّنَ التَّوْرَاۃِ فَسَکَتَ فَجَعَلَ یَقْرَاُ وَوَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَغَیَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ ثَکِلَتْکَ الثَّوَاکِلُ مَا تَرٰی مَا بِوَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰی وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ بَدَا لَکُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْہُ وَتَرَکْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ وَلَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا وَّاَدْرَکَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ۔ رواہ الدارمی۔ یعنے روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رض لائے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ توراۃ کا پس کہا اے رسول خدا کے یہ ہے نسخہ توراۃ کا۔ پس چپ رہے حضرت۔ پس شروع کیا حضرت عمر نے پڑھنا اور چہرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا متغیر ہوتا تھا۔ پس کہا حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو۔ گم کریں تجھ کو گم کرنے والیاں۔ کیا نہیں دیکھتا تو اس چیز کو کہ بیچ چہرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ پس دیکھا حضرت عمر نے طرف چہرہ آنحضرت کے پس کہا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ کے اور اللہ کے غضب سے اور غضب رسول اُس کے سے راضی ہوئے ہم ساتھ اللہ کے رب ہونے پر اور ساتھ اسلام کے دین ہونے پر اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر۔ پس فرمایا رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اُس ذات پاک کی کہ جان محمد کی بیچ ہاتھ اُس کے کے ہو۔ اگر ظاہر ہوتے واسطے تمہارے موسیٰ پس پیروی کرتے تم اُن کی اور چھوڑ دیتے تم مجھ کو۔ البتہ گمراہ ہوتے تم راہ سیدھی سے اور اگر ہوتا موسےٰ زندہ اور پاتا نبوت میری۔ البتہ پیروی کرتا میری۔ روایت کیا اس حدیث کو دارمی نے۔ دیکھو دارمی چھاپہ نظامی کانپوری صفحہ ۶۲ کو۔

یہ ہے جابر کی گواہی۔ اس سے بائبل کی بابت اول تو یہ بات ثابت ہو کہ بائبل بوقت تصنیف قرآن حضرت کے ایام میں مکہ اور مدینہ میں موجود تھی۔ دوم۔ یہ کہ حضرت عمر کی ملکیت میں موجود تھی۔ سوم یہ کہ ابوبکر اور حضرت کی آگاہی میں موجود تھی۔ چہارم یہ کہ عمر بائبل کو (شاید عربی ترجمہ ہوگا) پڑھ سکتا تھا۔ مگر حضرت کو توراۃ کا پڑھنا سخت ناگوار تھا۔ پنجم یہ کہ عمر و ابوبکر نے حضرت کے روبرو بائبل کی تلاوت کرنے سے آگے کو توبہ کی۔ ششم یہ کہ عمر و ابوبکر سچ مچ توراۃ کی اُلفت سے حضرت کی رفاقت کا دامن چھوڑنے کو تھے (جادو وہ جو سر چڑھکر بولے) ہفتم یہ کہ حضرت عمر کا اقرار اور حضرت کا قول ہر دو قرآن کے موافق ہیں کیونکہ حضرت محمد مسیحیت کے معتقد و واعظ تھے۔ لہذا آپ کا زمانہ مسیحی زمانہ تھا۔ آپ کی پیروی یسوع مسیح کی پیروی تھی۔ اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ موسیٰ میری پیروی کرتا کے معنے صرف یہ ہیں کہ موسیٰ مسیحی ہوتا۔

۳۔ گواہ حضرت انس رضہ ہے۔ انس بن مالک۔ یہ انصاری ہیں۔ انکی ماں ام سلیم بنت ملحان ہیں جو ابوطلحہ کی بی بی تھیں۔ انکے بھائی براء بن مالک رسول اللہ سے حدیثیں روایت کیا کرتے ہیں۔ انس کی ماں انکو جس وقت رسول اللہ مدینہ میں تشریف لائے تھے آپ کی خدمت میں لے آئی تھیں۔ اس وقت ان کی عمر آٹھ برس کی تھی۔ اس وقت سے اُنہوں نے رسول اللہ کی وفات کے وقت تک خدمت کی۔۔۔۔ انس بن مالک کی عمر بہت ہوئی۔ بصرہ کے صحابیوں میں سے اُنہوں نے سب سے پیچھے قضا کی ہے۔ ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔ البیان المسنہ (۹) انصل و (۳۳) دلم صفحہ ۱۸۸ و ۱۸۹۔

ان غلاما یهودیا کان یخدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمرض فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ فوجد اباہ عند راسہ یقرء التوراۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا یهودی انشدک باللہ الذی انزل التوراۃ علی موسی ہل تجد فی التوراۃ نعتی وصفتی ومخرجی قال لا قال الفتی بلی واللہ یا رسول اللہ انا نجد لک فی التوراۃ نعتک وصفتک ومخرجک وانی اشهد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ اقیموا ہذا من عند راسہ ولوا اخاکم

انس سے روایت ہے کہ تحقیق ایک لڑکا یہودی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔

پس بیمار ہو گیا وہ۔ پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس پوچھنے کو آئے۔ پس اُس کے باپ کو اُس کے سر کے پاس تورات پڑھتے پایا۔ سو حضرت نے اُس کو فرمایا اے یہودی میں تجھ کو اُس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات اتاری کیا میری صفت اور میرا نکلنا تو تورات میں پاتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں اُس جوان نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی یا رسول اللہ ہم آپ کی تعریف اور نکلنا تورات میں پاتے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود برحق سوا خدا کے اور تحقیق تو رسول اللہ کا ہے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اس کے سر کے پاس سے اُٹھا دو اور اپنے بھائی کے کام کے والی ہو جاؤ۔ مظاہر الحق جلد ۴ صفحہ ۵۲۳۔ یہ حضرت انس کی گواہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اول کہ بائبل حضرت کے گھر میں آپ کے غلام کے پاس موجود تھی۔ اس کے باپ کو حضرت نے توریت پڑھتے پایا۔ دوم یہ کہ غلام کے باپ سے جو توریت پڑھ رہا تھا حضرت نے توریت میں اپنے نامعلوم اوصاف پائے جانے کی تحقیق کی۔ مگر راست گو یہودی نے خدا کی قسم کا واسطہ سُنکر سچ سچ کہہ دیا کہ آپ کی کسی صفت نیک کا میں توریت میں کوئی پتا نشان نہیں پاتا۔ یہ جواب سُنکر حضرت کے پاس سوا خاموشی اور غصہ کے کچھ نہ تھا۔ مگر غلام لڑکا تاڑ گیا اور بول اُٹھا کہ اے حضرت بلاشک توریت میں آپ کی صفت اور آپ کے نکلنے کا پتا نشان ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہو۔ پس حضرت کا مطلب پورا ہو گیا۔ آپ نے غلام کی بات کا یقین کر کے غلام کے باپ کی بات کو نہ مانا اور غصہ ہو کر بوڑھے یہودی کو وہاں سے اُٹھا دیا اور وہ اپنا بیٹا حضرت کی نذر کر کے چلا آیا۔ پس اس کل گواہی میں حضرت کے منہ سے توریت کے خلاف ایک بات نہ نکلی بلکہ توریت سے اپنی رسالت کے دلائل کی جستجو ضرور کی تھی۔ اس روایت میں راوی کی خوش اعتقادی اور قرآن سے لاعلمی کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ آپ حضرت محمد کو مستقل نبی بنانے کی فکر میں ہیں جو آپ کی لاعلمی کا ثبوت ہے۔

۴۔ گواہ عبد اللہ بن عمر ہے۔ شاید یہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص ہیں جنکا ذکر یہ ہے کہ یہ ابو محمد کنیت کرتے ہیں۔ اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ اپنے باپ کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھے۔ اس لڑائی میں دو تلواریں چلاتے تھے۔ ان کا گھر مکہ میں تھا۔ پھر یزید کی زندگی تک شام میں سکونت اختیار کی تھی۔ اُس کے مرنے کے بعد مکہ چلے آئے اور یہیں ۶۵ھ میں وفات پائی۔ اس وقت عمر ان کی ۷۲ برس کی تھی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ اپنے باپ سے صرف ۱۲ برس چھوٹے تھے۔ باپ بیٹے میں بارہ برس کی چھٹائی بڑائی ان کے سوا اور کسی میں نہیں دریافت ہوئی۔ البیان السنۃ (۹) العدد (۳) صفحہ ۱۷۵-۱۷۶۔ پر شاید عبد اللہ بن عمرو وہ شخص ہے جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ میرے خیال میں گواہ مذکور

یہی شخص ہے۔ وعن عبد اللہ بن عمر ان الیھود جاؤا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکروا لہ ان رجلا منھم وامراۃ زنیا فقال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تجدون فی التورٰۃ فی شان الرجم فقالوا نفضحھم ویجلدون قال عبد اللہ بن سلام کذبتم ان فیھا الرجم فاتوا بالتورٰۃ فنشروھا فوضع احدھم یدہ علی اٰیۃ الرجم فقرا ما قبلھا وما بعدھا فقال عبد اللہ بن سلام ارفع یدک فرفع فاذا فیھا اٰیۃ الرجم فقالوا صدق یا محمد فیھا اٰیۃ الرجم فامر بھما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرجما وفی روایۃ قال ارفع یدک فرفع فاذا اٰیۃ الرجم تلوح فقال یا محمد ان فیھا اٰیۃ الرجم ولکنا نتکاتمہ بیننا فامر بھما فرجما متفق علیہ۔

اور روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے یہ کہ یہودی یعنے ایک جماعت ان میں سے آئی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ذکر کیا اُنہوں نے روبرو حضرت کے یہ کہ ایک مرد نے ان میں سے اور ایک عورت نے زنا کیا یعنے اور تھے وہ محصن پس فرمایا ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پاتے ہو تم بیچ تورات کے بیچ مقدمہ رجم کے کہا یہودیوں نے فضیحت کرتے ہیں ہم زنا کرنے والوں کو اور دُرّے مارے جاتے ہیں۔ پس کہا عبد اللہ بن سلام نے جھوٹ بولتے ہو تم تحقیق توریت میں بھی رجم ہے پس لاؤ تورات۔ پس کھولا اُس کو اور رکھ دیا ایک نے اُن میں سے ہاتھ اپنا رجم کی آیت پر یعنے چھپا لیا ہاتھ کے نیچے اور پڑھ گیا آگا کے پہلے سے اور اُس کے پیچھے سے۔ پس کہا عبد اللہ بن سلام نے اُٹھا ہاتھ اپنا۔ پھر اُٹھا لیا ہاتھ پس ناگہاں اُس میں تھی آیت رجم کی پس کہا یہودیوں نے سچ کہا عبد اللہ نے۔ اے محمد اس میں ہے آیت رجم کی۔ پھر حکم فرمایا ان دونوں کی سنگساری کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ پس سنگسار کئے گئے دونوں متفق علیہ۔ مظاہر الحق جلد سوم چھاپہ مجتبائی صفحہ ۲۸۳۔

عبد اللہ بن عمر کی گواہی سے بائبل کی بابت رہے سہے شبہات کافور ہیں۔ آنجلد حضرت اور آپ کے اصحاب کے سامنے یہود کا مقدمہ ہے اور حضرت کے اصحاب میں عبد اللہ بن سلام جو یہودی مذہب سے مسلم ہو کر حضرت کا مرید بنا تھا موجود ہے اور مقدمہ زانی اور زانیہ کی سزا کا ہے اور حضرت نے تجویز کر رکھا تھا کہ ان دونوں کو توریت کی رو سے سزا دی جائے اور یہودی ملزموں کو توریت کی سزا سے بچانا چاہتے تھے اور اُن کے لئے یہ ایک موقع تھا کہ توریت سے آیت رجم کو نکال ڈالتے۔ مگر اُن کی دیانت کا اس جگہ امتحان کیا گیا کہ وہ مت سے جھوٹ بولتے تھے۔ مگر آیت رجم کو توریت سے نکالنے والے ثابت نہیں ہوئے۔ جیسے کہ جامعین قرآن آیت رجم کو قرآن سے

خارج کرنے والے ثابت ہیں۔ پس حضرت کے روبرو توریت لائی گئی اور اُس میں آیت رجم کی تلاش کی گئی اور وہ آیت توریت سے نکل آئی اور حضرت نے زانی اور زانیہ کو جو یہودی تھے اُن کے روبرو سنگسار کیا۔ اور حضرت نے توریت پر یا یہود پر تحریف کا کوئی الزام نہ لگایا۔ درحالیکہ یہ موقعہ تھا کہ حضرت اُن کی بددیانتی کو ظاہر کر دیتے۔ مگر اُن کی دیانت تحقیق سے ثابت ہو گئی۔ پس عرب میں حضرت کی حیات اور قرآن کی تصنیف کے زمانہ میں نہ صرف بائبل موجود تھی پر اسی بائبل کو حضرت اور حضرت کے اصحاب اور یہودی اور عیسائی سب جانتے تھے۔

۵۔ عرب میں بائبل کے پائے جانے کا گواہ زیاد بن لبید ہے۔ وَعَنْ زِیَادِ بْنِ لَبِیْدٍ ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔۔۔۔ اَوَلَیْسَ ھٰذِہِ الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ لَا یَعْلَمُوْنَ یَتَّبِعُ مِمَّا فِیْھِمَا ۔ رواہ احمد وابن ملجہ وروٰہ الترمذی عنہ نحوہ وکذا الدارمی عن ابی امامۃ ۔ یعنے روایت ہے زیاد بن لبید سے کہا ذکر کیا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔۔۔ کیا نہیں یہ یہود و نصاری پڑھتے توریت و انجیل کو اور نہیں عمل کرتے اس میں سے کچھ کسی چیز سے کہ بیچ اُن کے ہے۔ الخ مظاہر الحق چھاپہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۱۸ زیاد بن لبید نے بظاہر وہی بیان کیا ہے جو اوروں نے بیان کیا۔ مگر اسی شہادت میں یہود و نصاریٰ پر توریت والانجیل کی خلاف روی کا الزام زائد ہے۔ اس الزام سے پایا جاتا ہے کہ حضرت محمد توریت و انجیل کے متنوں کے مطالب سے خوب واقف و آگاہ تھے۔ آپ خوب جانتے تھے کہ انجیل شریف کے بنی آدم سے عموماً اور نصاریٰ سے خصوصاً مطالبے کیا ہیں اور نصاریٰ کے اعمال کہاں تک انجیل سے توافق اور تطابق رکھتے ہیں۔ پس اس شہادت کا اول نتیجہ یہ ہے کہ حضرت محمد توریت و انجیل کے مطالب سے خوب ہی واقف و آگاہ تھے۔ آپ لوگوں کے اعمال و افعال کا اور چال چلن کا اور اقوال و خیالات کا توریت و انجیل کے باتوں سے موازنہ فرمایا کرتے تھے۔

شہادت بالا سے توریت و انجیل کی عظمت و فضیلت کے ساتھ اُن کا چال و چلن کا قانون ہونا بھی ظاہر کیا گیا ہے۔ کم سے کم یہود و نصاریٰ کے لئے تو اُن پر عامل ہونا لازم ظاہر کیا گیا ہے حضرت محمد کو یہود و نصاریٰ پر اسبات کے سبب سے بڑی شکایت تھی کہ وہ توریت و انجیل پر عمل نہ کرتے تھے۔ کیا ایسی شکایت کوئی توریت و انجیل کا دشمن کر سکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔

۶۔ زیاد بن لبید کو چھوڑ کر بیہقی کی سنو۔ بیہقی نے حسنؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا خدا تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں۔ ان میں سے چار کتابوں میں سب کا علم ودیعت فرمایا۔ وہ

چار کتابیں۔ توریت۔ انجیل۔ زبور اور فرقان ہیں اور پھر توراۃ۔ انجیل اور زبور تینوں کتابوں کا علم قرآن میں ودیعت رکھا۔ اتقان کی تفسیر حصہ دوم صفحہ ۳۱۲۔

مسبوق الذکر امثال اسبات پر پختہ ثبوت ہیں کہ مکہ کے مسیحی اور مدینہ کے یہودی ملک عرب میں حضرت محمد کے عین زمانہ میں پرانا اور نیا عہد نامہ یا توریت و انجیل ضرور رکھتے تھے۔ حضرت محمد کو اس توریت و انجیل کا علم تھا۔ حضرت محمد کے گھر میں توریت و انجیل موجود تھی۔ حضرت خدیجہ اور ورقہ بن نوفل توریت و انجیل رکھتے تھے۔ اُن کا عربی زبان میں ترجمہ کیا کرتے تھے۔ حضرت محمد کے یہودی نوکروں کے پاس توریت تھی۔ حضرت محمد کے اصحاب کے پاس توریت تھی۔ وہ اُسے پڑھا کرتے تھے۔ خود حضرت محمد کے پاس توریت تھی۔ جسے آپ اپنی اور قرآن کی امام مانتے تھے۔ غرضیکہ مسیحیوں کی بائبل کی عرب میں موجودگی کی زمانہ محمدی میں شہادتیں کافی ہیں۔

اس سے بڑھ کر مندرجہ صدر بیان سے یہ حقیقت بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت محمد اس بات کو خوب جانتے تھے کہ یہود و نصارٰی واحد کتاب پڑھتے ہیں اور وہ واحد کتاب اللہ تعالیٰ کا کلام ہو۔ وہ واحد کتاب اس تمام تعریف و ستایش کی مستحق ہے جو قرآن میں خود حضرت محمد کر چکے ہیں۔ تو بھی یہود مسیحیوں کی بابت کہتے تھے کہ وہ کسی راہ پر نہیں ہیں اور مسیحی یہود کی بابت کہتے تھے کہ وہ کسی راہ پر نہیں ہیں۔ اس پر بھی مسیحی اپنے دعوے میں سچے تھے قرآن شریف نے مسیحیوں کی صداقت کا اعلان کیا اس پر حنفا کا مسیحی ہونے سے معذور رہنا خلاف حق تھا۔

حضرت محمد نے مسیحیوں اور یہودیوں کے نوشتے اپنی آنکھوں سے رق پر اور قرطاس پر لکھے دیکھے اور بار بار دیکھے۔ اُن کے حکم کے موافق لوگوں کے مقدمے کئے۔ اُن کو موت تک کی سزائیں دیں۔ مگر آپ کے منہ سے مسیحیوں کے نوشتوں کی بابت سوا عزت و حرمت کے کبھی ایک جملہ خلاف نہ نکلا تھا۔

حضرت محمد کے علم میں بائبل کو موجود دکھا کر اس بات کو بھی ناظرین کی آگاہی میں لانا ضرور ہے کہ بائبل کو رکھتے ہوئے حضرت محمد قرآن میں وہ سب کچھ لکھ سکتے تھے جو آپ نے بائبل کے حق میں لکھا ہے اور بائبل کے قصص کو وہ عربی لباس پہنا سکتے تھے جو قرآن میں پہنایا گیا ہے۔ ماحصل اس تمام بیان کا یہ ہے کہ حضرت محمد کی نظر میں قرآن عربی کی گواہی کے موافق مسیحیوں کی بائبل اکمل و اتم قرآن تھی وہ قرآن عربی کی ماں تھی۔ قرآن عربی اُس کا ایک ادنیٰ جزو ہے جو مسیحیوں کی بائبل کی تائید و تصدیق میں اس لئے لکھا گیا تھا کہ اُسکے دسیلے سے مکہ اور اُسکی بستیوں کے لوگ ہدایت پا کر اپنے کفر و شرک کو اور اپنی حنفیت کو چھوڑیں اور مسیحی اسلام لا کر بائبل کی حکمبرداری کریں۔ مگر حنفاء نے قرآن محمدی کی ایک نہ سنی اور آج تک نہ سنی +

چودھویں فصل

وَمَا اُنْزِلَ عَلَیْنَا کے مفہوم میں سے بائبل کی اصلیت

مروجہ اسلام کی مسلم دنیا میں بائبل شریف کی بابت ایک بمنزلہ کفر بد شہرت پھیلی چلی آئی ہے۔ نا معلوم اس بدگمانی کی ابتدا کس شخص سے ہوئی اور کس زمانہ سے ہوئی۔ پر ہمارے زمانہ کی مسلم دنیا میں یہ بدافواہ وبا کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ جاہل سے جاہل مسلم تک یہ خبر پہنچی ہے اور وہ بدافواہ یہ ہے کہ ہمارے مسلم بھائی مانتے ہیں۔ کہ قرآن عربی کی رو سے بائبل تحریف ہو چکی ہے۔ بلکہ وہ قرآن عربی کے آنے سے منسوخ ہو چکی ہے۔

یہ بیجا اعتقاد نہ صرف لوگوں کی زبان پہ چڑھا ہوا ہے۔ بلکہ مروجہ اسلام کی جو تفاسیر و روایات ہم تک پہنچی ہیں ان میں بھی کمی بیشی سے اس بد شہرت کا اثر نمایاں پایا گیا ہے۔

اس کے سوا مروجہ اسلام کی پشت حاضرہ کے بعض علمائے مروجہ اسلام کی حمایت کرتے ہوئے بزعم خود قرآن کی بعض آیات کی بناپہ بائبل کے تحریف ہونے پر بہت کچھ کہا اور لکھا ہے۔ اُن کی تحریرات کا نہ صرف جہلا نے اثر قبول کیا ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کے خدا پرست لوگ بھی اُن کی غلطی کے اثر سے غیر متاثر نہیں رہ سکے ہیں۔

جب اس بدافواہ کو پھیلانے کی غرض دریافت کی جاتی ہے تو صرف ایک ہی غرض معلوم ہوتی اور وہ یہ ہے کہ اس بدافواہ کی تائید و تصدیق کرنے والے اصحاب مسلم دنیا کو بائبل کی طرف سے اس لئے بدگمان کرنے میں ساعی ہیں کہ لوگ بائبل کے معتقد اور پیرو نہ ہو جائیں کہ لوگ مروجہ اسلام کی غلامی سے نکلکر اسلام حقیقی کے اصول کی پیروی کرنے نہ جا لگیں۔ اُن کو یہ خیال اسلئے ستاتا آیا ہے کہ قرآن محمدی نے مسیحیت کی بائبل کی ہی پیروی دفرا ہز دا کر اسلام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں۔ لہٰذا ملتِ کعبہ کے دلدادوں کو رات دن یہی فکر کھاتی آئی ہے کہ کہیں لوگ قریش کی تالیف قلوبی کے اسلام کو چھوڑ کر مسیحیوں کی بائبل اور مسیحیوں کے یسوع مسیح کی پیروی کرنے نہ جا لگیں۔ ان اصحاب کے باطل خیالات کی اصلاح کے لئے ہم چند اوراق اور بڑھاتے ہیں اور یہ بات دکھا دیتے ہیں کہ قرآن عربی نے ام الکتاب کے محرف ہونے کا کبھی اعلان نہیں کیا۔ یہ تو کعبہ کے رب کے پرستاروں کی خوش فہمیاں ہیں +

۱۔ بائبل پر تحریف کے الزام کی اصلیت۔ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْکِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْکِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْکِتٰبِ ج وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ج وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ اور ان میں ایک لوگ ہیں کہ زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں کتاب کہ تم جانو وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ کا قول پایا ہے

اور وہ نہیں اللہ کا کہا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں جان کر۔ عمران ۸ رکوع۔ دوسرا مقام یوں آیا ہے۔ مِنَ الَّذِیْنَ
هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّۢا
بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ
وَاَقْوَمَ وَلٰکِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِکُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ وہ جو یہود ہیں بے ڈھب کرتے ہیں
بات کو اُس کے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سُن نہ سنایا جائیو اور راعنا موڑ دیکر اپنی زبان
کو اور عیب دیکر دین میں اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور سن۔ اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا اُن کے حق میں اور درست۔
لیکن لعنت کی اُن کو اللہ نے اُن کے کفر سے سو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔ نساء ۷ رکوع۔ تفسیر بیضاوی میں آیا ہے۔
کہ وہ تاویلات باطلہ کرتے تھے۔ تفسیر کبیر میں بحوالہ قول ابن عباس کے درج ہے کہ تحریف معنوی کرتے تھے۔
تحریف لفظی نہیں کرتے تھے۔ تقریر مولوی محمد امام الدین صفحہ ۳۵۔ تیسرا مقام یوں آیا ہے یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ لَا
یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ مِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ج وَ
مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا ج سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ لَمْ یَاْتُوْکَ ط یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ مِنْۢ
بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ج یَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا الخ۔ اے
رسول تو غم نہ کھا اُن پر جو دوڑ کر لگتے ہیں منکر ہونے۔ وہ جو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اپنے منہ سے اور ان کے دل
مسلمان نہیں۔ اور وہ جو یہودی ہیں جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کو اور جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو
تجھ تک نہیں آئے۔ بے اسلوب کرتے ہیں بات کو اُس کا ٹھکانا چھوڑ کر۔ کہتے ہیں اگر تم کو یہ ملے تو لو۔ اور اگر یہ
نہ ملے تو بچتے رہو۔ الخ۔ مائدہ ۶ رکوع۔ چوتھا مقام یہ ہے۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا
قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً ج یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ الخ سو اُن کے عہد توڑنے پر ہم نے اُن کو لعنت کی
اور کر دیئے اُن کے دل سخت۔ بدلتے ہیں کلام کو اپنے ٹھکانے سے۔ الخ۔ مائدہ ۳ رکوع۔ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ
پھر پانچواں مقام یوں آیا ہے۔ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَکُمْ وَقَدْ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ
اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ۔ اب کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ
مانیں تمہاری بات اور ایک لوگ تھے اُن میں کہ سنتے کلام اللہ کا۔ پھر اس کو بدل ڈالتے بوجھ بوجھ کر اور ان کو
معلوم ہے۔ بقرہ ۹ رکوع۔

جہاں تک ہمیں علم ہے وہاں تک ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں قرآن عربی کی جن آیات سے بائبل
کے محرف ہونے کے الزام کو اخذ کیا گیا ہے وہ قرآن عربی کی وہی آیات ہیں جو نقل کی جا چکی ہیں۔ ان آیات کی
بنیاد پر ہم اپنی تحقیق کے روبرو یہ سوال اُٹھاتے ہیں۔ کہ کیا ان آیات میں سچ مچ بائبل کے محرف کتاب ہونے

کا اعلان کیا گیا ہے؟ کیا ان آیات کے متکلم کے دل کا یہ یقین ظاہر ہے کہ بائبل یا بائبل کا کوئی صحیفہ محرف تھا؟ اگر ان سوالوں کا مروجہ اسلام کی تمام مسلم دنیا جواب اثبات میں دیوے تو دیوے۔ مگر ہم اس کے خلاف جواب نفی میں پیش کرتے ہیں۔ برادرانِ اسلام کا فرض ہے کہ وہ مخالفوں کے جوابات کے ساتھ ہمارا جواب بھی پڑھیں بعدہٗ وہ اپنے لئے وہ جواب پسند کریں جس میں حق کی زیادہ نمایش ہو۔

۱۔ ان آیات میں نہ تورات نہ زبور نہ صحائف انبیاء اور نہ انجیل کا ذکر ہے۔ درحالیکہ یہ نام مصنف قرآن اور حضرت محمد صاحب کو معلوم تھے۔ پر کسی کتاب کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ لہٰذا یہود کے فعل مذکور کو بائبل کی کتابوں سے منسوب کرنا حق کا خون کرنا ہے۔

۲۔ آیت اول میں لفظ کتاب ضرور بائبل اور بائبل کے صحائف کا مفہوم رکھتا ہے۔ مگر اس آیت میں یہودیوں پر یہ الزام نہیں دیا گیا کہ وہ اپنی کتاب کی تحریف کرتے تھے۔ وہاں پر اُن پر ایسے طور سے زبان مروڑ کر کتاب پڑھنے کا الزام ہے کہ لوگ اُن کی قرأت کے الفاظ کو کتاب کا حصہ خیال کریں جو صرف اُن کے منہ کے الفاظ ہوتے تھے۔ مگر قرآن شریف ان یہود کی اس کارروائی کو تحریف قرار نہیں دیتا ہے۔ وہ صاف بتلاتا ہے کہ یہود کتاب کے الفاظ سنانے کے بجائے اپنے الفاظ سنایا کرتے تھے تاکہ لوگ فریب کھا کر ان کی باتوں کا یقین کریں۔ اس آیت سے یہود پر تحریف کا الزام نہیں لگتا ہے۔

۳۔ آیت دوم و سوم و چہارم میں يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ آیا ہے۔ مگر ان آیات میں کَلِم سے مراد قرآن ہے۔ یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ یہود حضرت سے قرآن سُن کر دوسرے لوگوں کو جو خود حضرت محمد صاحب کے پاس نہ آیا کرتے ایسے طور سے جا سنایا کرتے تھے کہ جس سے حضرت محمد صاحب کا منشا فوت ہو جاتا تھا۔ وہ قرآن کی آیات میں ضرور کمی و بیشی کر دیتے تھے۔ یا مثل قرآن بنا کر قرآن کے منشا کے خلاف لوگوں کو جا سناتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کو کلم کے مُحَرِّف کہا گیا ہے۔ مگر انہیں آیات کو آجکل کے علماء کا بائبل سے منسوب کر دینا درجہ کمال کی قرآن فہمی کا ثبوت ہے۔

۴۔ آیت پنجم کا منشا یہ ہے کہ جو معتقدانِ قرآن اس تمنا میں تھے کہ اُن کی طرح یہودی بھی قرآن عربی کے معتقد ہو جائیں ایسے لوگوں کو جواب دیا جائے اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ قرآن عربی کے معتقد نہیں ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ اُن میں وہ فریق موجود ہے جسے تمام یہودی جانتے ہیں جو کلام اللہ یعنے قرآن عربی کو تحریف کیا کرتا تھا۔ پس اس آیت میں کلام اللہ کی تحریف سے مراد قرآن عربی سے ہے۔ کیونکہ پیشتر بھی کلم سے مراد قرآن عربی ہی ثابت ہوا ہے۔

۵۔ اب تحریف کے قرآن نے کیا معنے بتلائے ہیں؟ اس پر بھی غور کرنا چاہئے۔ قرآن سے تحریف

کے معنے یہ ہیں۔ وَیَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ ۔ اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور نہ مانا اور سُن نہ سنایا جائیو اور راعنا موڑ دیکر اپنی زبان کو اور عیب دیکر دین میں ۔ نساء، ۷ رکوع ۔ یَقُولُونَ اِنْ اُوْتِیْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا کہتے ہیں اگر تم کو یہ ملے تو لو اور اگر یہ نہ ملے تو بچتے رہو۔ مائدہ ۶ رکوع ۔ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ۔ اور ہمیشہ تو خبر پاتا ہے ان کی ایک دغا کی۔ مگر تھوڑے لوگ اُن میں۔ مائدہ ۳ رکوع یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۔ سنتے کلام اللہ کا پھر اس کو بدل ڈالتے بوجھ لیکر اور اُن کو معلوم ہے ۔ بقر ۹ رکوع ۔ اِن کل فقرات میں یہود کی قرآن کو تحریف کرنے کی غرض اور تحریف اور اُس کے معانی بتلائے گئے ہیں۔ پس قرآن کی آیات زیر نظر سے بائبل کی تحریف کے معانی و مطالب نکالنے حد درجے کی زیادتی ہے۔

۶۔ قرآن کو تحریف کرنے والے یہودی بتلائے گئے ہیں اور وہ بھی سب یہودی نہیں۔ مگر یہ مکردہ کام صرف ایک فریق کے یہودی کیا کرتے تھے۔ تمام نصاریٰ اس الزام سے بالکل بری ہیں۔ اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ اہلِ قرآن کا نصاریٰ کے مقابل بائبل کی تحریف کا دعویٰ اُٹھا دینا اور بھی بے بنیاد بات ہو۔ جس پر قرآن میں کسی طرح کا ثبوت نہیں ہے۔

ہم نے مندرجہ صدر وجوہات میں تحریف کے الزام کی حقیقت روشن کی ہے اور اُس کے معنے بیان کئے ہیں مگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ مطالب مذکور ہمارے ہی طبعزاد ہیں۔ شاہ عبدالقادر موضح القرآن میں سورہ عمران ۸ رکوع کی آیت پر یہ حاشیہ لکھتے ہیں۔ یعنے بن پڑھوں کو دغا دیتے ہیں اپنی عبارت بنا کر قرآن کی طرح پڑھنے لگے کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے۔ موضح القرآن۔ اس کے سوا سورہ مائدہ ۶ رکوع کی آیت کی تفسیر میں صاف طور سے لکھا ہے۔ کہ وہ لوگ محمد صاحب کے کلام میں تحریف کیا کرتے تھے۔ دیکھو تفسیر مجمع البیان اور خازن کو۔ علاوہ بریں تفسیر فتح البیان میں یہ بھی درج ہے کہ جس قدر احادیث اس امر کے مقتضے ہیں کہ شرائع منزل من اللہ مندرجہ تورات امام (یا بائبل) پر عمل نہ کیا جاوے۔ بلکہ اِن سے نفرت کی جائے وہ جملہ احادیث ضعیف ہیں۔ تقریر مولوی محمد امام الدین صفحہ ۳۶۔

پس اِن شہادتوں سے ہمارا یہ دعویٰ ثبوت کو پہنچ گیا کہ قرآن میں جو آیات کلام اللہ کی تحریف سے متعلق یا جن سے تحریفِ کلام کا اظہار کیا گیا ہے وہ آیات من کل الوجوہ قرآن عربی کے کلام کی تحریف سے علاقہ رکھتی ہیں اُن کا کوئی تعلق بائبل شریف کی تحریف سے نہیں ہے۔ بلکہ جن احادیث میں بائبل کی تحریف کا اظہار کیا گیا ہے وہ کل کی کل درجہ اعتبار سے خارج ہیں۔ اس لئے ہمارے نام کے مسلم علما کے

بائبل کی تحریف کی بابت عقیدہ سے سراسر بے سند و بے بنیاد ہیں جنکی صحت پر قرآن اور حدیث سے کوئی سند نہیں لائی جا سکتی ہے۔

۷ - مزید براں دوسرے مفسر اور علما بھی ان لوگوں کی بیباکی کو ظاہر کرتے ہیں جنہوں نے ناحق بائبل کی تحریف کا شور بلند کر رکھا ہے اور مسلم دنیا کو بائبل جیسی نعمت سے محروم کر رکھا ہے۔ مثلاً آیت اول کی تفسیر کرتے ہوئے رازی بیان کرتا ہے۔ کیونکر ممکن ہے داخل کرنا تحریف توریت میں باوجود اس کی نہایت شہرت کے لوگوں میں جواب۔ شائد کہ یہ کام تھوڑے سے آدمیوں نے کہ جن کا تحریف پر اکٹھا ہو جانا ممکن ہو گیا ہو تو اس صورت میں ایسی تحریف ہونی ممکن ہے۔ مگر میرے نزدیک اس آیت کی بہتر تفسیر یہ ہے کہ جو آتیں توریت کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں غور و فکر کی احتیاج تھی اور وہ لوگ ان پر سوالات مشوش اور بیجا اعتراضات کرتے تھے۔ پھر وہ دلیلیں سننے والوں پر مشتبہ ہو جاتی تھیں اور یہودی کہتے تھے کہ اِن آیتوں سے اللہ تعالیٰ کی مُراد وہ ہے جو ہم کہتے ہیں۔ نہ وہ جو تم کہتے ہو۔ پس یہی مراد ہے تحریف سے اور زبان بدلنے سے یا پھیرنے سے۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں جب کوئی محقق کسی آیت کلام اللہ سے استدلال کرتا ہے تو گمراہ لوگ اُس پر سوالات اور شبہات کرتے ہیں کہ اللہ کی مراد یہ نہیں ہے جو تم کہتے ہو۔ اسی طرح پر اس تحریف کی صورت ہے۔

قولہ دیلسون السنتھم معناہ یعمدون الی اللفظہ فیحرفونھا فی حرکات الاعراب تحریفا بتغیریہ المعنی۔ امام فخرالدین یہ بھی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ کتاب پڑھنے میں زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں۔ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ لوگ (یہود مدینہ) خراب کرتے ہیں لفظ کو اور بدل دیتے ہیں (پڑھتے ہیں) اس کے اعراب کو کہ اس تبدیل سے اس لفظ کے معنے بگڑ جاتے ہیں ؛

موافق تفسیر حسینی کے یہ الزام یہود مدینہ کے ان نامور لوگوں کو دیا گیا یعنے کعب وغیرہ کو۔ نساء، رکوع میں آیا ہے مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ ترجمہ۔ وہ یہودی ہیں۔ بے ڈھب کرتے ہیں بات کو اُس کے ٹھکانے سے۔ رازی اس پر یہ بیان فرماتے ہیں۔ فَاِنْ قِیْلَ کیف یمکن ھذا فی الکتب الذین بلغت احادحر وفہ وکلمہ مبلغ التواتر المشھور فی الشرق والغرب قلنا لعلہ یقال القوم کانوا قلیلین والعلماء بالکتب کانو فی غایتہ القلہ فقدروا علیٰ ھذ التحریف الثانی ان المراد بالتحریف القاء الشبھۃ الباطلۃ والتاویلات الفاسدۃ الخ ترجمہ۔ پس کس طرح ممکن ہے تحریف ایسی کتاب میں جس کے سر حرف اور کلمے تواتر کو پہنچ گئے۔ پہلا جواب شاید یوں کہا جا سکے کہ وہ لوگ تھوڑے تھے اور عالم کتاب الٰہی کے بہت کم تھے۔ پس ایسی تحریف کر سکے۔ دوسرا جواب تحریف سے مراد ہے جھوٹے

شبہوں کا ڈالنا اور غلط تاویلوں کا کرنا اور لفظ کو صحیح معنوں سے جھوٹے معنوں کی طرف کھینچنا لفظی حیلوں سے۔ جیسے کہ اس زمانے کے بدعتی اپنے مذہب کی مخالف آیتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس کو سمجھو اور یہی مراد تحریف کی بہت صحیح ہے۔

یُحَرِّفُونَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ مائدہ ۲ آیت۔ ترجمہ۔ بدلتے ہیں کلام کو اپنے ٹھکانے سے۔ ابنِ عباس سے روایت ہے واخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قولہ یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی حدود اللہ فی التورٰۃ۔ ترجمہ۔ یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بدلتے ہیں کلام کو اپنے ٹھکانے سے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ جو حدیں اللہ تعالیٰ نے احکام کی مقرر کی ہیں تغیر و تبدل کرتے ہیں۔ رازی بیان کرتا ہے التحریف یحتمل التاویل الباطل ویحتمل تغییر اللفظ وقد بینا فی تقدم ان الاول اولی لان الکتب المنقول بالتواتر لایتاتی فیہ تغییر اللفظ۔ ترجمہ۔ تحریف سے یا تو غلط تاویل مراد ہے یا لفظ کا بدلنا مراد ہے اور ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پہلی مراد بہتر ہے کیونکہ جو کتاب بتواتر منقول ہو اس میں تغیر لفظی نہیں ہو سکتا۔ اور یہی حسینی کا بیان ہے۔ فتح الباری صحیح بخاری میں یہ بیان آیا ہے۔ قد سئل ابن تیمیۃ عن ھٰذہ المسئلۃ فاجاب فی فتاواہ للعلماء فی ھٰذا قولین احدھما وقوع التبدیل فی الالفاظ۔ ایضاً ثانیھما لا تبدیل الا فی المعنی واحتج للثانی۔ ترجمہ۔ ابن تیمیہ سے مسئلہ تحریف کا پوچھا گیا۔ پس اُنہوں نے جواب دیا کہ علماء کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تحریف لفظوں میں بھی ہوئی تھی۔ دوم یہ کہ تبدیلی لفظی نہیں ہوئی مگر صرف معنوں میں اور اس دوسری بات پر بہت دلیلیں بیان کی ہیں۔ محمد اسمٰعیل بخاری لکھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ یحرفون یزیلون ولیس احد یزیل لفظ کتاب من کتب اللہ ولکنہم یحرفونہ یتاولونہ علی غیر تاویلہ۔ ترجمہ۔ خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ تحریف کرتے ہیں کلموں کو اُن کی جگہ سے۔ سو تحریف کے معنے ہیں بگاڑ دینے کے۔ اور کوئی شخص نہیں ہے جو بگاڑے اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے ایک لفظ کسی کتاب کا۔ لیکن یہودی خدا کی کتاب کو اُس کے اصلی اور سچے معنوں سے غیر تاویل پر پھیر کر تحریف کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک یہی تحقیق ہوا ہے کہ اہلِ کتاب توریت وغیرہ کے ترجمے میں تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل توریت میں اور یہی قول ابنِ عباس کا ہے۔ فوز الکبیر۔ تفسیر درمنثور کے مصنف نے ابنِ منذر و ابنِ ابی حاتم کی زبانی یہ بیان روایت کیا ہے۔ واخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن وھب ابن منبہ قال ان التورٰۃ والانجیل کما انزلھما اللہ لم تغیر منھما حرف ولکنھم یضلون بالتحریف والتاویل و الکتب کانوا یکتبونھا من عند انفسھم و یقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ فاما کتب اللہ فانھا محفوظۃ لا تحول۔ ترجمہ۔۔۔۔ توریت و انجیل جس طرح کہ ان دونوں کو اللہ

نے اُتارا تھا اسی طرح ہیں۔ ان میں کوئی حرف بدلا نہیں گیا۔ لیکن یہودی بہکاتے تھے۔ لوگوں کو معنوں کے بدلنے اور غلط تاویلات سے۔ اور حالانکہ کتابیں تھیں وہ جنکو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور وہ اللہ کی طرف سے نہ تھیں۔ مگر جو اللہ کی طرف سے کتابیں تھیں وہ محفوظ تھیں۔ ان میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی۔

۸ - مزید یاں جب ہم اس بات کو یاد کرتے ہیں کہ مروجہ قرآن کا متن غیر محرف نہیں مانا جاسکتا ہے۔ بلکہ اسکی کی ایک سے زیادہ شہادتیں موجود ہیں کہ جن سے اس کا متبدل ہونا ثابت ہو تو مندرجہ ذیل آیات قرآنی بائبل کے ناتبدیل ہونے کی دلیل خیال فرمانا چاہیئے جیسا کہ لکھا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ یعنے تو ہرگز گمان مت کر کہ اللہ اپنے رسولوں کے وعدوں کے خلاف کریگا۔ ابراہیم آیت ۴۷۔ پھر لکھا ہے وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ یعنے پڑھ جو کچھ تیرے رب کی کتاب میں سے تیری طرف وحی کیگئی ہے۔ اُس کے کلمات کوئی بدل نہیں سکتا ہے۔ کہف آیت ۲۷ پھر کہا ہے - وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِيْنَ - اور اللہ کے کلمات کو بدلنے والا کوئی نہیں ہے اور تیرے پاس رسولوں کی خبریں آپہنچی ہیں۔ انعام آیت ۳۴۔ پھر لکھا ہے لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ اللہ کے کلمات کے واسطے تبدیلی نہیں ہے۔ یہ وہی بڑی کامیابی ہے۔ یونس آیت ۶۴۔

مندرجہ صدر بیان سے بائبل کے تحریف ہونے کے وہم کی بیخ و بنیاد جاتی رہی ہے۔ ہر ایک حق پسند مسلم کی میراث جو بائبل نامی تھی بالکل بے الزام ثابت ہو چکی۔ اس پر زیادہ لکھنا فضول ہے۔ اب تو ہر ایک مسلم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ وہ مروجہ اسلام اور اس کے ارکان سے دست بردار ہو کر اسلام عیسوی اور اُس کے ارکان کو مانیگا یا نہیں مانیگا۔ قرآن محمدی کے احکام کی فرمانبرداری کریگا یا نہیں کریگا۔ اسلام عیسوی کی پیروی کئے بغیر وہ قرآن محمدی اور حضرت محمد کی عزت کرسکتا ہے یا نہیں کرسکتا۔ ان تمام سوالات کے جوابات مسلم بھائیوں کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ اپنے لئے اُن کے خود جواب دیں۔

۹ - آخر میں قرآن عربی کی بابت اس قدر ضرور عرض کرنا ہے کہ موجودہ قرآن عربی ضرور تحریف شدہ کتاب ہے۔ اسکے ثبوت ہم حصہ سوم میں دینگے موجودہ صورت میں اس کا ہر ایک حکم ماننے کے لائق نہیں ہے اسوجہ سے ہر ایک مسلم کے لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ وہ اپنی عاقبت کی فلاح و بہبودی کے لئے قبلہ عیسوی اسلام اور عیسوی بائبل کے تابع ہو۔ کیونکہ اب کسی قرآن ماننے کے مدعی کیلئے بائبل سے منحرف ہونے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی ہے اگر کوئی نام کا مسلم اب بھی بائبل و مسیحیت کے قبول کرنے میں عذر کرے تو ہم ایسے مسلم بھائی کو خدا کے سپرد کرتے ہیں کہ وہی اسکی ہدایت فرمائے۔

پندرھویں فصل

وما انزل علینا کے مفہوم میں سے قرآن بائبل کا جانشین نہیں ہے

مسبوق الذکر سے بلاشک قرآن محمدی بڑی قدر و منزلت کی کتاب ظاہر ہوا ہے۔ اس کے متن کی خوبی پر اور اسکے متن کے حدود و قیود پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ جس قدر اب تک گواہیاں نظر تلے سے گذریں اُسنے قرآن محمدی کی حقیقت و ماہیت معلوم ہوگئی ہے وہ بائبل کو چھوڑ کر ان لوگوں کے لئے جو اُس پر ایمان رکھتے ہیں۔ بلا شک قدر و منزلت کی کتاب ہے۔ اس میں مسیحیت و اسلام اور بائبل شریف کے متعلق وہ کوٹ کوٹ کر صداقت بھری ہے جو عقل و فکر کے اندھوں کو بھی یسوع مسیح تک پہنچا سکتی ہے۔ مروجہ اسلام کے مسلموں نے اگرچہ اسے نہیں جانا اور نہ سمجھا تو بھی اسے اپنی رہنمائی کا وسیلہ بنانے اور سمجھنے میں بہت درجہ تک خطا نہیں کی ہے۔ قرآن محمدی کو پیار کرنے میں اُنہوں نے اس کی قدر و منزلت ضرور کی۔ مروجہ اسلام کے مسلموں کا قصور نہیں کہ وہ قرآن محمدی کو عزیز رکھتے ہیں۔ ان کا قصور یہ ہے کہ وہ قرآن محمدی کو نہ جانکر غیر قرآن محمدی کی گرفت میں آگئے ہیں۔ جسے قرآن متشابہ کہا گیا ہے۔ ان بزرگان دین نے قرآن محمدی کو نہ جانکر یہ اعتقاد کر لیا کہ قرآن عربی یا قرآن محمدی مسیحیوں کی بائبل کا جانشین ہے۔ قرآن سے پیشتر بلاشک مسیحیوں کی بائبل کے حکم احکام پر عمل تھا۔ پر جب قرآن عربی پیدا ہو گیا تو گویا اُس نے اپنی بوڑھی ماں بائبل کو مذہبی اختیار و اقتدار کے تخت سے اُتار دیا۔ اور گویا قرآن عربی خود بائبل کی عزت و حرمت کے تخت پر متمکن ہو بیٹھا۔ اُس کے با اختیار ہونے کی دیر تھی کہ گویا قرآن عربی نے اُسے منسوخ کر دیا۔ اپنے معتقدوں کو گویا حکم دیدیا کہ وہ مسیحیوں کی کتب مقدسہ کے حق میں جو چاہیں کفر گوئی کریں۔ کوئی مواخذہ و مطالبہ نہ ہوگا۔ ہم مروجہ اسلام کے مسلموں کو قرآن عربی کی زبانی یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اُن کا یہ وہم دیگر اوہام باطلہ کی طرح بالکل بے بنیاد ہے۔ قرآن عربی اگرچہ بائبل کا عربی بچہ ہے مگر بائبل کا قائم مقام یا اُس کا جانشین نہیں ہے۔ اس کا وجود عارضی ہے جو بائبل مقدس کے وجود میں جمع ہے۔ اس مطلب کے ثبوت میں لکھا ہے۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ط وَمَا أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيهَا هُدًى وَّنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبّٰنِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ج فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ

بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ط فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ط وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ۔ ترجمہ اور وہ تجھے کیوں منصف ٹھہراتے ہیں جبکہ اُن کے پاس توریت ہے۔ اس میں خدا کا حکم لکھا ہے۔ بعد اس کے وہ پھر جاتے ہیں وہ اپنی کتاب کے بھی مومن نہیں ہیں۔ ہم نے توریت نازل کی اس میں ہدایت اور نور ہے یہودیوں کو اسی توریت کے موافق فرمانبردار نبی لوگ حکم دیا کرتے تھے اور ربی لوگ بھی اسی کے موافق حکم دیتے تھے اور احبار (یعنے کاہن لوگ) بھی اسی کے موافق حکم دیتے تھے۔ کیونکہ وہ سب لوگ خدا کی کتاب کے محافظ اور گواہ ٹھہرائے گئے تھے۔ پس اے یہودیو تم مجھ سے ڈرو نہ آدمیوں سے ڈرو اور حقیر قیمت (یعنے دُنیا) میری آیتوں کے مقابل نہ لو اور جو کوئی نازل کردہ خدا کے موافق حکم نہ کرے وہی کافر ہیں۔

ہم نے توریت میں ان کے لئے یوں لکھا ہے کہ جان کے بدلے جان۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ناک کے بدلے ناک۔ کان کے بدلے کان۔ دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ برابر ہے۔ پھر جس نے زخم کا بدلہ تصدق کر دیا اُس کے لئے کفارہ ہو گیا۔ جو کوئی یہ نازل کردہ خدائی حکم نہ دیگا وہی ظالم ہیں

اور اُن نبیوں کے پیچھے انہیں کے نقش قدم پر ہم نے عیسٰی بن مریم کو توریت کا مصدق بنا کے بھیجا تھا اور ہم نے اُسے انجیل دی تھی اُس میں ہدایت اور نور ہے اور وہ توریت کی مصدق ہے اور ہدایت ہے اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔ چاہئے کہ اہلِ انجیل اُس کے موافق جو اللہ نے انجیل میں نازل کیا حکم کریں اور جو کوئی یہ نازل کردہ خدائی حکم نہ دے وہی فاسق ہیں۔

اور تیری طرف (اے محمد) ہم نے سچائی سے کتاب نازل کی ہے (قرآن) جو کتب سابقہ کا مصدق اور اُن پر پنکھ پھیلائے ہوئے پس تو یہودیوں کی نسبت یہ نازل کردہ خدائی حکم کر۔ مائدہ آیت ۴۴ - ۴۸ تک ترجمہ ڈاکٹر عماد الدین لاہز کا۔

پھر یہ کہ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ یعنے اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں جبتک تم توریت و انجیل اور جو کچھ تمہارے رب سے تم پر

نازل ہوا ہے قائم نہ کرو۔ مائدہ آیت ۶۸۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔ اور اگر وہ توریت وانجیل کو اور اس کو جو اُن کے رب کی طرف سے اُن پر نازل ہوا ہے قائم کریں تو ہم اُن کو اوپر سے اور نیچے سے کھلائیں مائدہ آیت ۶۶ مندرجہ صدر آیات میں توریت وغیرہ کی نسبت لفظ ھدیٰ آیا ہے۔ اس کی بابت تفسیر کبیر میں آیا ہے ھدیٰ محمول ہے بیان احکام اور شرائع اور تکالیف پر اس لئے جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ احکام اور شرائع اور تکالیف مندرجہ کتاب اللہ توریت اِلام منسوخ نہیں ہیں وہ لوگ اس اعتقاد کو اس آیت سے بھی بدیں وجہ استدلال کرتے ہیں کہ اگر وہ احکام اور شرائع اور تکالیف منسوخ یا محرف ہوں تو اس سبب سے وہ احکام اور شرائع اور تکالیف ایسی ہوں کہ حکم اُن کا بالکل ہی اعتبار کے لائق نہ ہو اور اس صورت میں لازم آتا ہے کہ وہ احکام اور شرائع اور تکالیف ہرگز ہرگز ہدایت اور نور بھی نہ ہوں۔ حالانکہ قولہ (فیھا ھدیٰ ونور) سے ثابت ہے کہ توریت میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اس سے ثابت ہوگیا کہ بائبل پر عمل کرنا فرض ہے۔

اور واضح رہے کہ تفسیر ابوسعود اور نیشاپوری اور بیضاوی میں بھی اسی مضمون کے قریب قریب درج ہے۔ اور کتاب غایۃ التحقیق شرح حسامی میں بھی باب التبدیل اور اصول بزدوی (ہدایت) کے معنے ایمان اور شرائع یہود لکھے ہیں اور علاوہ بریں یہ بھی لکھا ہے کہ شرائع سابقہ کی پیروی واجب ہے۔

اور روح المعانی میں (یحکم) کی تحت میں یوں بھی درج ہے کہ (چونکہ محمد صاحب منجملہ عاملان توریت کے تھے۔ اس سبب سے کہنے والے استدلال کرتے ہیں کہ پہلی شرائع پر بھی ہم لوگوں کو عمل لازمی ہے (شرع من قبلنا لازم علینا الا اذ قام الدلیل علی صیرورتہ) اور تفسیر کبیر۔ ابوسعود۔ جل اور بیضاوی اور فتح البیان میں بھی ایسا مضمون درج ہے۔ فلا تخشوا الناس واخشون ولا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً۔ میں محمد صاحب کو توریت کا عمل ترک کرنے سے مخالفت کی گئی ہے۔ دیکھئے درمنثور اور مجمع البیان۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ تفسیر درمنثور میں ابن عباس سے یوں روایت ہے کہ یہ آیت یہودیوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ محمدیوں کو بھی مشتمل ہے اور ایسا ہی تفسیر مجمع البیان۔ فتح البیان کبیر میں درج ہے کہ حکم اس آیت کا عام ہے۔ کیونکہ کلمہ (من) متضمن معنے عام کا ہے۔ خط وکتابت جناب مولانا مولوی محمد امام الدین بامرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۱۰۔

جو مروجہ اسلام کے علماء حق کے دوست ہیں اور حق کی تلاش میں آج تک حیران رہے ہیں وہ آیات منقولہ بالا میں ایک بھاری اور ضروری حقیقت یہ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ قرآن عربی نے مسیحیوں کی بائبل کو

نہ کوئی الزام دیا نہ اُسے اپنی تشریف آوری سے منسوخ کیا بلکہ اُسے بالکل صحیح و درست اور قابلِ اعتبار جانکر اور مان کر اُسے اس کے قدیمی مرتبہ پر بحال رکھا۔ اسے سچے دین کا اصول قرار دے کر اُس کے احکام کو اُس کے ایمان و عمل کو جاری رکھنا ضروری ٹھہرایا۔ جو لوگ اس کے احکام کے عامل نہ تھے۔ جو لوگ کتاب اللہ رکھتے ہوئے بدعمل تھے اُن سب کو ظالم و فاسق ٹھہرایا۔ اس کے عامل ہونے کی برکات کا بالتشریح ذکر کیا۔ ان باتوں سے اس حقیقت کو اظہر من الشمس کر دیا کہ قرآن عربی نہ صرف بائبل کا بدل نہیں نہ صرف قرآن عربی بائبل کا جانشین نہیں جیسا کہ مروجہ اسلام کے مسلموں نے بنایا ہے۔ بلکہ بائبل کے مقابل اس کی حیثیت صرف بائبل کی صداقت کے مصدق کی ہے۔ اس کا وجود بائبل سے بے خبروں کے لئے بائبل کے واعظ کا ہے۔ اس کی بائبل کے شاہد ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ ضرورت رہیگی۔ پر وہ بائبل کا شاہد و گواہ ہو کر یا وہ بائبل کا مصدق ہو کر بائبل نہیں بن سکتا۔ نہ وہ بائبل کا جانشین ہو کر بائبل کی تمام عزت و حرمت کا مالک بن سکتا ہے۔ بلکہ اُس کا یہ کام ہے کہ تمام تعریف و حمد کے ہار ان کو جو لوگ اُس کے گلے میں ڈالتے رہے ہیں ام الکتاب کی نذر کرتا رہے۔ بائبل کے ناواقفوں کو بائبل کی خبر دیتا رہے۔ بائبل کے دشمنوں کی اور بائبل سے سرکشوں کی تادیب و ملامت کرتا رہے۔ بائبل کو ماننے والوں کی عزت و توقیر کرتا رہے۔ وہ کتاب اللہ کو سر پر اُٹھا کر اپنے معتقدوں کو مجبور کرتا رہے کہ وہ اُس پر ایمان لائیں۔ کہ وہ اس پر عمل کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ قرآن محمدی یا اصل یہی کام کرتا آیا ہے۔ مگر اُن پر افسوس ہے جو فی زمانہ قرآن عربی کے معتقد مشہور ہوتے آئے۔ اُنہوں نے بائبل شریف کے مصدق کی ایک نہ سُنی۔ انہوں نے قرآن کو بائبل کا جانشین تو بنایا مگر اُسے بھی دشمن سمجھ کر بنایا۔ اُنہوں نے قرآن کو ماننے کا بیڑا اُٹھایا مگر آجتک اُسے نہ مانا۔ ہمیں اپنے مسلم بھائیوں سے قوی امید ہے کہ جب آنکھیں کھلینگی جب وہ ہماری ان گذارشوں کو اطمینان قلبی سے پڑھینگے تو وہ ضرور قرآن محمدی کے حکم احکام کے فرمانبردار بنکر بائبل مقدس پر ایمان باعمل لاکر نجات کے وارث ہونگے۔

ہم پھر دردِ دل سے اپنے مسلم بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ۔ یعنے اللہ وہ ہے جس نے حق اور میزان کے ساتھ کتاب نازل فرمائی تھی۔ شوریٰ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ اور کہو کہ جو کچھ اللہ نے بصورت کتاب نازل کیا ہے اس پر ایمان لائے۔ شوریٰ۔ سچا اسلام نبیوں کی کتب مقدسہ کی ہی پیروی و اطاعت ہے۔ کعب اور اہل الکعب نے دنیا کے لئے کچھ نہیں کیا۔ پس بائبل مقدس کو قرآن محمدی کے احکام کے موافق حاصل کرو۔ یہی ہماری میراث حیدی ہے۔

سولھویں فصل

حضرت محمد کی کعبہ سے اور اس کے عاشقوں سے علیحدگی اور دستبرداری

فصول ماقبل کو غور و فکر سے پڑھنے والے اصحاب اس بات کو مان چکے ہونگے کہ حضرت محمد جس دین اسلام کی جس اسلام کے اعلیٰ و ارفع ارکان کی عربوں میں بزبان قرآن محکم منادی کیا کرتے تھے اُن کو خود صدق دل سے مانتے ہونگے۔ آپ کفار مکہ کے دین اور اُس کے عقائد کو بالکل ترک کر کے دین اسلام مسیحیت کے عقائد کے سچے دل سے پابند ہو گئے ہونگے۔ آپ اللہ الاسلام المسیحیت کی ہی عبادت کرتے ہونگے۔ آپ عربی مسیحیوں کی جماعت کے ہی ممبر و شریک ہو گئے ہونگے۔ آپ نے مسیحی ہو کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے جو ایک عالمہ و عاقلہ و بالغہ مسیحی لیڈی تھیں عقد و نکاح کر لیا ہوگا۔ آپ نے مسیحی تعلیم کو ختم کر کے وعظ و منادی کا کام بھی شروع کر دیا ہوگا۔ کیونکہ حضرت خدیجہ سے شادی کرنے پر آپ کو زندگی کی جسمانی ضروریات کی طرف سے بیفکری حاصل ہو گئی تھی۔ آپ کے مذہبی جذبات اور آپ کی مذہبی معلومات آپ کو مجبور کرتی ہونگی کہ آپ اپنی قوم کے گمراہ و بیدین لوگوں کو دین حق کی بشارت سنا کر راہ حق پر لائیں۔ اسی وجہ سے آپ اس اہم کام کو انجام دینے کے لئے مقرر ہوئے تھے جیسا کہ لکھا ہے۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔ ترجمہ اور اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پہ قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو اور اُسکے آس پاس والوں کو اور خبر سنا دے جمع ہونے کی دن کی اس میں دھوکا نہیں ایک فرقہ بہشت میں اور ایک فرقہ آگ میں۔ سورہ شوریٰ۔ پھر لکھا ہے۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ ترجمہ۔ اور یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری برکت والی سچ بتاتے اپنے اگلے کو اور تا تو ڈر اوے اصل بستی کو اور اس کے آس پاس والونکو اور جنکو یقین ہے آخرت کا وعدہ وہ اسکو مانتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے خبردار۔ انعام۔

آیات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ شہر مکہ اور اُس کی تمام بستیاں گمراہ تھیں وہ پیشتر کبھی ڈرائی نہ گئی تھیں۔ حضرت محمد بائبل کی تصدیق کرنے والے قرآن کے ساتھ اُنہیں ڈرانے کے لیے مقرر ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت نے یہ کام کیا۔ ان کو رب العالمین کی عبادت کے لئے وعظ سنائے۔ پہلے پہل آپ نے اہل مکہ کے کعبہ کی اور اس کے بتوں کی ضرورت کو اڑایا۔ ان کو اس بات کی تعلیم دی کہ رب العالمین کی عزت و عبادت کے لئے کعبوں کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ کعبوں کی عزت جزو نیکی ہے۔ ذیل کی آیات

آپ کا پیغام ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ یعنی مشرق و مغرب اللہ ہی کے واسطے ہیں پس جس طرف تم منہ کرو اسی طرف اللہ متوجہ ہے اور اللہ وسیع علم والا ہے۔ بقرہ ۱۴ رکوع۔ اس آیت میں پھر مشرق و مغرب کے قبلوں کی ضرورت اڑائی گئی ہے۔ اللہ کو عابدوں کے منہ کی طرف متوجہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے سوا قرآن نے مسجد الحرام کے آباد کرنے کو اور حاجیوں کی امداد کرنے کو خفیف معاملہ ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاہَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰہِ۔ کیا تم نے مسجد حرام کو آباد کرنا اور حاجیوں کو پانی پلانا اس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں کوشاں ہے وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہے توبہ ۳ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْہَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ج وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ ج وَالْمُوْفُوْنَ بِعَہْدِہِمْ اِذَا عٰہَدُوْا ج وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق و مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لائے اور اس کی حب سے قرابتیوں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوالیوں اور غلاموں پر مال صرف کرے۔ نماز ادا کرتا رہے اور زکوٰۃ دے اور جو اپنے عہد کو جب وہ عہد کر چکے پورا کرنے والے ہیں اور جو تنگی اور تکلیف میں اور مشکلات میں صبر کرنے والے ہیں یہی لوگ ہیں جنہوں نے سچ بولا اور یہی لوگ متقی ہیں۔ بقر آیت ۱۷۷۔ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں۔

یہودی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ہم پیشتر ظاہر کر چکے ہیں۔ مگر مسیحی کسی کعبہ و قبلہ کو نہ مانتے تھے وہ اپنے معبود کی عبادت ہر طرف منہ کر کے کر سکتے تھے۔ حضرت محمد مسیحی اسلام کے مسلم ہو کر وہی اعتقاد رکھتے تھے جو عربی مسیحیوں کا تھا۔ آیات بالا کا پیغام مسیحی عقیدے کا جز ہے۔ اس میں حضرت محمد مکہ کے حنفاء کے کعبہ کی ضرورت اٹھا کر ان کے روبرو رب العالمین کی ان معانی کی عبادت پیش کی جس میں کعبہ کی ضرورت نہ تھی۔ پیغام مذکور کی تائید دیگر آیات سے بھی ثابت ہے جو یہ مطلب ظاہر کرتی ہیں کہ حضرت محمد نے اپنی مکی زندگی کے ایام میں کعبہ رخی نمازیں نہ پڑھی تھیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ حضرت محمد دین اسلام کو مانتے ہوئے اپنی زندگی کے آخری دم تک کعبہ رخی نمازیں پڑھنا تو درکنار کعبہ کو خانۂ خدا بھی خیال نہ کر سکتے تھے۔

آیات مذکورہ سے ایک یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت محمد کعبہ پرستوں اور کعبہ پسندوں سے کسی طرح کا دینی رشتہ نہ رکھتے تھے۔ آپ دینی طور سے اہل مکہ اور اُن کے مذہب و عقائد سے بالکل الگ تھے۔ آپ کا دین آپ کے دین کے عقائد اُن سے بالکلیہ مختلف و متضاد تھے۔ اس وجہ سے آپ کو مکہ کے حنفاء سے کسی طرح کی شرکت نہ تھی۔

ہم قرآن میں ایسے احکامات بکثرت پاتے ہیں جو حضرت محمد اور دین اسلام کے متلاشیوں کو اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ آپ اہل مکہ سے جو مذہب کے عقائد (کافر وغیرہ) تھے الگ رہیں۔ وہ تو حضرت محمد کے جانی دشمن تھے۔ اُن سے کسی طرح کا میل ملاپ ممکن ہی نہ تھا۔ جیسے وہ حضرت محمد کے دشمن تھے۔ ویسے ہی دین اسلام کے متلاشیوں کے دشمن تھے۔ ذیل کی چند آیات حضرت محمد اور کفار و مشرکین وغیرہ کے تعلقات باہمی منقطع کرنے پر سند میں لکھا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ۔ یعنے تحقیق کفار تو اپنے مال کو صرف اسی لئے خرچ کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکیں۔ انفال ۵ رکوع۔ پھر آیا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ یعنے اے ایمان لانے والو اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست مت پکڑو اگر وہ کفر کو عزیز رکھیں اوپر ایمان کے اور جو تم میں اُن کی رفاقت اختیار کریگا وہی ظالموں میں سے ہو جائیگا توبہ ۳ رکوع۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ ج یعنے اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست اور وہ کافر ہو چکے ہیں اس سے جو تمہاری طرف حق آیا ہے۔ الممتحنہ آیت اول۔ پھر لکھا ہے۔ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا۔ تحقیق کافر تمہارے صریح دشمن ہیں۔ نساء ۱۵ رکوع۔ پھر لکھا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ۔ نساء ۲۱ رکوع پھر لکھا ہے۔ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ۔ پس تو کافروں کا مددگار مت ہو۔ قصص ۱۰ رکوع پھر لکھا ہے۔ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ۔ اور وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم کافر ہو جاؤ۔ الممتحنہ آیت ۲۔ وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً یعنے کفار تو یہی چاہتے ہیں کہ تم بھی اُن کے ساتھ کافر ہو جاؤ۔ تاکہ تم ہی اور ان میں برابری ہو جائے۔ نساء ۱۲ رکوع۔ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ۔ پس تو مکذبین کے کہنے میں نہ آ۔ یہ تو یہی چاہتے ہیں کہ تم ملائم پڑو تو وہ بھی ملائم پڑیں۔ ن آیت ۸ - ۵ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُم بِحَامِلِينَ

مِّنۡ خَطٰیٰهُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّهُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ۔ اور کفار مؤمنین کو کہتے ہیں کہ اگر تم ہماری راہ کی متابعت کرو تو ہم تمہاری خطائیں اُٹھائینگے اور وہ کچھ بھی نہ اٹھائینگے اُن کے گناہوں میں سے اور وہ تو جھوٹے ہیں۔ عنکبوت ۱ رکوع ۔

ہر شخص جو قرآن عربی کو غور سے پڑھتا ہو اُس کی آگاہی میں سب سے پہلے اور سب سے بڑی حقیقت یہی آتی ہے کہ حضرت محمد اپنی حیات میں اپنی آبائی ملت کے لوگوں سے کیا رشتہ رکھتے تھے آبائی مذہب کے معتقدوں کو اور اُن کے اقوال و اعمال کو کس نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ اُن کے اور حضرت محمد کے درمیان مجلسی تعلقات کیسے تھے۔ آپ اور آپ کے ہمخیال ان میں خلط ملط تھے یا ان سے رشتے ناطے رکھتے تھے۔ یا اُن سے بالکل جدا تھے۔ اگر جدا تھے تو آپ کے مخالفین کی آپ کے خلاف کیا کوششیں اور سرگرمیاں تھیں۔ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا جواب آیات منقولہ بالا دے رہی ہیں۔ وہ اس بات کو تبلا رہی ہیں کہ حضرت محمد اپنی حیات کے ایام میں آبائی دین کے ماننے والوں سے بالکل جدا تھے۔ حتیٰ کہ اپنے عزیز و اقارب سے بھی جدا تھے جو آبائی مذہب پر قائم تھے۔ آبائی مذہب کے ماننے والوں اور غیر آبائی مذہب کے ماننے والوں میں بدرجہ اتم دشمنی و عداوت تھی۔ آبائی مذہب کو ماننے والا جو اُسے چھوڑ کر غیر آبائی مذہب کو قبول کرنا چاہتا تھا تو اُسے اپنے تمام عزیز و اقارب چھوڑنے پڑتے تھے۔ حضرت محمد اور آپ کے ہمخیالوں کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے۔ اُن کی دن رات کی یہ کوشش تھی کہ حضرت محمد اور آپ کے مومنین کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ وہ اُن کو یہاں تک وعدے دیا کرتے تھے کہ اگر تم ہمارے مذہب پر آ جاؤ تو ہم تمہارے گناہ تک اُٹھائینگے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد اپنی حیات میں مسیحی مذہب پر تھے۔ کیونکہ گناہ اُٹھانیکا خیال مسیحیت اور یہودیت سے باہر معدوم تھا۔

وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا کے مندرجہ صدر مفہوم پر ہم تحقیق الاسلام کے حصہ اول کو ختم کرتے ہیں۔ ناظرین کرام فی الحال ان حقائق و مسائل کی صحت و صداقت کا فیصلہ فرمائیں جو حصہ ہذا کے ضمن میں مرتب ہو چکے ہیں آپ دیکھیں کہ دین اسلام و مسیحیت کے واحد ہونے میں کیا شک و شبہ باقی رہ گیا ہے؟

ہم اس بات کو جانتے اور مانتے ہیں کہ وَمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا کے مفہوم کے وہ تمام مطالب ناظرین کے روبرو نہیں پیش آئے جو دین اسلام و مسیحیت کو واحد ملت ثابت کرتے ہیں۔ اُن کا ذکر ہم حصہ دوم میں کرتے ہیں۔ مگر جو بیان ہم حصہ ہذا میں ہدیہ ناظرین کر چکے ہیں وہ دین اسلام و مسیحیت کو واحد ملت ثابت کرنے کے لئے کافی سے زیادہ ثبوت رکھتا ہے اسے ہرگز نظرانداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اگر بفرض محال حصہ ہذا کے بیانات مسیحیت و اسلام کو واحد مذہب ثابت کرنے میں قاصر رہے ہوں تو ہم بفضل خدا حصہ دوم میں اس کسر کو بالکل نکال دیتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ ہمارے ناظرین اس حصہ کے مطالعہ پر بھی تعصب و طرفداری کو طاق پر دھر کر نظر ڈالینگے۔

ستارھویں فصل

حضرت محمد کا متروکہ و مقبولہ مذہب

بفضل خدا ہم تحقیق الاسلام کی راہ میں پہلی منزل کا سفر تمام کر چکے جو حالات و واقعات ہماری آگاہی میں آئے انکی جابجا از ترتیب درست ہو چکے وہ ایسے انوکھے اور اچھوتے اور معنی خیز ہیں جنکی سچائی کی جھلک ہر ایک ناظر کی آنکھوں میں چکاچوند پیدا کرتی ہے۔ حالات و واقعات مذکورہ کی صداقت کی چمک بالکل گرد و غبار سے صاف ہے اسے دیکھنے والا ہرگز اسے جھٹلانیکا مقدور نہیں رکھتا ہو۔ تمام بیان میں سادگی پائی جاتی ہو۔ حضرت محمد کی زندگی کے حالات کے ساتھ تمام واقعات موافقت و مطابقت رکھتے نظر آتے ہیں جنکے سمجھنے میں کسی کو دقت نہیں ہوسکتی ہے۔

جو واقعات و حالات پیشتر مرتب ہو چکے ہیں ان پر دوبارہ نظر ڈال کر پہلے حضرت محمد کے آبائی مذہب اور اس کے خاتمہ کی بابت قرآن حکم اور آپ کے فیصلے دیکھو۔ اُس کی قدر و قیمت کا خوب اندازہ لگاؤ۔ دوسری طرف حضرت محمد کے اختیاری مذہب پر غور و فکر کر کے دیکھو۔ خصوصاً اس بات کا خیال کرو کہ حضرت محمد کے آبائی مذہب کا آپ کے اختیاری مذہب سے کیا رشتہ ثابت ہوسکتا ہے؟ ذیل کے بیان میں فصول ماقبل کے مطالب کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

دفعہ ۱ حضرت کا آبائی مذہب یا متروکہ مذہب۔

۱۔ حضرت محمد کے آبائی مذہب کے نام بہت سے مذکور ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ملت حنیف۔ ملت کعبہ۔ ملتِ ابراہیم صابیت۔ دین الفطر۔ دین القیم۔ حنفیت سریانیت وغیرہ زیادہ مشہور اسماء تھے۔ ممکن ہے کہ مختلف حصول میں اور ناموں سے بھی مشہور ہو۔

۲۔ حضرت محمد کے زمانہ میں مذہب مذکور عرب اور عراق عرب۔ اور عرب و مصر کے درمیانی ملک میں جو غیر یہودی اور غیر مسیحی آبادی پائی جاتی تھی اس سب میں کمی بیشی سے یہی مذہب مروج تھا جو قدامت کے اعتبار سے حضرت ابراہیم عبرانی کے زمانہ سے بھی قدیم تھا۔ جس کے بانی غالبًا بائبل مقدس کے ماعونی اور قدیم صابی وغیرہ تھے

۳۔ حضرت محمد کے آباء کے مذہب میں ہر قسم کی بت پرستی۔ سنگ پرستی۔ درخت داور ٹیلہ پرستی۔ جنات و ملائک پرستی۔ سیار اور ستارا پرستی وغیرہ پائی جاتی تھی۔ جس کے ساتھ نہایت قبیح رسوم بھی شامل تھیں اُس میں کسی نبی رسول یا نذیر و بشیر یا الہام و کتاب کی ہستی نہ تھی۔ نہ وہ مذہب ان باتوں کا معتقد تھا۔

۴۔ صابیت یا حنفیت کے کئی بت خانے یا کعبے تھے جن میں اُن کے بت ہوا کرتے تھے۔ سات سیاروں

کی تصاویر ہوا کرتی تھیں جن سے وہ سات آسمان مانا کرتے تھے۔ ان کعبوں میں قمری سال کے حساب کے موافق سال کے ہر ایک دن کے لئے ایک دیوتا اور معبود ہوتا تھا۔ حاران میں صابیت کا کعبہ تھا۔ خود میں ایک بڑا بت خانہ تھا۔ بابل میں صابیت کے مندر تھے۔ اہل تحنف مصر کے الحرام کو بھی کعبہ مانتے تھے۔ حضرت محمد کے زمانہ میں شہر مکہ میں بھی حنفیت کا کعبہ تھا جس میں ۳۶۰ بتوں کے سوا مختلف دیوتاؤں خصوصاً سات سیاروں کی تصاویر تھیں جن کے لئے وہی سات یا پانچ نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ جو آجکل نام کی مسلم دنیا پڑھ رہی ہے۔ غرضیکہ حنفیت یا صابیت زمانہ قدیم کی سخت بت پرست ملت تھی۔ جسے حضرت محمد کے آباؤ اجداد مانتے تھے شہر مکہ عرب میں اس کا خاص مرکز تھا۔

۵۔ اس بات میں تل برابر شبہ نہیں ہو سکتا کہ گو مدینہ کے گرد نواح کے صابیوں اور حنفیوں کو عربی یہودیت سے بہت روشنی ملی تھی پر عربی یہودیت نے عرب کو یہودی بنانے کی نہ تو کوشش کی نہ اس کی کوشش عربی حنفیت کے کفر و شرک کے قلعوں کو فتح کرنے میں کارگر ہوئی۔ سینکڑوں سال سے یہودی عرب میں آباد تھے۔ اگر وہ الٰہی مذہب کی اشاعت کرتے تو حضرت محمد سے صدیوں پیشتر تمام عرب کو یہودیت کا حلقہ بگوش بنا لیتے۔ مگر انہوں نے ریاست مدینہ کو قائم و ثابت کر کے آگے ترقی نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب سے ہمیشہ کے لئے یہودیت کا نام و نشان مٹ گیا۔

۶۔ مکی صابیت و حنفیت کو عربی مسیحیت نے فتح کیا جس کا قصہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ اس عربی مسیحیت کی مکی فتوحات کا پہلا پھل حضرت محمد بن عبداللہ تھے جن سے اس وقت ہمیں سروکار ہے۔

۷۔ واقعات و حالات سے یہ بات دکھائی گئی کہ حضرت محمد کی پیدائش کے زمانہ کے قریب مکہ میں مسیحیت نے دخل پایا۔ حضرت محمد کے خاندان کے چند اکابر مسیحی ہو گئے۔ ان میں سے بعض آپ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ اگرچہ اہل تحنث نے ان سے اور مسیحیوں نے اہل تحنث سے قطع تعلق کیا ہوا تھا تو بھی حضرت محمد کو اپنے مسیحی عزیزوں سے انس تھا۔ آپ کا یہ انس بڑھتا گیا حتیٰ کہ غیر رشتہ دار مسیحی بھی آپ کے دوست بن گئے۔ آپ ان سے ضرور مسیحیت کی باتیں سیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ایک خاتون کے ملازم ہو گئے۔ اسی ملازمت کے زمانہ میں آپ کی ان سے شادی ہو گئی۔ گو شادی سے پیشتر آپ کا مسیحی ہونا مذکور نہیں پر چونکہ عربی مسیحی اہل تحنث سے اکل و شرب تک نہ رکھتے تھے۔ اس سے قیاساً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت محمد حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی کرنے سے پیشتر ہی مسیحی ہو گئے ہونگے۔ بغیر مسیحی ہونے کے حضرت محمد کا حضرت خدیجہ سے شادی کرنا جو خود مسیحی تھیں واقعات و حالات موجودہ کے خلاف تھا جسے مانا نہیں جا سکتا ہے۔

حضرت خدیجہ سے شادی کرنے کے بعد آپ حضرت ورقہ بن نوفل کی قربت میں آ گئے تھے جو حضرت

خدیجہ کا بھائی اور اُن کے ساتھ ہی رہتا تھا - جو اپنے زمانہ کا علامہ ہونے کے سوا کٹر مسیحی تھا - عام اعتقاد کے موافق پندرہ برس تک آپ اپنی عالمہ مسیحی بیوی اور علامہ معصر مسیحی سالہ کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے اور آپ کا مسیحی بھائی ورقہ بن نوفل مسیحیوں کی کتب مقدسہ کا عربی میں ترجمہ کیا ہی کرتا تھا - ورقہ بن نوفل کا وارث سوا حضرت محمد کے کوئی اور نہ تھا - لہذا یہ تمام قرائن اس بات کے شاہد ہیں کہ حضرت محمد کے قرآن محکم کی اصل حضرت ورقہ بن نوفل کے وہ عربی نوشتے ہی تھے جو مسیحیوں کی کتب مقدسہ کا عربی ترجمہ تھے - اور حضرت محمد کی دینی تعلیم کا کورس تھے -

۸ - واقعات و حالات سے یہ حقیقت صفائی سے ظاہر ہو چکی ہے کہ حضرت محمد نے آبائی مذہب حنفیت کو اُس کے جملہ عقائد و رسوم کو باطل جانکر ضرور ترک کیا تھا - عام عقیدہ بھی اس قدر تسلیم کرتا ہے کہ حضرت محمد دعوئ نبوت کے بعد مکی زندگی کے ۱۳ سال اور مدنی زندگی کے ½۱ سال تک حنفیت کے کعبہ اور اس کے معبودوں کی عزت و عبادت سے بیزار رہے - پر ہم واقعات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ آپ حنفیت اور اُس کے کعبوں سے - حنفیت کے جملہ معبودوں سے - حنفیت کے جملہ عقائد سے - حنفاء کے اکل و شرب سے - ان کی دوستی و رفاقت سے مرتے دم تک بیزار رہے - نہ صرف بیزار ہی رہے بلکہ حنفیت کی - اس کے جملہ عقائد و رسوم کی - حنفیت کے کعبوں اور قبلوں کی - کعبوں کے جملہ معبودوں کی جملہ اہلِ تحنف کی تکذیب و تردید ہی کرتے رہے - اُن کے معبود سورج اور چاند بھی تھے ان کی بابت ہمیشہ کہتے رہے کہ وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ - یعنے اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں - نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو صرف اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے - اگر تم اللہ ہی کو پوجتے ہو - حم السجدۃ رکوع ۵ آیت ۳۷ - جس شخص کا علم و عرفان اس درجہ تک پہنچ گیا ہو کہ وہ آبائی مذہب کی اور اس کے عقائد و معبودوں کی - انکے باطل معبودوں کو ماننے والوں کی - اُن کے کعبوں اور قبلوں کی ان الفاظ میں جو پیشتر منقول ہو چکے ہیں کھلم کھلا دلیرانہ طور سے تکذیب کرتا ہوا اسے پھر باطل پرستی کا مرید بنا کر دکھانا ایک امر محال کے وقوع کا یقین دلانا ہے - ہم اہل قبلہ کو کہتے ہیں کہ حضرت محمد نے تمہارے قبلہ اور مذہب کی عزت و آبرو باقی نہیں رکھی - آنکھوں سے دیکھ لو عقل سے سمجھ لو کہ ہم درست کہتے ہیں یا نہیں ؟

دفعہ ۲ حضرت محمد کا مقبولہ مذہب - اس بات میں مطلق شک و شبہ نہیں رہا کہ حضرت محمد نے ملت حنیفیہ یا ملت ابراہیم وغیرہ کے قُل کر چھوڑ سے اسے اس کے کعبوں اور اُس کے

معبودوں اور ان کے ماننے والوں کے ساتھ ہمیشہ کے لئے رخصت کر دیا۔ ان کو وہاں بھیجا جہاں کے وہ لائق تھے۔ پر حضرت محمد کی زندگی کے حالات ہمیں یہ خبر بھی دیتے ہیں کہ آپ نے دین اسلام کو قبول کر لیا۔ یہ آپ کی زندگی کا دوسرا عظیم الشان کارنامہ ہے۔

۱۔ دین اسلام کیا نہیں تھا؟ دین اسلام دین حنیف نہ تھا۔ دین صابیت نہ تھا۔ دین الفطرۃ نہ تھا۔ وہ کعبہ یا ملت کعبہ نہ تھا۔ ملتِ ہلال نہ تھا۔ عرب کی یہودیت نہ تھا۔ پارسیت نہ تھا۔ ان تمام ملتوں کے سوا تھا ایک معانی میں ان تمام ملتوں کا سخت دشمن تھا۔ ماہتابِ مذکورہ تو اسکی جانی دشمن تھیں۔

۲۔ دین اسلام کیا تھا؟ دین اسلام کی بابت خواہ کسی کے کیسے ہی خیال ہوں۔ پر ایک بات بالکل صاف وظاہر ہے کہ دین اسلام حضرت نوح و ابراہیم و اسحٰق و یعقوب و بنی اسرائیل و موسیٰ و انبیایِ اسرائیل و خداوند یسوع مسیح کا دین تھا جو مسیحیوں کی معرفت حضرت محمد تک پہنچا تھا۔ جس اسلام کو حضرت محمد نے آبائی مذہب ترک کر کے قبول کیا۔ وہی دین اسلام تھا۔

حضرت محمد نے دین اسلام کی تعلیم بزبان قرآن محکم ضرور عربی مسیحیوں سے حاصل کی تھی۔ اس تعلیم کی بابت اسلام کے معلموں کا اور حضرت محمد کا ضرور یہ عقیدہ تھا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔ جو کچھ قرآن محکم کے لباس میں حضرت محمد کو دین اسلام کی بابت اسلام کے ارکان کی بابت سکھایا گیا تھا۔ مسیحیوں کی بابت مسیحیت کے بانی کی نسبت مسیحیوں کی بائبل اور اس کے انبیاء کی نسبت تعلیم دی گئی تھی۔ اللہ الاسلام کی بابت سکھلایا گیا تھا۔ اس میں چند باتوں کو چھوڑ کر باقی بائبل کی ہی صداقت کے مطالب جمع تھے۔ عربی زبان میں جہاں لوگ کتاب کے وجود سے ہی بے خبر تھے قرآن محکم جیسی کتاب کا پیدا ہو جانا لوگوں کے لئے معجزہ سے کم نہ تھا اس لئے یہ بات عجیب نہ تھی کہ مسیحی اور حضرت محمد قرآن محکم کی بابت یقین کرتے تھے کہ یہ کتاب خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ درحقیقت اس میں خدا کی طرف کی صداقتوں کا بیان تھا۔ اگر قرآن محکم مکمل ہمارے زمانہ میں پہنچ جاتا تو تعجب نہ تھا کہ ہمارے زمانہ کے چوٹی کے عالم بھی اس کے منجانب اللہ ہونے کا یقین کر لیتے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ میں اس کے چند اجزا ہی بے ترتیبی کی صورت میں پہنچے ہیں جن سے ہم نے پیشتر کے مطالب مرتب کئے ہیں۔

کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمد کے مقبولہ اسلام کی مسلم امت عربی مسیحیوں کی ہی امت تھی جس کے ہاتھوں سے آپ نے اسلام زیر بحث کو پایا تھا۔ آپ کے عقیدہ کی مسیحی امت میں تمام اوصاف موجود تھے جو کسی خدا پرست امت کا لازمہ ہو سکتے ہیں۔ بزبان قرآن مسیحی امت کی جو خوبیاں بیان کی گئی ہیں متن قرآن میں اس کی مثال ناپید ہے۔ قرآن محکم میں صرف مسیحی امت ہی ایک ایسی امت نظر آ سکتی ہے جو دین اسلام کی سچی مسلم تھی۔ جو قرآن محکم کے دعوے کے

تمام موعودوں کی وارث تھی۔ وہی اسلام کی ہادی اور امام و پیشوا سمجھی گئی تھی۔

حضرت محمد دین اسلام اختیار کرکے جب تک مکہ میں رہے تب تک مکی مسیحی ضرور آپ کی کسی نہ کسی طرح مدد کرتے رہے تھے۔ مگر چونکہ اہل مکہ خود مختار ریاست کے تھے مسیحیوں کا وہاں اختیار و اقتدار نہ تھا۔ اسوجہ سے اہل مکہ کے اُن مظالم کو روک نہ سکتے تھے جو وہ حضرت محمد پر کیا کرتے تھے یا کرنا روا رکھتے تھے۔ اس وجہ سے مکی ریاست میں ہوتے ہوئے جو آپ نے اسلام کے نام سے مسیحیت کی اشاعت کی تھی وہ ہر طرح سے قابلِ داد ہے۔

حضرت محمد کے مقبولہ اسلام کے ارکان خصوصیت سے قابلِ لحاظ ہیں وہ جو حضرت محمد کو بالکل غیر مسیحی ثابت کرنے کے درپے ہیں اس بات کا تا قیامت جواب نہیں رکھتے کہ اگر حضرت محمد اپنی زندگی میں مسیحی نہ ہوئے تھے۔ تو اُن کو دین اسلام کے ارکان مذکور کس نے سکھائے اور کیوں وہی ارکان سکھائے جنکو اس زمانہ کی مسیحیت مانتی تھی یا مان سکتی تھی؟ کیوں حنفیت کے ارکانوں کی قرآن میں ایسی تعلیم دی نہ گئی؟ اُن ارکانوں کی جو تعریف کی جا چکی ہے وہ کیوں قرآن میں راہ پا گئی اور کیسے راہ پا گئی؟ ان سوالات کا اُن اصحاب کے پاس کچھ جواب نہیں جو حضرت محمد کو غیر مسلم یا غیر مسیحی بنانا چاہتے ہیں۔

دین اسلام کے ارکانوں کی بابت ایک بات صفائی سے دیکھی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اہلِ تحنف کے لئے وہ تمام ارکان نہ صرف اجنبی اور غیر مانوس تھے بلکہ سخت قابلِ نفرت تھے جس میں اسلام کے ہر ایک رکن کی طرف سے اہلِ کفر اجہل و لاعلم تھے۔ الله و الرحمٰن کی وحدانیت کے اعتقاد سے کورے تھے۔ اسم الرحمٰن اُن کے لئے بالکل اجنبی اور غیر عربی تھا۔ نبیوں کی بابت اُنکے عجیب خیال تھے۔ غرضیکہ وہ ارکان الاسلام سے سراسر لاعلم ہو کر اپنے آبائی دین حنیف کی پیروی پختگی سے اڑے ہوئے تھے۔ اُلٹا حضرت محمد اور اسلام کے اقراریوں کو حنفیت میں واپس لانے کی سر توڑ کوشش میں مصروف رہتے تھے۔ حنفاء کی ان کوششوں کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ اہلِ تحنف حضرت محمد اور قرآن کے اسلام کے مسلم بنجائینگے۔ جب اس خیال کو رد برو رکھ کر مروجہ قرآن کو پڑھا جاتا ہے تو ہمارا یہ خیال اس بات سے اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مروجہ قرآن میں ایک شخص کا بھی نام مذکور نہیں جو قرآن و اسلام محمدی کا مسلم بنا ہو۔ عام خیال کے موافق ۲۳ برس تک حضرت محمد اسلام و قرآن محکم کی عرب میں اشاعت کرتے رہے۔ پر فرد واحد کا اسلام لانا مذکور نہیں ہے۔ حدیث وغیرہ دینی کُتب میں اسلام لانے والوں کے عجیب و غریب افسانے پائے جاتے ہیں۔ پر ان کی طرف سے قرآن مروجہ بالکل خاموش ہے۔ یہ معاملہ ہرگز اتفاقی نہیں ہے۔ اس سے یہ بات ارادۃً ظاہر کی گئی ہے کہ قرآن و اسلام محمدی حضرت محمد کی زندگی کے اہلِ تحنف میں سے کسی کے اعتقاد و عمل کا جزو نہ تھا۔ یہ کیسی تعجب خیز بات ہے؟

دفعہ ۳ قرآن و اسلام محمدی اور ہمارے زمانے کے اہل قبلہ - قرآن و اسلام محمدی کی صفتیں جو مذکور ہو چکی ہیں وہ اسی قرآن عربی کا جزو ہیں۔ جیسے ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ یا مدعیان اسلام مان رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے اُن کے عقائد و عمل کو اسی تعلیم کے مقابل رکھ کر دیکھو جو پیشتر کی فصلوں میں مذکور ہو چکی ہے تو تمہاری پریشانی کی حد نہ رہیگی۔ مثلاً ہم حضرت محمد کے زمانہ کے عربی مسیحیوں کے حالات قرآنی و تاریخی پیش کر چکے ہیں۔ تاریخ اور قرآن اُن کی خدا پرستی پر۔ اُن کی نیکوکاری اور دینی امانت پر۔ اُن کی اور حضرت محمد کی باہمی خوش اعتقادی پر۔ اُن کی مسیحیت کی سچائی اور صداقت پر فدا ہیں۔ اُن کی تعریف و ستایش پر ہمنوا ہیں اُن کی قرآن دانی و بائبل دانی و خدا دانی کے شاہد ہیں۔ مگر ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ عموماً اور احمدی اصحاب خصوصاً نہ صرف حضرت محمد کے معلموں اور دوستوں کو جو آپ کے زمانہ میں موجود تھے۔ نیک اور خدا پرست نہیں مانتے بلکہ اُن کو کافر و مشرک قرار دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اُن کے ہم مذہبوں کو دجال اور یاجوج و ماجوج کہتے ہیں۔ اس پر لطف کی یہ بات ہے کہ یہ حضرات خود قرآن و اسلام محمدی سے لاکھوں میل دور ہیں اسی مذہب کو مان رہے ہیں جس کی حضرت ۲۳ برس تک تکذیب و تردید کرتے رہے تھے۔ انہیں حنفاء کے جملہ عقائد کے معتقد ہیں جو حضرت محمد اور قرآن و اسلام کی ہمیشہ تکذیب کرتے رہے تھے۔

مسیحیوں کو ایک طرف چھوڑ کر مسیحیت یا اسلام محمدی کی بابت اہل قبلہ کی دراز دستیوں کو دیکھو مثلاً حضرت محمد کے زمانہ کے اہل تحنف مسیحیت یا اسلام کے کھلے دشمن تھے۔ اُن کی دشمنی اسبات سے ظاہر ہے کہ قرآن محمدی نے اُن کی دل کھول کر تکذیب کی۔ اُن کو ہمیشہ کافر و مشرک۔ ظالم و فاسق۔ مفسد و کذاب وغیرہ کہہ کر یاد کیا۔ اُن کی حنفیت کی تکذیب کی۔ قرآن مروجہ میں اہل تحنف میں سے کسی کا نام تک مذکور نہیں جس نے مسیحیت یا اسلام کو قبول کیا ہو۔ ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ عموماً اور احمدی خصوصاً اسلام محمدی یا مسیحیت کے کھلے دشمن ہیں مسیحیت کی تکذیب و تکفیر اسی طرح کر رہے ہیں جس طرح حضرت محمد کے زمانہ کے اہل کفر کرتے تھے۔ نہ صرف یہی کر رہے بلکہ ہمارے زمانہ کے اہل قبلہ اسی ملت کعبہ کو مان رہے ہیں جسکی قرآن محکم نے تکذیب کی تھی۔ اُن کے جملہ عقائد اُسی حنفیت کے ہیں جس کی حضرت محمد اور قرآن محکم نے ۲۳ برس تک تکذیب فرمائی تھی۔

مسیحیت کے سوا قرآن محکم سے جو سلوک کیا گیا ہے وہ بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت محمد قرآن محکم کی اہل تحنف میں کم از کم ۲۳ برس منادی کرتے رہے۔ اہل تحنف کو قرآن محکم کے ماننے پر مجبور کرتے رہے مگر اہل تحنف نے حضرت محمد کی حیات میں قرآن محمدی کو کبھی صدق دل سے نہ مانا۔ زبانی آمنا کہکر ٹالتے رہے۔ اسی قرآن محکم کے اس حصہ کی قدر و منزلت اپنے زمانہ کے اہل قبلہ میں دیکھو جو ہمارے زمانہ تک پہنچا ہے۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جو پیشتر مرتب ہو چکا ہے۔ اہل قبلہ نے آجتک اس کا

کونسا حکم مان رکھا ہے؟ اُنہوں نے کب آج تک ارکان الاسلام پر عمل کیا؟ انہوں نے اپنا ایمان ہی ایسا تجویز کر لیا جو ہر قسم کے نیک عمل سے خالی ہو۔ امام اعظم نے جو ایمان تجویز کیا۔ اس میں عمل کا دخل ہی رہنے نہیں دیا۔ حنفیوں کا ایمان تو ٹھیک ٹھیک ویسا ہی ہے جیسا کہ عوام نے مسیحیوں کے کفارہ کو سمجھا ہے۔ وہ آجتک ان لوگوں کے منتظر پڑے ہیں جو اُن پر ایمان باعمل لائیں۔ مگر ہمارے زمانہ کے اہلِ قبلہ کو حنفیت کے کعبہ سے محبت ہے جو حضرت محمد کے زمانہ کے حنفاء کا بُت خانہ تھا۔ شمس و قمر خانہ تھا۔ نجوم خانہ تھا۔ سنگ اسود خانہ تھا۔ ارکان الاسلام متن قرآن میں پڑے ہیں۔

قرآن شریف نے جو تعریف و ستایش انبیاء بائبل کی کی تھی خصوصاً جو تعریف وحیہ بائبل مقدس کی تھی۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہی تعریف حضرت محمد کے زمانہ کے اہلِ کفر کو پریشان کیا کرتی تھی۔ اسی تعریف کے لئے اہلِ تحنف قرآن محکم کو مجموعہ اساطیر الاولین کہا کرتے تھے۔ اسی تعریف کی وجہ سے قرآن کی فرمانبرداری انہیں موت کا مابدل نظر آیا کرتی تھی۔ اسی کی وجہ سے وہ قرآن اور حضرت محمد کی تکذیب کرتے تھے۔ کیونکہ قرآن کی فرمانبرداری کے معنے وہ یہی لے سکتے تھے۔ کہ مسیحیوں کی بائبل کی غلامی کریں۔ اس حقیقت کو ردید ہ رکھکر اپنے زمانہ کے اہلِ قبلہ کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً دیکھو۔ وہ آجتک بائبل مقدس کی تکذیب و تکفیر میں ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا چکے ہیں اور ہنوز لگا رہے ہیں۔ اِن سے بڑھکر اِنکا یہ عمل دیکھا گیا ہے کہ وہ بائبل کے قرآنی خطابات قرآن مروجہ کو دیکر عوام کی آنکھوں کو اندھا کر رہے ہیں۔ اس پر غضب یہ ہے کہ مکذبین اسلام و قرآن و بائبل اسلام و مسلمانی مسیحائی اور نبوت کے مدعی بنے بیٹھے ہیں پھر انہیں حضرت محمد کی اطاعت و پیروی کا دعوےٰ ہے۔

بائبل مقدس سے جو کچھ اہلِ قبلہ نے کیا ہے اُسے یہیں جانے دو۔ الله الاسلام کو اپنے زمانہ کے اہلِ قبلہ کے روبرو کر کے دیکھو اس سے اہلِ قبلہ کی مسلمانی کا بالکل پول کھلجاتا ہے جسکی حکایت یہ ہے۔

کہ قرآن عربی میں جس السد والرحمٰن کا جس السد والرحمٰن کے کا مونکا جس السد والرحمٰن کی ذات و صفات کا بیان آیا ہے۔ جو السد والرحمٰن عزت و عبادت کے لائق تبلایا گیا ہے وہ عقل و فکر کے اندھوں کو بھی مسیحیوں کی بائبل کا السد والرحمٰن یعنے یہواہ الوہیم و رب العلمین معلوم ہو سکتا ہے۔ اسی کی تائید عرب کے یہودیوں کی مخالفت۔ اہلِ تحنف کی مکاذبت سے ہوتی ہے۔ اس سے بڑھکر اس دعوے کی صداقت قرآن محکم کا وہ بیان بھی ہے جو اہلِ تحنف کے قبلوں اور اُن کے جمیع معبودوں کی تکذیب میں آیا ہے۔

ان معانی کے الله الاسلام کی موجودگی پر اس کی بابت ایسی صاف و واضح تعلیم کے موجود پائے جانے پر ہمارے زمانہ کے اہلِ قبلہ الله الاسلام کی اندھا دھند اسی طرح تکذیب و تکفیر کئے جا رہے ہیں۔ جس طرح سے حضرت محمد کے زمانہ کے اہلِ تحنف یا اہلِ قبلہ کیا کرتے تھے۔ اُنہیں غیر مسیحیوں کے معبودوں

ے ہرگز وہ نفرت وکراہیت نہیں جو مسیحیوں کی بائبل اور مسیحیوں کی بائبل کے اللہ الرحمٰن سے ہے۔ ہمارے
انہ کے اہل قبلہ نے عام طور سے اور مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور اُنکے مریدوں نے خاص طور سے
ہ الاسلام کی تکذیب وتکفیر میں جو کچھ لکھا ہے بغیر مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت محمد کے زمانہ
ے اہلِ تحنف کے فلک کو بھی سوجھا نہ تھا۔

جو کچھ اوپر کہا گیا ہے اِس پر اس بات کا اضافہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے یہ بندگانِ خدا اسب سے
وہ اپنی خدا پرستی اور خدادانی کے دنیا میں ڈھول بجاتے پھرتے ہیں۔ آجتک کعبہ کے نامعلوم خدا کی پوجا
ستے ہیں۔ قدیم بت خانہ کو سیارا وستار اخانہ کو۔ جنات وملک خانہ کو خانۂ خدا کہتے ہیں۔ آجتک اُن
قومی جھنڈا نشانِ ہلال ہے۔ علامت ستارا رکھتا ہے۔ اس عجیب خانۂ خدا میں آجتک سنگ اسود
خدا کا دہنا ہاتھ یقین کیا جاتا ہے موجود ہے جو حاجیوں کے گناہ چوس چوس کر سیاہ پڑگیا ہے۔ کعبہ شریف
معبود زمانہ قدیم کی سات وقتی یا پانچ وقتی کعبہ رخی نمازوں سے جو پانچ یا سات ستاروں یا سیاروں کی
ستش میں پڑھی جاتی تھیں پرستش کیا جارہا ہے۔ درحالیکہ قرآن محمدی نے کعبہ اور اس کے جمیع معبودوں
اور اُن کے پرستاروں کو جہنم رسید کرکے چھوڑا تھا۔ مگر ہمارے زمانہ میں پھر وہی کعبہ ہے اور اُسکے معبود کی
معبودوں کی پرستش جاری ہے۔

جب اہل قبلہ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ کعبہ کون سے معبود کا مسکن ہے۔ تو ہمارے فصیح وبلیغ مولوی
جبان خصوصاً مرزائی اور احمدی اصحاب اور خواجہ کمال الدین صاحب اللہ الاسلام یعنے اللہ المسیحیت کے قرآنی اسماء وافعال و
صفات کا ہار پرد کر اللہ الکعبہ کے گلے ڈال کر دکھاتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہند کے مسیحیوں کے روبرو
ہ الاسلام یا اللہ المسیحیت کی تکذیب پر ڈٹے ہیں۔ مگر اللہ الکعبہ کی الوہیت کی بابت استفسار ہو تو پھر
ہ الاسلام یا اللہ المسیحیت کا قرآنی لباس اسے پہنا کر دکھا دیتے ہیں۔ یہ ہمارے زمانہ کی احمدیت کا انوکھا ہنر
جس سے کم از کم مسیحیت آگاہ نہ تھی۔ مگر اب حنفیت کے ہتھکنڈوں سے مسیحی بھی خبردار ہوچکے ہیں۔

مندرجہ صدر بیان سے جو اہم صداقت ناظرین کرام کی آگاہی میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ گو مروجہ قرآن میں مسیحیت
اسلام کی صداقت وہی موجود ہے جو حضرت محمد نے اپنی زندگی کے آخری وقت تک اہل تحنف کو سنائی
اور سکھائی تھی۔ پر عجب معاملہ یہ ہے کہ مسیحیت یا اسلام کی صداقت کے نہ تو اہلِ تحنف معترف ہوئے
حضرت محمد کے زمانہ میں تھے نہ اُنہوں نے کعبہ پرستی چھوڑی نہ اُس صداقت کے پیرو اہلِ قبلہ پائے گئے
ہمارے زمانہ میں موجود ہیں تو بھی حیرت انگیز معاملہ یہ ہے کہ قرآن عربی اپنے متن میں اسلام یا مسیحیت
بابت وہ صداقت اپنے ساتھ ضرور لئے آیا ہے۔ اس رازِ خفی کو انشاء اللہ حصہ سوم میں کھولا جائیگا

فی الحال ہم حصہ اول کو اسی جگہ ختم کرتے ہیں حصہ دوم میں ہم سچے مسلمانوں کی حکایات شروع کرینگے جنہو
نے اہلِ قبلہ کے مروجہ عقائد کے کعبہ اور اس کے معبودوں کا کبھی عزت و عبادت نہ کی تھی۔ توبھی وہ دین
اسلام کے پیشوا اور امام تھے۔ فقط۔

غلام مسیح ایڈیٹر۔ نور افشان۔ لاہور

باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر پنجابی پریس لاہور میں چھپی